فہرست مضامین

❁ تقریظ 17

باب 1

رمضان المبارک کے فضائل وثمرات

❁ روزے کا معنی ومفہوم 21
❁ روزے کی فرضیت 21
❁ رمضان کی آمد پر روزوں کی نیت کرلینا 24
❁ روزہ اور شرک 26
❁ رمضان المبارک اور نزول قرآن حکیم 28
❁ رمضان المبارک اور تلاوت قرآن مجید 30
❁ رمضان اور تعلیم القرآن 33
❁ کرنے کے کام 33
❁ رمضان المبارک میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرنا 34
❁ رمضان المبارک میں کثرت سے دعا کرنا 38
❁ رمضان المبارک اور صدقہ وخیرات 43
❁ رمضان اور نفلی عبادات 49

❁ رمضان المبارک اور تقویٰ 53
❁ رمضان المبارک اور رضائے الٰہی کا حصول 57
❁ رمضان المبارک اور رحمت الٰہی 61
❁ رمضان المبارک اور عمل صالح 64
❁ رمضان المبارک گناہوں کا کفارہ ہے 65
❁ رمضان المبارک اور تعلقِ باللہ 68
❁ روزہ اور جنت الفردوس 70
❁ رمضان المبارک اور مغفرت 73
❁ رمضان المبارک اور جہنم سے نجات 76
❁ روزہ قیامت کے دن سفارش کرے گا 79
❁ رمضان المبارک میں اجر وثواب میں اضافہ 80
❁ روزہ آزمائش میں بہترین سہارا 82
❁ روزہ اور صبر 83
❁ روزہ افطار کرتے وقت چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں ہوں 85
❁ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کی پسندیدہ خوشبو 87
❁ روزہ عدیم النظیر عبادت ہے 88
❁ موسم سرما میں روزے کی مفت غنیمت 89
❁ روزہ کے باعث بندہ صدیقین اور شہداء کا مقام حاصل کرسکتا ہے 89
❁ رمضان المبارک میں شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں 90

روزہ میں نگاہ کی حفاظت کیجیے 91
روزہ میں زبان کی حفاظت کیجیے 92
دُعائے رسول ﷺ اور رمضان المبارک 95

باب 2

روزے کے احکام ومسائل

رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھنا 96
فرض روزہ رکھنے کی شرائط 97
روزہ کی نیت 97
بچوں کا روزے رکھنا 99
سحری کی اہمیت وفضیلت 101
سحری کے لیے بہترین چیز 101
تاخیر سے سحری کھانا 102
اذان کے دوران کھانا پینا 102
وصلی روزوں کا حکم 104
سحری کی اذان 105
بغیر شرعی عذر کے افطاری کے وقت سے قبل روزہ افطار کرنے پر وعید 106
روزہ جلد افطار کیا جائے 107
روزہ کس چیز سے کھولنا سنت ہے 109
روزہ افطار کرتے وقت دعا کرنا 110

❁ روزہ افطار کرنے کی دعا 112
❁ روزہ افطار کرانے کا اجر وثواب 113
❁ روزہ افطار کروانے والے کے لیے دعا 113
✽ حالتِ روزہ میں جائز کام 115
❁ مسواک کرنا 116
❁ سحری کھا کر غسل جنابت کرنا 117
❁ بھول کر کھا پی لینا 118
❁ حجامہ کروانا 119
❁ سرمہ لگانا 119
❁ کنگھی کرنا اور سر میں تیل لگانا 121
❁ ہنڈیا سے نمک چکھنا 121
❁ شدتِ روزہ کی وجہ سے سر پر پانی بہانا 121
❁ بے ساختہ حلق میں مکھی وغیرہ کا داخل ہونا 123
❁ روزے کی حالت میں انجکشن لگوانے کا حکم 123
❁ خود بخود قے آ جانا 124
❁ احتلام 124
❁ ضبط ہو تو بیوی کا بوسہ لینا 125
✽ حالت روزہ میں ممنوع کام 126
❁ وصال کرنا 126

❁ مبالغے سے ناک میں پانی چڑھانا 128

❁ جھوٹ اور فسق و فجور والے کام 128

❁ شہوت انگیز گفتگو کرنا 130

❁ نوجوان آدمی کا بیوی کا بوسہ لینا یا بغل گیر ہونا 130

❋ روزہ ٹوٹنے والے اُمور 132

❁ حیض و نفاس 132

❁ جماع کرنا 134

❁ جان بوجھ کر کھانا پینا 138

❁ جان بوجھ کر قے کرنا 139

❋ روزے کی رخصت والے امور 140

❁ بیماری 140

❁ سفر 141

❁ حاملہ 145

❁ دودھ پلانے والی 145

❁ (شیخ فانی) بوڑھا آدمی جو ضعف کی بنا پر روزہ نہ رکھ سکے 146

❋ جن دنوں میں روزہ رکھنا درست نہیں 148

❁ شک کے دن کا روزہ 148

❁ رمضان المبارک کا استقبالی روزہ 148

- ایام تشریق کے روزے 149
- عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے روزے رکھنا 150
- ستائیس رجب کے روزے کی حقیقت 150

رمضان المبارک کے روزے نہ رکھنے والوں کا انجام 154

رمضان کے روزوں کی قضاء اور اس کا وقت 156

- میّت کی طرف سے روزے رکھنا 157

نفلی روزے 158

- نفلی روزے کی فضیلت 158
- شوال کے چھ روزے 159
- ایام بیض کے روزے 160
- سوموار اور جمعرات کے روزے 161
- داؤدی روزے (ایک دن روزہ اور ایک دن افطار) 162
- یوم عرفہ کا روزہ 164
- یومِ عاشوراء کا روزہ 166
- شعبان کے روزے 168
- ہفتے کے ساتھ اتوار کا روزہ 169
- جمعۃ المبارک کا روزہ رکھنا 170

باب 3

مسنون نمازِ تراویح اور اس کے مسائل

- تراویح کا معنی ومفہوم 172
- قیام اللیل کی فضیلت 176
- قیام اللیل کرنے والا روزِ قیامت صدیقین اور شہداء میں سے اٹھایا جائے گا. 176
- قیام اللیل اہل ایمان کی صفت ہے 178
- قیام اللیل نفس انسانی کو سدھارتا ہے 179
- قیام اللیل دخولِ جنت کا سبب ہے.. 180
- ترغیب قیام اللیل کے لیے مزید احادیث 181
- قیام اللیل میں دعا کرنے کا ثواب.. 184
- قبولیت دُعا کے لیے مسنون کلمات اور اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم 185
- چند مسنون دُعائیں.. 186
- رات کو آنکھ کھلے تو بندہ دعا ضرور کرے اور نماز پڑھے 190
- قیام اللیل قرب الٰہی کا ذریعہ ہے.. 191
- ایک دوسرے کو قیام اللیل کی ترغیب دینا 191
- قیام اللیل محبت الٰہی کا ذریعہ ہے 192
- قیام اللیل خیر و بھلائی کا دروازہ ہے 193
- قیام اللیل اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا نام ہے.. 194
- قیام اللیل انسان کے اندر تقویٰ پیدا کرتا ہے.. 194

- قیام اللیل انابت الٰہی کا ذریعہ ہے 194
- قیام اللیل میں استفتاح کی دعائیں 195
- قیام اللیل میں تلاوت کے مسائل 197
- نماز تراویح کا وقت 200
- رمضان میں قیام اللیل کی جماعت مشروع اور سنت ہے 200
- قیام اللیل میں قرآنِ مجید سے دیکھ کر قراءت 203

تعدادِ رکعات تراویح 204

- علمائے احناف کی طرف سے گیارہ رکعات کا اعتراف 212
- سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گیارہ رکعات کا حکم 215
- سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں گیارہ رکعات کا ثبوت 216

بیس رکعت تراویح کے قائلین اور جوابات 218

وتر کا بیان 225

- وتر سنت مؤکدہ ہے 225
- وتر کی فضیلت 225
- وتر کا وقت نمازِ عشاء کے بعد ساری رات ہے 226
- رکعات کی تعداد 226
- وتر پڑھنے کا طریقہ 227
- تین رکعات وتر میں مسنون قراءت 227
- دعائے قنوت 227

- احکام ومسائل 229
- قنوتِ نازلہ 229
- قنوت میں ہاتھ اٹھانا 230
- قیام اللیل میں گریہ کے نمونے 231

باب 4

رمضان المبارک اور آخری عشرہ

- رات بھر جاگنا 236
- اپنے اہل کو جگانا 236
- کمر کس لینا 236
- وصالِ صوم 237
- اعتکاف 237
- اعتکاف کی مشروعیت وفضیلت 240
- اعتکاف کرنے کا طریقہ اور ایام کی تعداد 242
- اعتکاف کرنے کا ثواب 244
- اعتکاف مسجد میں خلوت کا نام ہے 244
- حالت اعتکاف میں ممنوع اعمال 246
- انتہائی ضروری کام کے بغیر مسجد سے نکلنا 246
- تیمارداری کے لیے مسجد سے نکلنا اور جنازے میں شرکت 247
- بیوی سے ہم بستری کرنا 247

❁ لیلۃ القدر کی فضیلت 248
❁ لیلۃ القدر کا قیام 251
❁ شب قدر کی تلاش 252
❁ شب قدر کی علامات 253
❁ لیلۃ القدر کی دعا 254

باب 5

احکام عید الفطر

❁ عید! خوشی میں اظہارِ بندگی 255
❁ چاند دیکھنے کی دعا 259
❁ صدقۃ الفطر 259
❁ صدقہ فطر کتنا دینا چاہیے؟ 261
❁ نمازِ عید الفطر 262
❁ نمازِ عید کا حکم 263
❁ عیدین میں قراءت 263
❁ عید الفطر کے احکام و مسائل 264

آخری گزارشات

❁ رمضان اور ہمارا معاشرہ 268
❁ تراویح 268

- راتوں کی بے قدری 270
- دنوں کی بے حرمتی 271
- یہ سنت کا مذاق 272
- افطار پارٹیاں 273
- اعتکاف سے بے رغبتی 273
- اُف یہ برتاؤ 275
- ختم قرآن 276
- بازاروں کی گھما گھمی 277

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ الصَّلَاۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ، وَ بَعْدُ!

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، برکتوں اور مغفرتوں کا ایک عظیم مہینہ ہے، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ کی ایک صحیح حدیث کے مطابق رمضان المبارک کی ہر رات اللہ تعالیٰ اپنے بہت سے بندوں کی گردنیں جہنم سے آزاد کر دیتا ہے، اور ابن ماجہ وغیرہ کی حدیث کے مطابق ہر بندے کو کچھ دعواتِ مستجابہ عطا کر دی جاتی ہیں۔

ان تمام فضائل ومحاسن کو سمیٹنا ضروری ہے، بھائی ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی اور الشیخ حافظ حامد محمود الخضری نے اس ''رمضان المبارک، فضائل، مسائل اور ثمرات'' نامی کتاب میں، قرآن وحدیث کی روشنی میں ان طرق کی وضاحت کی ہے جنہیں اختیار کر کے اس ماہِ مقدس کی خیرات وبرکات کو سمیٹا جا سکتا ہے۔

روزہ کے تعلق سے سب سے اہم مسئلہ اس کی حفاظت ہے، روزہ کی حالت میں اگر گناہوں سے یکسر پرہیز ہوگی تو فائدہ ہوگا، صحیح مسلم کی حدیث ہے:

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ ، وَ الْجُمُعَۃُ إِلَی الْجُمُعَۃِ ، وَ رَمَضَانُ إِلٰی رَمَضَانَ ، مُکَفِّرَاتٌ مَّا بَیْنَھُنَّ إِذَا اجْتُنِبَتِ الْکَبَائِرُ .))

''پانچوں نمازوں، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک، اور ایک رمضان سے

دوسرے رمضان تک کے وقفات گناہوں کا کفارہ ہیں، بشرطیکہ کبائر سے بچا جائے۔''

صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَ الْعَمَلَ بِهٖ ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِىْ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ .))

''جو شخص روزے کی حالت میں قولِ زور (یعنی خلافِ شریعت بات) یا عمل زور (یعنی خلافِ شریعت کام) نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا اور پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔''

صحیح بخاری ہی کی ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے:

((وَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ ، وَ اِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَ لَايَصْخَبْ ، فَاِنْ سَابَّهٗ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ إِنِّى امْرُؤٌ صَائِمٌ .))

یعنی ''روزہ (گناہوں) سے ڈھال ہے جس دن تمہارا روزہ ہو کسی فسق و فجور کا ارتکاب نہ کرو نہ ہی چیخو اور چلاؤ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص تمہیں گالی دے یا تم سے لڑائی کرے تو اسے کہہ دو میں روزہ سے ہوں۔''

صحیح ابنِ حبان میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی، رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ، وَ عَرَفَ حُدُوْدَهٗ ، وَ تَحَفَّظَ مَا يَنْبَغِىْ لَهٗ أَنْ يَّتَحَفَّظَ كَفَّرَ مَا قَبْلَهٗ .))

''جو شخص روزے کی حدود کو پہچانتا ہوا روزہ رکھے، اور جن چیزوں کی

روزے کی حالت میں حفاظت ضروری ہے ان کی حفاظت کرے، تو اس شخص کا روزہ اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔''

روزہ کی حالت میں ہر قسم کے گناہ سے احتراز ہماری ضرورت ہے تاکہ ہمارے روزے کا ثواب مرتب ہو اور نتیجتاً ہمارے گناہ معاف ہو جائیں، اگر ایسا نہ ہو سکا تو جبرئیل علیہ السلام کی بددعا اور اس پر نبی ﷺ کی آمین ایک انتہائی خطرناک وعید کو متضمن ہے۔ جنابِ جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''جب تم روزہ رکھو تو ضروری ہے کہ تمہارے کان، آنکھ اور زبان سب کا روزہ ہو، پڑوسیوں کو تکلیف نہ دو اور تم پر ایک خاص قسم کا سکون اور وقار ہو اور تمہارے روزے اور افطار کا دن برابر نہ ہو۔''

صحیح ابن حبان کی ایک حدیث کے مطابق روزہ صرف کھانا پینا چھوڑ دینے کا نام نہیں بلکہ لغویات اور معاصی سے رکنا بھی ضروری ہے۔ محمد بن منکدر فرمایا کرتے تھے:

''روزہ دار جب کسی کی غیبت کرتا ہے تو اس کے روزے میں ایک سوراخ پڑ جاتا ہے اور اگر وہ توبہ کر لے تو اس کی توبہ اس سوراخ کو رفو کر دیتی ہے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بھی قول ہے:

''وہ روزہ جہنم سے ڈھال بنتا ہے جس میں سوراخ نہ ہو۔'' لوگوں نے پوچھا: سوراخ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ''ہر قسم کے جھوٹ اور غیبت وغیرہ سے پاک ہونا۔''

حضرات! یہ ماہِ صیام جس کا ہر لمحہ گناہوں کی بخشش کا باعث بن سکتا ہے، اگر ہم یوں ہی گزار دیں، اس مبارک مہینہ کو پا لینے کے باوجود، جوں کے توں گناہوں میں لت پت رہیں تو احادیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں ہم ہر خیر سے محروم ہو کر اللہ تعالیٰ کی

رحمت سے دھتکار دیئے جائیں گے، تو پھر ضروری ہے کہ اس ماہِ مقدس سے کما حقہ استفادہ کرنے کے لیے کمربستہ ہو جائیں، اللہ تعالیٰ سے حسنِ توفیق کے طالب بن جائیں کہ اس کی توفیق کے بغیر کوئی نیکی ممکن نہیں ہے۔

واضح ہو کہ اس کتاب کا موضوع احکام رمضان کے ساتھ ساتھ اکتسابِ ثمراتِ رمضان کے طرق کا بیان ہے، تشویق و ترغیب کے لیے رمضان المبارک کے فضائل و مسائل، اہداف و مقاصد اور قیام اللیل کے فضائل اور سلف کے قیام اللیل کے نمونے بھی بیان کر دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ اس رسالہ کے تعلیم و تعلم سے ایک شخص نے بھی اپنے اللہ کو خوش کر لیا تو شگون لیا جا سکتا ہے کہ مؤلفین اپنے اس نیک مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

وَ أُصَلِّیْ وَ أُسَلِّمُ عَلٰی نَبِیِّهٖ مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ أَهْلِ طَاعَتِهٖ إِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ .

عبداللہ ناصر رحمانی

سرپرست: ادارہ انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

باب 1

رمضان المبارک کے فضائل وثمرات

روزے کا معنی ومفہوم:

روزہ فارسی کا لفظ ہے، عربی میں اسے صوم کہا جاتا ہے۔ روزے کا لغوی معنی ''کسی کام سے رک جانا'' جبکہ اصطلاحِ شرع میں ''صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک پیٹ اور نفس کی خواہشات سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے۔'' [1]

روزے کی فرضیت واہمیت:

اللہ تعالیٰ نے جس طرح مسلمانوں پر روزے فرض کر دیے ہیں ایسے ہی گزشتہ قوموں پر فرض تھے۔ کیونکہ روزہ رکھنے میں انسان کے لیے دنیا وآخرت کی ہر بھلائی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (البقرة: 183)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرة: 185)

---

[1] تفسیر ابن کثیر: 213/1، فتح الباری: 102/4، نیل الاوطار: 2، 186/4، تفسیر المنار: 144/4.

''جو تم میں سے ماہ رمضان میں موجود ہو اُسے روزہ رکھنا چاہیے۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرة : 184)

''اور اگر تم روزے رکھو تو تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔''

اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد رمضان کے روزے فرض ہو گئے، اور ہر صحت مند آدمی کے لیے جو ماہِ رمضان میں اپنے شہر میں ہو، روزے رکھنا ضروری ہو گیا۔ اب کسی صحت مند آدمی کے لیے جائز نہیں کہ رمضان میں افطار کرے، اور ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے جیسا کہ پہلے یہ حکم تھا۔

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

((بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ: شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَاِقَامِ الصَّلَاةِ، وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ.)) ❶

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے:

①: یہ گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں، ②: نماز قائم کرنا، ③: زکوٰۃ ادا کرنا، ④: حج کرنا اور ⑤: رمضان کے روزے رکھنا۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: 8، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: 21۔ 45.

((إِذَا رَاَیْتُمُوْہُ فَصُوْمُوْا .)) ❶

’’جب تم اُسے (چاند کو) دیکھ لو تو روزے رکھو۔‘‘

حضرت ابی مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’جنت میں ایک بالا خانہ ہے جس کا ظاہر باطن سے باطن ظاہر سے نظر آتا ہے یہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لیے تیار کیا ہے جو لوگوں کو کھانا کھلائے، نرمی سے بات کرے، پے در پے روزے رکھے اور اس وقت نماز پڑھے جب لوگ سو رہے ہوں۔‘‘ ❷

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((اَنَّ اَعْرَبِیًّا اَتَی النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ: دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ، قَالَ: تَعْبُدُاللّٰہَ لَا تُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلَاۃَ الْمَکْتُوْبَۃَ وَتُؤَدِّی الزَّکَاۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ! لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا، فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا .)) ❸

’’ایک دیہاتی صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آج مجھے کوئی ایسا کام بتلایئے جس پر اگر میں ہمیشگی کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی عبادت کر، اس کا کوئی

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم: 1900، صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 1080.

❷ مسند احمد، رقم: 22905۔ شیخ حمزہ زین نے اسے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، رقم: 1397.

شریک نہ ٹھہرا، فرض نماز قائم کر، فرض زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھ۔ دیہاتی صحابی نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ان عملوں پر میں کوئی (کمی اور) زیادہ نہیں کروں گا۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگا، تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جو جنت والوں میں سے ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔''

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''دین اسلام کی تین بنیادیں ہیں۔ جس نے ان میں سے کسی ایک کو بھی انکار کرتے ہوئے چھوڑ دیا اسے قتل کرنا جائز ہے؛ کلمہ کی شہادت، فرض نماز اور رمضان کے روزے۔'' [1]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یوں مروی ہے کہ:

''اگر کسی نے رمضان میں کسی عذر اور مرض کے بغیر ایک دن کا بھی روزہ نہ رکھا تو ساری عمر کے روزے بھی اس کا بدلہ (یعنی قضاء) نہیں ہو سکتے۔'' [2]

رمضان کی آمد پر روزوں کی نیت کر لینا:

رمضان کی آمد پر روزے رکھنے کی نیت کر لینا بھی ثواب سے خالی عمل نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِي بِأَنْ يَّعْمَلَ حَسَنَةً فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ حَسَنَةً مَا لَمْ يَعْمَلْ ، فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا

---

[1] مسند ابی یعلی : 2349/4- حافظ ابن حجر ہیثمی نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب اذا جامع فی رمضان، قبل حدیث رقم : 1935 معلقاً .

بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا ، وَإِذَا تَحَدَّثَ بِأَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً فَأَنَا أَغْفِرُهَا لَهُ مَا لَمْ يَعْمَلْهَا ، فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ بِمِثْلِهَا . وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ: رَبِّ! ذَاكَ عَبْدُكَ يُرِيدُ أَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً وَهُوَ أَبْصَرُ بِهٖ فَقَالَ: اُرْقُبُوهُ ، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ بِمِثْلِهَا ، وَإِنْ تَرَكَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً ، إِنَّمَا تَرَكَهَا مِنْ جَرَّائِيْ . وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَّعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ ، وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَّعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِمِثْلِهَا حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ .))[1]

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میرا بندہ (دل میں) یہ بات کرتا ہے کہ وہ نیکی کرے گا تو میں اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہوں، جب تک عمل نہ کرے، پھر اگر اس کو عمل میں لے آئے تو میں اسے دس گنا لکھ لیتا ہوں اور جب (دل میں) برائی کرنے کی بات کرتا ہے تو میں اسے معاف کر دیتا ہوں جب تک اس پر عمل نہ کرے۔ جب وہ اس کو عمل میں لے آئے تو میں اسے اس کے برابر (ایک ہی برائی) لکھتا ہوں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فرشتوں نے کہا: اے رب! یہ تیرا بندہ ہے، برائی کرنا چاہتا ہے اور اللہ اس کو خوب دیکھ رہا ہوتا ہے، اللہ فرماتا ہے: اس پر نظر رکھو، پس اگر وہ برائی کرے تو اس کے برابر (ایک برائی) لکھ لو اور اگر اس کو چھوڑ دے تو اس کے لیے اسے ایک نیکی لکھو (کیونکہ) اس نے میری خاطر اسے

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: 336.

چھوڑا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے ایک انسان اپنے اسلام کو خالص کر لیتا ہے تو ہر نیکی جو وہ کرتا ہے، دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک لکھی جاتی ہے اور ہر برائی جو وہ کرتا ہے، اسے اس کے لیے ایک ہی لکھا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ سے جا ملتا ہے۔''

روزہ اور شرک:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝۱۱۰﴾

(الكهف : 110)

''(اے نبی!) کہہ دیجیے: میں تو بس تمھاری ہی طرح بشر ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمھارا الٰہ صرف ایک الٰہ ہے، پس جو شخص کہ اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہو تو وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائے۔''

روزہ محض رضائے الٰہی کے لیے ہو۔

سیدنا جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ سَمَّعَ؛ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ، وَمَنْ يُرَاءِيْ؛ يُرَاءِ اللّٰهُ بِهٖ)) [1]

''جو شخص (لوگوں کو) سنانے کے لیے کوئی کام کرتا ہے (ریا کاری کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے رُسوا کرے گا، اور جو نیک عمل لوگوں کو دکھانے کے لیے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کے چھپے

[1] صحيح الترغيب والترهيب، رقم: 14.

عیبوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر دے گا۔''

((عَنْ شَدَّادِ ابْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ صَلّٰى يُرَائِيْ فَقَدْ أَشْرَكَ ، وَمَنْ صَامَ يُرَائِيْ فَقَدْ أَشْرَكَ ، وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِيْ فَقَدْ أَشْرَكَ .)) ❶

''حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی اس نے شرک کیا، جس نے دکھاوے کا روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لیے صدقہ کیا اس نے بھی شرک کیا۔''

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ . فَمَنْ عَمِلَ لِي عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ غَيْرِي ، فَأَنَا مِنْهُ بَرِيءٌ . وَهُوَ لِلَّذِي أَشْرَكَ .))❷

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں دوسرے شریکوں کے مقابلے میں، شراکت سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں۔ جس نے (بظاہر) میرے لیے عمل کیا، اس میں میرے سوا کسی اور کو بھی شریک کرلیا تو میں اس سے لاتعلق ہوجاتا ہوں۔ اور وہ (عمل) اسی کے لیے ہوتا ہے جس کو اس نے (میرا) شریک بنایا۔''

اور شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

---

❶ الترغيب والترهيب، رقم: 43.

❷ سنن ابن ماجة، كتاب الزهد، رقم : 4202۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

﴿ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴾ (لقمان : 13)

''بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔''

یہ نصیحت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو کی تھی، اے میرے بیٹے! کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ، کیونکہ شرک باللہ ظلم عظیم ہے۔ اللہ نے انسان کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ جب تک زندہ رہے صرف اسی کی عبادت کرے۔ اس لیے اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہوگا کہ بندہ اپنے خالق کی مرضی کی مخالفت کرتے ہوئے غیروں کے سامنے سجدہ کرے، ہاتھ پھیلائے، مرادیں مانگے اور اپنی جھولیاں پھیلائے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب سورۃ الانعام کی آیت کریمہ (82) ﴿ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ ﴾ نازل ہوئی تو صحابہ کرام پر بڑا شاق گزرا، اور کہنے لگے کہ ہم میں سے کس نے اپنے آپ پر ظلم نہیں کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ظلم کا وہ معنی نہیں ہے جو تم سمجھتے ہو، ظلم سے مراد وہ ہے جو لقمان نے اپنے بیٹے کو بتایا تھا کہ اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، کیونکہ شرک ظلم عظیم ہے۔ [1]

رمضان المبارک اور نزول قرآن حکیم:

ماہِ رمضان کی فضیلت یہ بھی ہے کہ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم نازل فرمایا، جو دین حق کو کھول کھول کر پیش کرتا ہے، اور حق و باطل اور ہدایت و گمراہی کو بیان کرتا ہے، نیک بختوں اور بدبختوں کی نشانیوں، اور پھر اُن کے انجام بیان کرتا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ ﴾ (البقرة: 185)

---

[1] صحیح بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، رقم: 3360.

''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔''

حافظ ابن کثیر نے مسند احمد کی ایک روایت نقل کی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام آسمانی کتابیں انبیائے کرام پر اس مہینے میں نازل ہوئی تھیں۔ صحائف ابراہیمی، تورات، زبور اور انجیل وغیرہ کتابیں انبیاء پر بیک وقت اُتری تھیں، اور قرآن کریم ماہِ رمضان کی لیلۃ القدر میں آسمانِ دنیا میں بیت العزت تک بیک وقت اُترا، اس کے بعد وہاں سے رسول اللہ ﷺ پر تیئیس (23) سال کی مدت میں حالات کے تقاضے کے مطابق جستہ جستہ اُترتا رہا۔ ❶

اور جس رات قرآن مجید کا نزول ہوا، اللہ تعالیٰ نے اسے بابرکت قرار دیا:

﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ ﴾ (الدخان : 3)

''یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں نازل کیا، ہم نے بے شک (اس کے ذریعہ انسانوں کو) ڈرانا چاہا ہے۔''

بلکہ جس رات قرآنِ مجید نازل ہوا اسے قدر والی رات قرار دیتے ہوئے اس میں کی گئی عبادت کو ہزار مہینے جو کہ تراسی سال کا عرصہ ہے، سے افضل قرار دیا:

﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ ﴾ (القدر: 1۔ 5)

''یقیناً ہم نے اسے قدر والی رات میں نازل کیا، اور تجھے کیا معلوم کہ قدر والی رات کیا ہے، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور جبریل اپنے رب کے حکم سے تمام معاملات لے کر اترتے ہیں۔ یہ رات

❶ تفسير ابن كثير، تحت الآية .

طلوعِ فجر تک سلامتی والی ہے۔‘‘

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پورا قرآنِ کریم شب قدر میں لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا کے بیت العزۃ تک نازل کیا گیا، پھر وہاں سے اللہ تعالیٰ نے اسے تئیس (23) سال کی مدّت میں مختلف اوقات میں نازل فرمایا۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ چونکہ نزولِ قرآن کی ابتداء ماہِ رمضان میں ہوئی، اس لیے علی سبیل التغلیب یہاں کہا گیا ہے کہ قرآن ماہِ رمضان میں نازل ہوا۔ ❶

سیّدنا واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

((أُنْـزِلَـتْ صُحُفُ إِبْرَاهِيمَ اَوَّلَ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ ، وَأُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ لِسِـتٍّ مَضِيْنَ مِنْ رَمَضَانَ ، وَأُنْزِلَ الْإِنْجِيْلُ لِثَلَاثَ عَشَرَةَ لَيْـلَةً خَلَّتْ مِنْ رَمَضَانَ ، وَأُنْزِلَ الزُّبُوْرُ لِثَمَانَ عَشَرَةَ خَـلَّـتْ مِنْ رَمَضَانَ ، وَأُنْزِلَ الْقُرْآنَ لِأَرْبَعٍ وَعِشْرِيْنَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ .)) ❷

’’ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے رمضان المبارک کی پہلی شب میں نازل ہوئے۔ رمضان المبارک کی چھ راتیں گزریں تو تورات نازل ہوئی اور انجیل رمضان المبارک کی تیرہ راتیں گزرنے کے بعد نازل ہوئی اور قرآن حکیم چوبیس راتیں گزرنے کے بعد نازل ہوا۔‘‘

رمضان المبارک اور تلاوت قرآن مجید:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآنِ مجید جبریل امین رمضان میں لے کر نازل ہوئے تھے،

❶ تیسیر الرحمن ، ص: 1386 . ❷ سلسلة الصحيحة ، رقم: 1575 .

لہٰذا وہ رمضان کی ہر رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔ یعنی ایک دوسرے سے سنتے اور سناتے تھے۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ ❶

اور جس سال رسول اللہ ﷺ رفیق اعلیٰ سے جا ملے، اس سال رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جبریل نے قرآن مجید کا دو مرتبہ دور کیا۔ ❷

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ ﴾ (الزمر : 23)

”اللہ نے سب سے اچھی بات نازل فرمائی، ایسی کتاب جو آپس میں ملتی جلتی ہے، (ایسی آیات) جو بار بار دہرائی جانے والی ہیں، اس سے ان لوگوں کی کھالوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر ان کی کھالیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف نرم ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے، جس کے ساتھ وہ جسے چاہتا ہے راہ پر لے آتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، يَقُوْلُ

---

❶ صحيح البخاري، كتاب بدء الوحي، رقم : 6.

❷ صحيح بخاري، كتاب فضائل القرآن، قبل حديث، رقم: 4997.

الـصِّيَـامُ: أَيْ رَبِّ إِنِّـيْ مَـنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ فَشَفِّعْنِي فِيْـهِ، يَـقُـوْلُ الْـقُـرْآنُ: مَـنَـعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِي فِيْهِ، فَيُشَفَّعَان .)) ❶

''روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا، اے میرے رب! میں نے اس بندے کو دن کے وقت کھانے (پینے) سے اور جنسی خواہش پوری کرنے سے روک دیا تھا، پس تو اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔ قرآن حکیم کہے گا، میں نے اس کو رات کے وقت سونے سے روک دیا تھا، پس تو اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔ چنانچہ ان دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔''

امام مالک رحمہ اللہ رمضان المبارک کے شروع ہوتے ہی دیگر مصروفیات ترک کر کے قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے، اور فرمایا کرتے:

((هٰذَا شَهْرُ الْقُرْاٰنِ لَا كَلَامَ فِيْهِ إِلَّا مَعَ الْقُرْاٰن .)) ❷

''یہ قرآن کا مہینہ ہے کہ قرآن حکیم کے علاوہ دوسری کوئی بات چیت اس میں نہیں ہوگی۔''

شہاب الدین زہری اپنے وقت کے بہت بڑے امام اور حافظ الحدیث تھے، جب رمضان المبارک آتا تو فرمایا کرتے:

''یہ قرآن حکیم کی تلاوت اور کھانا کھلانے کا مہینہ ہے۔'' ❸

---

❶ صحيح الجامع الصغير: 720/2، رقم: 3882، صحيح الترغيب والترهيب، رقم: 973، المشكاة، رقم: 1963. ❷ رمضان ماه غفران، ص: 146.

❸ لطائف المعارف، ص: 245.

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ بھی رمضان کی آمد پر ساری باتیں چھوڑ دیتے اور قرآن مجید کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ ❶

رمضان اور تعلیم القرآن:

انفرادی تلاوت و تدبر کے علاوہ سب کے ساتھ مل بیٹھ کر قرآن مجید کا درس و تدریس بہت سی رحمتوں اور برکتوں کا سبب بنتا ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ.)) ❷

''جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اکٹھے ہوں وہ اللہ کی کتاب پڑھیں اور اس کو پڑھائیں۔ ان پر اطمینان نازل ہوتا ہے، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے ان کے گرد گھیرا ڈال لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر ان فرشتوں کے ساتھ کرتا ہے جو اس کے پاس موجود ہے۔''

کرنے کے کام:

- رمضان میں قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کریں، کم از کم ایک قرآن مجید خود پڑھ کر مکمل کریں۔
- قرآن مجید کا کچھ حصہ حفظ کرنے کی کوشش کریں۔ اگر آپ حافظ ہیں تو باقاعدہ دہرائی کا اہتمام کریں۔

---

❶ لطائف المعارف، ص: 245.

❷ صحیح مسلم، رقم: 6583.

- تراویح میں مکمل قرآن مجید سننے کا اہتمام کریں۔
- قرآن مجید کو سمجھنے اور ترجمہ جاننے کے لیے دورۂ قرآن مجید کی کسی مجلس میں شرکت کریں یا گھر بیٹھے آن لائن سنیں۔
- اپنے اہل وعیال اور دوستوں کو بھی قرآن پڑھنے کی طرف متوجہ کریں۔
- تلاوت اور ترجمہ قرآن پر مبنی کیسٹس اور سی ڈیز خود بھی سنیں اور دوسروں کو بھی سننے کے لیے دیں۔

رمضان المبارک میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرنا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴾ (الاحزاب : 41)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کو یاد کرو، بہت یاد کرنا۔''

مزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ﴾ (العنکبوت: 45)

''اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو نصیحت فرمائی:

((لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ .)) ❶

''تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر اور یاد سے تر رہنی چاہیے۔''

آپ ﷺ ہر لمحہ، ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے:

((كَانَ يَذْكُرُ اللّٰهِ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ .)) ❷

❶ سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: 2562.

❷ سنن ترمذی، رقم: 3375، سنن ابن ماجه، رقم: 3375.

''آپ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا معمول تھا کہ جب رمضان المبارک شروع ہوتا تو فتویٰ دینا بند کر دیتے اور بیٹھ کر ذکر الٰہی ''لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو جاتے۔ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَاسْتَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنْ أَرْبَعِ خِصَالٍ: خَصْلَتَيْنِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ ، وَخَصْلَتَيْنِ لَا غِنًى بِكُمْ عَنْهُمَا ، فَأَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ ، فَشَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَتَسْتَغْفِرُوْنَهُ ، وَأَمَّا اللَّتَانِ لَا غِنًى بِكُمْ عَنْهُمَا ، فَتَسْأَلُوْنَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ، وَتَعَوَّذُوْنَ بِهِ مِنَ النَّارِ .)) ❷

''روزہ کی حالت میں چار کام کثرت سے کرو، دو کام ایسے ہیں جن سے اللہ کریم کی رضا حاصل ہوتی ہے، اور دو کام ایسے ہیں جن کے لیے بغیر کسی شخص کا گزارا نہیں وہ دو کام جن سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے، پس کثرت سے لا إلٰہ الا اللہ کی گواہی دینا اور استغفار کرنا ہے۔ اور وہ دو خصلتیں جن کے لیے بغیر کسی شخص کا گزارہ نہیں، پس اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرنا اور جہنم سے پناہ مانگنا ہے۔''

قارئین کے افادہ کے لیے چند اذکار درج کیے جا رہے ہیں:

❶:...... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

---

❶ رمضان المبارک اور ہمارے اسلاف، ص: 41۔

❷ صحيح ابن خزيمه : 192 ، رقم : 1887۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

((إِنِّـیْ لَأَعْـلَـمُ کَـلِمَةً لَا یَقُوْلُهَا عَبْدٌ حَقًّا مِنْ قَلْبِهِ فَیَمُوْتُ عَلٰی ذٰلِكَ؛ إِلَّا حُرِّمَ عَلَى النَّارِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ .)) [1]

''میں ایسا کلمہ جانتا ہوں جوکوئی بندہ اس کو سچے دل سے کہتا ہے پھراسی پر مرتا ہے تو اس پرجہنم کی آگ حرام کردی جاتی ہے، وہ کلمہ ''لَا اِلٰـــہَ إِلَّا اللّٰہُ'' ہے۔''

2:......سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَـنْ هَـالَـهُ الـلَّیْلُ أَنْ یُکَابِدَهُ ، أَوْبَخِلَ بِالْمَالِ أَنْ یُنْفِقَهُ ، أَوْجَبُـنَ عَـنِ الْـعَـدُوِّ أَنْ یُقَاتِلَهُ ، فَلْیُکْثِرْ مِنْ (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِـحَـمْـدِهِ)؛ فَإِنَّهَا أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ جَبَلِ ذَهَبٍ یُنْفِقُهُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ .)) [2]

''جو شخص رات کی مشقت برداشت کرنے (قیام اللیل) سے ڈرتا ہو یا بخل کی وجہ سے مال خرچ کرنا اُس کے لیے دشوار ہو یا بزدلی کی وجہ سے جہاد کی ہمت نہ پڑتی ہو تو اس کو چاہیے کہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' کثرت سے پڑھا کرے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کلام پہاڑ کے بقدر سونا خرچ کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔''

3:......سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ .))

''اللہ پاک ہے، حمد اللہ کے لیے لائق ہے، اللہ کے سوا کوئی الہٰ نہیں اور اللہ

---

[1] صحیح الترغیب والترهیب، رقم: 805.

[2] صحیح الترغیب والترهیب، رقم: 810.

سب سے بڑا ہے۔''

کہنا مجھے ہر اس چیز سے محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔

4:...... سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ صبح کے وقت ان کے پاس سے تشریف لے گئے اور یہ اپنے مصلیٰ پر بیٹھی ہوئی (تسبیح میں مشغول تھیں) نبی کریم ﷺ چاشت کے بعد تشریف لائے، نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: تم اسی حالت میں ہو جس پر میں نے تجھے چھوڑا تھا؟ انھوں نے عرض کی: جی ہاں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تم سے جدا ہونے کے بعد یہ چار کلمے تین مرتبہ پڑھے اگر ان کو اس سب کے مقابلے میں لایا جائے جو تم نے صبح سے پڑھا ہے تو یہ چار کلمات (تمھارے اذکار پر) غالب ہو جائیں گے۔ وہ کلمے ہیں:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ .)) 1

''میں اللہ کی تسبیح کرتا ہوں اس کی تعریف کے ساتھ اس کی مخلوقات کی تعداد کے برابر اور اس کی مرضی اور خوشنودی کے برابر اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاہی کی مقدار کے برابر۔''

5:...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَلَا أُعَلِّمُكَ - أَوْ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى - كَلِمَةٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ؟ تَقُوْلُ:((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ))، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: أَسْلَمَ عَبْدِيْ وَاسْتَسْلَمَ .)) 2

---

1 صحيح الترغيب والترهيب، رقم: 824.

2 صحيح الترغيب والترهيب، رقم: 826.

''کیا میں تجھے عرشِ الٰہی کے نیچے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ (کلمہ) نہ سکھاؤں؟ تو یہ کہہ: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"''نہیں ہے گناہ سے بچنے کی طاقت اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق کے ساتھ۔'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا بندہ فرمانبردار اور تابعدار ہوا۔''

6: ......سیدنا زید رضی اللہ عنہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص یوں کہتا ہے:

((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ .))

''میں معافی مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ سے، وہ ذات کہ اس کے علاوہ اور کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ زندہ ہے، ہر چیز کو قائم رکھنے والا ہے اور میں اسی کی طرف توبہ اور رجوع کرتا ہوں۔''

تو اس کو بخش دیا جاتا ہے اگرچہ وہ جہاد سے ہی کیوں نہ بھاگا ہو۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''جو تین مرتبہ یہ دعا پڑھے۔ [1]

رمضان المبارک میں کثرت سے دعا کرنا:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ البقرہ میں رمضان المبارک کے فضائل و مسائل بیان فرماتے ہوئے درمیان میں دعا کا ذکر فرمایا ہے جس سے رمضان المبارک میں دعا کی اہمیت وفضیلت ظاہر ہوتی ہے:

﴿وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا

[1] صحيح الترغيب والترهيب، رقم : 854 .

دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾

(البقرة: 186)

''اور (میرے پیغمبر!) اگر آپ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں قریب ہوں، پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے، پس انہیں چاہیے کہ میرے حکم کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ راہِ راست پر آ جائیں۔''

علمائے تفسیر نے یہ بھی کہا ہے کہ روزوں کے احکام کے درمیان دعا کے ذکر سے مقصود اس طرف اشارہ ہے کہ رمضان میں دعا کی بڑی اہمیت ہے۔ مسند ابوداؤد طیالسی میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما افطار کے وقت اپنے تمام بال بچوں کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے۔ ❶

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

((دَعْوَةُ الصَّائِمِ لَا تُرَدُّ .)) ❷

''روزہ دار کی افطار کے وقت کی دعا قبول ہوتی ہے۔''

سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عُتَقَاءَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ -يَعْنِيْ فِيْ رَمَضَانَ- ، وَإِنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ دَعْوَةً مُسْتَجَابَةً .)) ❸

---

❶ تفسير ابن كثير: 299/1، طبع مكتبه قدوسيه، لاهور.

❷ سنن الكبرىٰ للبيهقي: 345/3، سلسلة الصحيحة، رقم: 1797.

❸ صحيح الترغيب والترهيب، رقم: 1002.

''بے شک رمضان کے ہر دن اور اس کی ہر رات میں اللہ تعالیٰ جہنم سے لوگوں کی گردنوں کو آزاد فرماتا ہے اور بے شک رمضان کے ہر دن اور ہر رات میں ہر مسلمان کے لیے ایک مقبول دعا ہوتی ہے۔''

ایک اور حدیث ہے کہ تین لوگوں کی دعا رد نہیں کی جاتی: امام عادل کی، روزہ دار کی، اور مظلوم کی۔ ❶

رسول اللہ ﷺ نے استقبال رمضان کا خطبہ ارشاد فرمایا:

((أَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرُ بَرَكَةٍ وَيُغْنِيكُمُ اللّٰهُ فِيهِ، فَيُنْزِلُ الرَّحْمَةَ وَيَحُطُّ الْخَطَايَا، وَيَسْتَجِيبُ فِيهِ الدُّعَاءَ، يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلٰى تَنَافُسِكُمْ وَيُبَاهِي بِكُمْ مَلَائِكَتَهُ، فَأَرُوا اللّٰهَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ خَيْرًا فَإِنَّ الشَّقِيَّ مَنْ حُرِمَ فِيهِ رَحْمَةَ اللّٰهِ.)) ❷

''تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آیا ہے جو کہ برکت کا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں اس مہینے میں (اپنی رحمت سے) غنی کرتا ہے اور اپنی رحمت نازل فرماتا ہے، گناہوں کو معاف فرماتا اور دعا کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے، اللہ تعالیٰ اس مہینے میں نیکی اور بھلائی کے کاموں میں تمہارے ذوق شوق اور رغبت کو دیکھتا ہے اور اپنے فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتا ہے سو تم بھی اللہ تعالیٰ کو اپنی طرف سے خیر و بھلائی کا مظاہرہ دکھا دو اور وہ شخص تو بڑا ہی بد بخت ہے جو اس مہینے میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہا۔''

---

❶ سنن ترمذی، كتاب الدعوات، رقم: 3598، سنن ابن ماجة، رقم: 1752.

❷ مجمع الزوائد: 142/3، كتاب الصيام، باب في شهور البركة وفضل شهر رمضان، رقم: 4773، كنز العمال، رقم: 23692، باختلاف يسير.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ، وَكَثُرَتْ صَلَاتُهُ، وَابْتَهَلَ فِي الدُّعَاءِ وَأَشْفَقَ مِنْهُ.))❶

''جب ماہ رمضان شروع ہوتا تو آپ ﷺ کا رنگ مبارک متغیر ہو جاتا اور آپ ﷺ نوافل کی کثرت کر دیتے اور اللہ تعالیٰ سے عاجزی کے ساتھ گڑگڑا کر دعا کرتے اور اس ماہ میں نہایت محتاط رہتے۔''

قارئین کے افادہ کے لیے چند اہم ادعیہ درج کی جارہی ہیں:

①: ﴿ رَبِّ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴾ (الانبياء: 83)

''اے میرے رب! مجھے تکلیف پہنچی ہے، اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

②: ﴿ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴾ (المؤمنون: 118)

''اے میرے رب! میری مغفرت فرما، اور (مجھ پر) رحم فرما، اور تو ہی سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔''

③: ﴿ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴾

(الفرقان: 74)

''اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔''

④: ﴿ رَبِّ اِنِّيْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴾ (القصص: 24)

''اے میرے رب! بے شک تو میری طرف جو بھی خیر نازل کرے، میں

---

❶ شعب الإيمان للبيهقي: 310/3، رقم: 3625.

اس کا محتاج ہوں۔‘‘

⑤: ﴿ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (الحشر : 10)

’’اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جنھوں نے ایمان لانے میں ہم سے پہل کی اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لیے کوئی کینہ نہ رکھ جو ایمان لائے، اے ہمارے رب! یقیناً تو بے حد شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔‘‘

⑥: ﴿ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴾ (المؤمنون : 109)

’’اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے، لہٰذا تو ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم کر، اور تو ہی سب بہتر رحم کرنے والا ہے۔‘‘

⑦: ﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ (الاعراف : 23)

’’اے ہمارے رب! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا، اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور تو نے ہم پر رحم نہ فرمایا تو یقیناً ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔‘‘

⑧: ﴿ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ (القصص : 21)

’’اے میرے رب! تو مجھے ظالم قوم سے نجات دے۔‘‘

⑨: ﴿ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴾ (ابراھیم : 40، 41)

’’اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو بھی نماز قائم کرنے والا بنا۔ اے

ہمارے رب! اور تو میری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب! جس دن حساب قائم ہو گا اس دن مجھے، میرے والدین کو اور تمام مومنوں کو معاف فرمانا۔‘‘

⑩: ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝﴾

(البقرة : 201)

’’اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔‘‘

رمضان المبارک اور صدقہ وخیرات:

صدقہ ردّ بلاء، مال میں اضافہ، گناہوں کا کفارہ، محبت الٰہی کا ذریعہ اور غرباء، مساکین و یتامٰی کا سہارا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝﴾

(المنافقون : 10)

’’اور تم اپنی موت سے قبل اللہ کی راہ میں اپنے رزق سے خرچ کرو اس وقت سے پہلے کہ تم میں سے کوئی کہے کہ کاش مجھے تھوڑی سی مہلت مل جاتی تو میں صدقہ کر لیتا اور صالح نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا۔‘‘

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ وَاللّٰهُ یَقْبِضُ وَ یَبْصُۜطُ ۪ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝﴾ (البقرة : 245)

’’کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے تو اللہ اسے اس کے لیے کئی گنا بڑھا

دے اور اللہ ہی تنگی دیتا ہے اور کشادگی عطا کرتا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

اور سورۃ البقرۃ میں مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ﴾ (البقرة : 177)

''اور اس کی محبت کے حصول کی خاطر اپنا مال خرچ کرے، رشتہ داروں پر، یتیموں پر، مسکینوں پر، مسافروں پر، مانگنے والوں پر اور غلاموں کو آزاد کرانے پر۔''

مزید برآں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَ تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ .))❶

''بے شک صدقہ رب تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔''

سیّدنا عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس جب لوگ اپنے صدقات لے کر آتے تو آپ ﷺ دعا فرماتے:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ فُلَانٍ .))

''اے اللہ! فلاں لوگوں پر اپنی رحمت نازل فرما۔''

جب میرے والد اپنا صدقہ لے کر آئے تو ارشاد فرمایا:

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الزکاة، رقم: 664، سلسلة الصحيحة، رقم: 1908 .

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ اَبِىْ اَوْفٰى .))❶

''اے اللہ! آل ابی اوفی پر اپنی رحمت نازل فرما۔''

عمرو بن شعیب، اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ:

((أَنَّ امْـرَأَةً أَتَتِ النَّبِىَّ ﷺ وَمَـعَهَا اِبْنَةٌ لَهَا ، وَفِىْ يَدِ ابْنَتِهَا مَسَـكَتَانِ غَلِيْظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ ، فَقَالَ لَهَا: أَتُعْطِيْنَ زَكَاةَ هٰذَا؟ قَـالَـتْ : لَا . قَـالَ: أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِـوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟! قَالَ: فَخَلَعَتْهُمَا فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، وَقَالَتْ : هُمَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ .))❷

''ایک عورت اپنی بیٹی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کی بیٹی کے ہاتھ میں دو بھاری بھر کم سونے کے کنگن تھے،'' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تو ان کی زکوٰۃ دیتی ہے؟'' وہ کہنے لگی: نہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تجھے ان کے بدلے (جن کی تو زکوٰۃ نہیں دیتی) آگ کے دو کنگن پہنا دے؟'' اس عورت نے (اسی وقت یہ سن کر) دونوں کنگن اتارے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر کے کہنے لگی یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہیں۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَـكُوْنُ

---

❶ مختصر صحيح بخارى للزبيدى، رقم : 761.

❷ صحيح الترغيب والترهيب، رقم : 423.

فِـیْ رَمَـضَانَ حِینَ یَلْقَاهُ جِبْرِیْلُ ، یَلْقَاهُ کُلَّ لَیْلَةٍ فِیْ رَمَضَانَ حَتّٰـی یَـنْسَـلِخَ ، یَعْرِضُ عَلَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ اَلْـقُـرْآنَ ، فَإِذَا لَقِیَهُ جِبْرِیْلُ ، کَانَ أَجْوَدَ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَةِ .))❶

''رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے میں بہت سخی تھے، لیکن رمضان میں جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ سے ملتے تو آپ اور بھی زیادہ سخی ہو جاتے۔ رمضان میں حضرت جبریل علیہ السلام ہر رات آپ ﷺ سے ملا کرتے اور نبی اکرم ﷺ رمضان گزرنے تک انہیں قرآن مجید سناتے۔ جب جبریل علیہ السلام آپ سے ملتے تو آپ کی سخاوت تیز ہواؤں سے بھی زیادہ بڑھ جاتی۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَلَا أُخْبِـرُکُـمْ بِشَـرِّ الـنَّـاسِ؟ رَجُلٌ یُسْأَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ وَلَا یُعْطِیْ))❷

''کیا میں تمہیں لوگوں میں سے بدترین شخص کے متعلق خبر نہ دوں؟ وہ شخص (سب سے بدترین ہے) کہ جس سے اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگا گیا لیکن اس نے (کچھ) نہ دیا۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَـا نَـقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم: 1902.

❷ سنن ترمذی، رقم: 1652، صحیح الترغیب والترهیب، رقم: 463.

عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ)) ❶

''صدقہ مال کو کم نہیں کرتا (بلکہ برکت کے نزول کا سبب ہوتا ہے) اور معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ انسان کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی وانکساری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مقام ومرتبے کو بلند فرما دیتا ہے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَيَقُولُ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا.)) ❷

''کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ جب بندے صبح کو اٹھتے ہیں تو دو فرشتے آسمان سے نہ اترتے ہوں۔ ایک فرشتہ یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! روکنے والے اور بخیل کے مال کو تلف کر دے۔''

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّي مَعَنَا؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ لَنَا إِلَّا نَاضِحَانِ فَحَجَّ أَبُو وَلَدِهَا وَابْنُهَا عَلَى نَاضِحٍ وَتَرَكَ لَنَا نَاضِحًا نَنْضِحُ عَلَيْهِ

---

❶ صحیح مسلم، رقم: 2588، سنن ترمذی، رقم: 2029، صحیح الترغیب والترهیب، رقم: 464.

❷ صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، رقم: 1442.

قَالَ: فَإِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِی فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً .))❶

''نبی کریم ﷺ نے ایک انصاری عورت سے فرمایا: تمہیں ہمارے ساتھ حج کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ اس نے کہا ہمارے پاس پانی لانے والے صرف دو اونٹ ہیں۔ ایک اونٹ پر میرا شوہر اور بیٹا حج کے لیے گئے ہیں اور ایک ہمارے لیے چھوڑ گئے ہیں جس پر ہم پانی لاد کر لاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جب رمضان المبارک آ جائے تو عمرہ کر لینا اس لیے کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔''

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِيءُ عَنْ أَهْلِهَا حَرَّ الْقُبُوْرِ، وَإِنَّمَا يَسْتَظِلُّ الْمُؤْمِنُ يَوْمَ القِيَامَةِ فِيْ ظِلِّ صَدَقَتِهِ .))❷

''بے شک صدقہ کرنے والے کو صدقہ قبر کی گرمی سے بچائے گا اور مومن روز قیامت اپنے صدقے کے سایہ تلے ہوگا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ إِذَا اسْتُوْدِعَ شَيْئًا حَفِظَهُ .))❸

''جو چیز بھی اللہ تعالیٰ کے سپرد کی جائے وہ اس کی حفاظت فرماتا ہے۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فضل العمرة فی رمضان، رقم : 1256 .

❷ المعجم الكبير، رقم : 788، شعب الإيمان، رقم : 3347، صحيح الترغيب والترهيب، رقم : 474 .

❸ صحيح ابن حبان، رقم : 2693، صحيح الترغيب والترهيب، رقم : 475 .

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((صَنَائِعُ الْمَعْرُوْفِ تَقِی مَصَارِعَ السُّوْءِ، وَالصَّدَقَةُ خَفِيًّا تُطْفِیءُ غَضَبَ الرَّبِّ ، وَصِلَةُ الرَّحِمِ تَزِيْدُ فِی الْعُمُرِ ، وَكُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ ، وَأَهْلُ الْمَعْرُوْفِ فِی الدُّنْيَا هُمْ أَهْلُ الْمَعْرُوْفِ فِی الْآخِرَةِ .)) [1]

”نیک اعمال (انسان کو) بری موت سے بچا لیتے ہیں اور چھپ کر صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ کے غضب کو دور دیتا ہے، اور صلہ رحمی عمر میں اضافے کا سبب بنتی ہے اور ہر نیکی صدقہ ہے، اور جو دنیا میں نیکی کریں گے آخرت میں انہیں ہی اجر ملے گا۔“

رمضان اور نفلی عبادات:

﴿ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ﴾ (البقرة : 184)

”پس جو شخص اپنی خوشی سے زیادہ بھلائی کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے۔“

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا

---

[1] المعجم الأوسط للطبراني، رقم: 6082، صحيح الترغيب والترهيب، رقم: 489.

وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَ تَهُ .)) [1]

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں میں اس کا کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے وہ تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔''

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

'' قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے (فرض) نماز کا حساب لیا

[1] صحيح بخاري، كتاب الرقاق، رقم: 6502.

جائے گا اگر اس نے اسے مکمل ادا کیا ہوگا تو وہ اس کے لیے مکمل لکھ دی جائے گی اور اگر اس نے (فرض) نماز کو مکمل ادا نہ کیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا۔

((أُنْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَتُكْمِلُوْنَ بِهَا فَرِيْضَتَهٗ))

''دیکھو! اگر تمہیں میرے بندے کی نفلی نماز ملے تو اس کے ساتھ اس کے فرائض کو مکمل کر دو پھر زکوۃ اور اس کے بعد بقیہ تمام اعمال کا حساب بھی اسی طرح لیا جائے گا۔'' ❶

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

''تم زیادہ سے زیادہ سجدے (نفل نماز ادا) کیا کرو (کیونکہ) تم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک سجدہ کرو گے تو وہ اس کے بدلے میں تمہارا ایک درجہ بلند کر دے گا اور تمہارا ایک گناہ مٹا دے گا۔'' ❷

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی آدمی (فرض) نماز مسجد میں پڑھ کر فارغ ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنی (نفل) نماز میں سے کچھ حصہ گھر کے لیے رکھ دے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں نماز کی وجہ سے خیر (وبرکت) فرماتا ہے۔'' ❸

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے

---

❶ سنن أبی داود، رقم: 810، سنن ابن ماجه، رقم: 1425.

❷ صحيح مسلم، رقم: 4808.

❸ صحيح مسلم، رقم: 778.

ہوئے سنا:

''بلاشبہ رات میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ مسلمان بندہ اس میں دنیا و آخرت کی جو بھی خیر مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو وہ ضرور عطا فرماتا ہے اور یہ (گھڑی) ہر رات میں آتی ہے۔'' ❶

سیدنا ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب شوہر اپنی اہلیہ کو رات کے وقت جگاتا ہے اور وہ دونوں نماز پڑھتے ہیں یا دو رکعت اکٹھے پڑھتے ہیں تو ان کا شمار (کثرت سے) ذکر کرنے والے مردوں اور (کثرت سے) ذکر کرنے والی عورتوں میں کیا جاتا ہے۔'' ❷

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''اے عباس! اے چچا جان! کیا میں آپ کو ایک ہدیہ نہ دوں؟ عطیہ اور تحفہ نہ دوں؟ کیا میں آپ (رضی اللہ عنہ) کو دس باتیں نہ سکھلا دوں، جب آپ ان پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے، قدیم جدید، خطا، عمداً، چھوٹے بڑے، پوشیدہ اور ظاہر سب ہی گناہ معاف فرما دے گا، دس باتیں یہ ہیں کہ آپ چار رکعات پڑھیں، ہر رکعت میں آپ سورۂ فاتحہ اور ایک سورت پڑھیں۔ جب آپ پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہوجائیں اور قیام میں ہوں تو پندرہ بار یہ تسبیح پڑھیں: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ'' ''پھر رکوع کریں اور حالت رکوع

❶ صحيح مسلم، رقم : 757.

❷ صحيح: سنن أبي داود، رقم : 1309.

میں دس بار یہی تسبیح پڑھیں، پھر رکوع سے سر اٹھائیں اور دس بار یہی تسبیح پڑھیں، پھر سجدہ کریں اور سجدے میں دس بار یہ پڑھیں، پھر سجدے سے سر اٹھائیں تو یہی تسبیح دس بار پڑھیں، پھر دوسرا سجدہ کریں تو اس میں بھی دس بار پڑھیں۔ پھر سر اٹھائیں تو دس بار پڑھیں، ہر رکعت میں یہ کل پچھتر (75) تسبیحات ہوئیں اور آپ چاروں رکعتوں میں ایسا ہی کریں، اگر ہمت ہو تو ہر روز (یہ نماز تسبیح) پڑھا کریں، اگر ہر روز نہ پڑھ سکیں تو ہر ہفتے میں ایک بار، اگر ہفتے میں نہ پڑھ سکیں تو ایک مہینے میں ایک بار پڑھیں، اگر یہ بھی نہ کر سکیں تو سال میں ایک بار پڑھیں، اگر سال میں بھی نہ پڑھ سکیں تو اپنی زندگی میں ایک بار پڑھ لیں، ایک روایت میں ہے: اگرچہ آپ کے گناہ سمندر کی جھاگ اور ریت کے ذروں (ٹیلوں) کے برابر ہی کیوں نہ ہوں، اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔"[1]

رمضان المبارک اور تقویٰ:

تقویٰ، وقایہ سے ہے، وقایہ کا معنی کسی سے بچاؤ حاصل کرنا۔ تقویٰ دنیا میں گناہوں سے بچاؤ کا بڑا موثر اور مضبوط ترین ہتھیار ہے۔

روزہ کی سب سے بڑی اور سب سے ارفع و اعلیٰ حکمت و مقصد تقویٰ ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ ١٨٣ ﴾ (البقرة: 183)

---

[1] سنن أبي داود، رقم: 1297، سنن ابن ماجه، رقم: 1387، صحيح ابن خزيمة، رقم: 1216۔ ابن خزیمہ نے اسے "صحیح" قرار دیا ہے۔

''اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا، تا کہ تم متقی پرہیز گار بنو۔''

گویا روزہ کا مقصد بندوں کو زیورِ تقویٰ سے آراستہ کرنا ہے، جو بندہ اس مقصد کو پا گیا وہ یقیناً سعادت دارین سے ہمکنار ہو گیا، کیونکہ سعادتِ دارین کے حصول کے لیے تقویٰ ایک نہایت ہی قوی اساس ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۙ﴾ (آل عمران: 133)

''اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس کی جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ﴾ (الطلاق: 2، 3)

''جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے، اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔''

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِتَّقِ اللّٰهِ حَيْثُمَا كُنْتَ! وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ.)) [1]

---

[1] سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، رقم: 2053۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو ''حسن صحیح'' اور علامہ البانی نے اس کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

''تم جہاں کہیں بھی ہو، اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، برائی کے پیچھے نیکی کرو۔ نیکی برائی کو مٹا دے گی، اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔''

سیّدنا ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے:

((اِتَّقُوْا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ، وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ ، وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ ، وَاَدُّوا زَكَاةَ اَمْوَالِكُمْ ، وَاَطِيْعُوْا ذَا اَمْرِكُمْ ، تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ .))❶

''تم اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو، پانچ نمازیں ادا کرو، مہینے کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ دو، اور اپنے حاکموں کی اطاعت کرو۔ تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا، جو ایک قبر پر بیٹھی رو رہی تھی، تو آپ نے اس سے فرمایا:

((اِتَّقِيْ اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ .))❷

''اللہ کا تقویٰ اختیار کر اور صبر کر۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

((أَمَا واللّٰهِ! إِنِّي لأَتْقَاكُمْ للّٰهِ ، وَأَخْشَاكُمْ لَهُ .)) ❸

''اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور اس کی خشیت رکھنے والا ہوں۔''

---

❶ سنن ترمذی، أبواب السفر، رقم: 616، سلسلة الصحيحة، رقم: 867.

❷ صحيح بخاری، كتاب الجنائز، رقم: 1252.

❸ صحيح مسلم، الصيام، رقم: 1108.

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ قَبْلَكُمْ يُسِيْءُ الظَّنَّ بِعَمَلِهِ فَقَالَ لِأَهْلِهِ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَخُذُوْنِي فَذَرُّوْنِي فِي الْبَحْرِ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ فَفَعَلُوْا بِهِ فَجَمَعَهُ اللّٰهُ وَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى الَّذِيْ صَنَعْتَ؟ قَالَ: مَا حَمَلَنِيْ إِلَّا مَخَافَتُكَ فَغَفَرَ لَهُ.)) ❶

''پچھلی امتوں کا ایک شخص جسے اپنے برے عملوں کا ڈر تھا، اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو میرا لاشہ ریزہ ریزہ کر کے گرم دن میں اٹھا کے دریا میں ڈال دینا۔ اس کے گھر والوں نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے جمع کیا اور اس سے پوچھا کہ یہ جو تم نے کیا اس کی وجہ کیا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ پروردگار مجھے اس پر صرف تیرے خوف نے آمادہ کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوَاهَا وَ زَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَ مَوْلَاهَا.)) ❷

''اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ نصیب فرما، اور اسے پاک فرما تو اس کے لیے بہترین پاک فرمانے والا ہے، تو اس کا مددگار اور آقا ہے۔''

((اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى.)) ❸

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الرقاق، رقم: 6480.

❷ صحيح مسلم، كتاب الذكر و الدعا، رقم: 6906.

❸ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء رقم: 2721/72.

''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور تونگری کا سوال کرتا ہوں۔''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سواری پر سوار ہو کر اللہ سے ان الفاظ میں نیکی اور تقویٰ کی توفیق مانگتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَفِی الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی .)) ❶

''اے اللہ! ہم اپنے سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتے ہیں، اور اس عمل کی توفیق مانگتے ہیں جو تجھے پسند ہے۔''

چنانچہ اہل ایمان کو خطاب فرمایا:

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴾ (التغابن : 16)

''سو جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو۔''

الغرض تقویٰ انسان کو کندن بنا دیتا ہے۔ تربیت کا معیار عین تقویٰ ہے، جسے روزے کی مقصدیت کے طور پر ''لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ'' کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ یہی تقویٰ روزے کی، بلکہ ہر نیکی کی قبولیت کی علامت ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ (المائدة : 27)

''بے شک اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کا ہی عمل قبول فرماتا ہے۔''

رمضان المبارک اور رضائے الٰہی کا حصول:

سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ جسے رضائے الٰہی حاصل ہو جائے دنیا کی تمام نعمتیں اس کی نظر میں ہیچ ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

❶ صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: 1342/425 .

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝﴾ (التوبة : 72)

''اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے اور جنات عدن میں عمدہ مکانات کا وعدہ کیا ہے، اور اللہ کی رضا سب سے بڑھ کر ہو گی، یہی عظیم کامیابی ہو گی۔''

مذکورہ بالا آیات میں بتایا گیا کہ آخرت میں اہل ایمان کو ایسی جنتیں ملیں گی جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور جناتِ عدن میں اچھے مکانات ملیں گے اور ان سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو گا۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ ، قَالَ يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا؟ أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ ، فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلٰى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ .))[1]

''جب جنتی، جنت میں داخل ہو جائیں گے، اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا، تم کسی اور چیز کے خواہشمند ہو؟ تو وہ جواب دیں گے، کیا تو نے ہمارے چہرے روشن نہیں کیے؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: 449.

دوزخ سے نجات نہیں دی؟ آپ نے فرمایا: ''اس پر وہ پردہ اٹھا دے گا، انہیں کوئی ایسی چیز نہیں دی گئی ہوگی، جو انہیں اپنے رب عزت وجلال والے کے دیدار سے زیادہ پسندیدہ ہو۔'' (ہر نعمت سے دیدار کی نعمت زیادہ لذیذ اور محبوب ہوگی)

رمضان المبارک تو ہے ہی رضائے الٰہی کے حصول کا مہینہ۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے: اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بنا رہا ہوں کہ میں نے ان کے ماہِ رمضان کے روزوں اور قیام کا ثواب اپنی رضا اور مغفرت کی صورت میں دیا اور فرماتا ہے، اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے، تم اس اجتماعِ (عید) میں آخرت یا دنیا کے لیے جو کچھ بھی مجھ سے مانگو گے، میں وہی تمہیں دوں گا۔ مجھے اپنی عزت کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشیں معاف کرتا رہوں گا۔ مجھے اپنی عزت کی قسم! نہ میں تمہیں بے یار و مددگار چھوڑوں گا اور نہ ہی حق والوں کے سامنے تمہیں رسوا کروں گا۔ واپس چلے جاؤ، تمہیں بخش دیا گیا، تم نے مجھے راضی کیا، میں تم پر راضی ہوگیا۔ فرشتے خوش ہوتے ہیں اور اس امت پر ماہ رمضان کے اختتام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے والے انعامات کی مبارک باد دیتے ہیں۔'' [1]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: حالت روزہ میں چار کام زیادہ سے زیادہ کرنے کی کوشش کرو۔ دو کام ایسے ہیں جن سے اللہ رب العزت کی رضا حاصل ہوتی

[1] المتجر الرابح: 360/1 بحواله البيهقى، طبع مكتبه قدوسيه، لاهور.

ہے اور دو کام ایسے ہیں جن کے کیے بغیر کسی انسان کا کوئی چارہ نہیں۔

((فَـاَمَّا الْخَصْلَتَان اللَّتَان تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ فَشَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَ تَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ، وَ اَمَّا خَصْلَتَان اللَّتَان لَا غِنَاءَ بِكُمْ عَنْهُمَا ، فَتَسْأَلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ تَعُوْذُوْنَ بِهٖ مِنَ النَّارِ .))❶

”جن دو کاموں سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے: ❶ کثرت سے ”لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه“ کی گواہی دینا، اور ❷ استغفار کرنا۔ اور جن دو کاموں کے بغیر کسی کا کوئی چارہ نہیں: ❶ جنت کا سوال کرو، اور ❷ جہنم کی آگ سے پناہ مانگو۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

((مَـنْ صَـامَ يَـوْمًـا ابْتِـغَـاءَ وَجْـهِ اللّٰـهِ خُتِمَ لَـهٗ بِـهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ .))❷

”جو شخص اللہ کی رضا جوئی کے لیے ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اس کے لیے اس کے باعث مہر کر دی جاتی ہے کہ وہ جنت میں ہوگا۔“

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَـا مِـنْ عَبْـدٍ يَقُوْمُ فِي الدُّنْيَا مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ إِلَّا سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .))❸

”جس نے لوگوں کو سنانے اور ان کی نظروں میں بڑا بننے کے لیے کوئی کام

---

❶ مسند حمیدی: 911/2، رقم: 1887، صحیح ابن خزیمة: 191/3۔ ابن خزیمہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ مسند احمد: 391/5، صحیح الترغیب و الترهیب: 412/1.

❸ صحیح الترغیب والترهیب، رقم: 16.

کیا تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت تمام مخلوقات کے سامنے اس کے عیبوں کو ظاہر کر دے گا۔'' (رسوا کر دے گا)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، فَمَنْ عَمِلَ لِيْ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ غَيْرِيْ، فَأَنَامِنْهُ بَرِيءٌ، وَهُوَ لِلَّذِيْ أَشْرَكَ.)) ❶

''اللہ تعالیٰ یہ بات ارشاد فرماتا ہے کہ میں شرک کرنے والے لوگوں کے شرک سے بہت زیادہ غنی (بے پرواہ) ہوں جو کوئی بھی میرے لیے عمل کرے اور اس میں میرے غیر کو شریک ٹھہرائے، تو میں اس سے بَری ہوں اور اس کا یہ عمل اسی کے لیے ہے جس کو اس نے شریک ٹھہرایا (باطل اور بے کار ہے)۔''

رمضان المبارک اور رحمت الٰہی:

ماہ رمضان رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ (الاعراف: 56)

''بے شک اللہ کی رحمت محسنین کے قریب ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کی وسعتِ رحمت کا اندازہ لگائیں، ارشاد فرمایا:

﴿ وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ (الاعراف: 156)

---

❶ صحيح الترغيب والترهيب، رقم: 19.

''اور میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے، چنانچہ جلد ہی میں اس (رحمت) کو ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو پرہیز گار ہیں اور زکاۃ دیتے ہیں اور (ان کے لیے بھی) جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((هُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ .)) ❶

''اس مہینے کا ابتدائی حصہ رحمت ہے۔''

صبح و شام اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت کا بایں الفاظ سوال کرتے رہیں:

((يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ! بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ ، اَصْلِحْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ اَبَدًا .)) ❷

''اے زندۂ جاوید اور قائم و دائم ہستی! میں تیری رحمت کے وسیلہ سے ہی مدد طلب کرتا ہوں، میری ساری حالت کی اصلاح کر دے اور مجھے میرے نفس کی طرف (کبھی) آنکھ جھپکنے کے برابر بھی سپرد نہ کرنا۔''

ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ نے روزہ دار کے پاس کھانا کھانے والوں کی وجہ سے روزہ دار کا ثواب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الصَّائِمَ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهٗ حَتّٰى

---

❶ صحيح ابن خزيمة: 191/3، المتجر الرابح: 355/1- ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ الترغيب والترهيب، رقم: 237، مستدرك حاكم: 870/1- امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے اور ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی موافقت کی ہے۔

يَفْرُغُوْا وَ رُبَّمَا قَالَ حَتّٰى يَشْبَعُوْا .)) ❶

''روزے دار کے پاس اگر کھانا کھایا جائے تو فرشتے فارغ ہونے تک اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔'' یا شاید آپ نے ارشاد فرمایا: ''سیر ہونے تک (رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں)۔''

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''ایک دفعہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے قریب ہمیں وعظ ارشاد فرمایا: رمضان المبارک کا مہینہ آ رہا ہے جو بڑی برکت والا ہے اللہ تعالیٰ اس میں تمہاری طرف متوجہ ہوتے اور اپنی رحمت نازل کرتے ہیں۔ خطائیں معاف کرتے اور دعائیں قبول کرتے ہیں۔ نیکیوں میں تمہاری ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوششوں کو دیکھتے اور فرشتوں کی بھی اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کو اپنے بہترین اعمال دکھاؤ بدنصیب ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔'' ❷

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا كَانَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ .)) ❸

---

❶ سنن ترمذی، ابواب الصوم، رقم: 785، سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، رقم: 1748، صحيح ابن خزيمة: 307/3، صحيح ابن حبان (الإحسان): 181/5۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ مجمع الزوائد، كتاب الصيام: 142/3 .

❸ صحيح بخاری، الصوم، باب هل يقال رمضان او شهر رمضان، رقم: 1899، صحيح مسلم، الصيام، باب فضل شهر رمضان، رقم: 1079 .

’’جب رمضان (کا آغاز) ہوتا ہے، رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیریں پہنا دی جاتی ہیں۔‘‘

رمضان المبارک اور عمل صالح:

﴿ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴾ (البقرۃ: 197)

’’حج کے مہینے معلوم ومقرر ہیں، چنانچہ جس شخص نے ان (مہینوں) میں حج کو لازم کرلیا تو حج کے دوران میں وہ جنسی باتیں نہ کرے، اللہ کی نافرمانی نہ کرے اور کسی سے جھگڑا نہ کرے اور جو نیک کام تم کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے اور (حج کے لیے) زاد راہ لے لو، بے شک بہترین زاد راہ تقویٰ ہے اور اے عقل مندو! تم مجھ سے ڈرو۔‘‘

﴿ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴾ (النساء: 124)

’’اور جو کوئی نیک کام کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، جبکہ وہ مومن ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے، اور ان پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔‘‘

﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴾ (الزلزال: 7)

’’تو جو شخص ایک ذرہ برابر نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا۔‘‘

سیّدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ ، فَقَالَ: اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ ، وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِیْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ .))[1]

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور برائی کے بارے میں پوچھا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے، اور برائی وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور لوگوں کا اس پر مطلع ہونا تجھے نہ پسند ہو۔''

پس رمضان نیکیوں کا موسم بہار ہے، اس میں تلاوت قرآن، کثرت سے دُعا کا اہتمام، کثرت سے جنت کا سوال، کثرت سے جہنم کے عذاب سے پناہ مانگیں، ذکر وعلم کی مجالس قائم کریں، صدقہ وخیرات کا اہتمام کریں، وغیرہ وغیرہ۔

رمضان المبارک گناہوں کا کفارہ ہے:

روزہ انسان کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ ﴾ (الاحزاب: 35)

''بے شک مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے، اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے، اور فرمانبردار مردوں اور فرمانبردار عورتوں کے لیے، اور سچے مردوں اور سچی عورتوں کے لیے، اور صبر کرنے والے مردوں

[1] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تفسير البر والاثم، رقم: 2553.

اور صبر کرنے والی عورتوں کے لیے، اور عاجزی اختیار کرنے والے مردوں اور عاجزی اختیار کرنے والی عورتوں کے لیے، اور صدقہ کرنے والے مردوں اور صدقہ کرنے والی عورتوں کے لیے، اور روزہ دار مردوں اور روزہ دار عورتوں کے لیے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مردوں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتوں کے لیے اور اللہ کو خوب یاد کرنے والے مردوں اور اللہ کو خوب یاد کرنے والی عورتوں کے لیے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔''

مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور عورتوں سے دنیا میں گناہوں کی مغفرت اور آخرت میں اجر عظیم یعنی جنت کا وعدہ فرمایا ہے، اور ان صفات کا ذکر کیا ہے جو ان کی زندگی کا لازمہ ہوتی ہیں۔ وہ لوگ (مرد ہوں یا عورتیں) اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوتے ہیں اور فرض اور نفل روزے رکھتے ہیں جو تقویٰ کا باعث ہوتے ہیں اور بھوکوں اور پیاسوں کے لیے اپنے دلوں میں جذبہ رحمت کو جگاتے ہیں، وغیرہ۔

رمضان المبارک کا مہینہ آ جائے تو ہر کسی کو چاہیے وہ رمضان کے روزے رکھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ معاف کرا لے۔ چنانچہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أُحْضُرُوا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقٰى دَرَجَةً قَالَ: آمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ، قَالَ: آمِيْنَ، فَلَمَّا ارْتَقٰى دَرَجَةَ الثَّالِثَةَ، قَالَ: آمِيْنُ فَلَمَّا نَزَلَ، قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ، قَالَ: اِنَّ جِبْرِيْلَ

عَرَضَ لِیْ فَقَالَ: بَعُدَ مَنْ اَدْرَکَ رَمَضَانَ فَلَمْ یُغْفَرْلَهٗ، قُلْتُ: آمِیْنَ، فَلَمَّا رَقِیْتُ الثَّانِیَةَ قَالَ: بَعُدَ مَنْ ذُکِرْتَ عِنْدَهٗ لَمْ یُصَلِّ عَلَیْكَ فَقُلْتُ: آمِیْنَ، فَلَمَّا رَقِیْتُ الثَّالِثَةَ، قَالَ: بَعُدَ مَنْ اَدْرَکَ اَبَوَیْهِ الْکِبَرُ عِنْدَهٗ اَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ یُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ، قُلْتُ: آمِیْنَ .)) [1]

''منبر لاؤ۔'' ہم منبر لے آئے جب نبی کریم ﷺ پہلی سیڑھی چڑھے تو ارشادفرمایا: ''آمین۔'' پھر جب دوسری سیڑھی چڑھے تو ارشادفرمایا: ''آمین۔'' اسی طرح آپ ﷺ جب تیسری سیڑھی چڑھے تو فرمایا: ''آمین۔'' جب رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی، جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جناب جبریل میرے پاس آئے اور کہا: ''اس آدمی پر اللہ کی لعنت ہو جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنے گناہوں کی بخشش اور معافی حاصل نہ کر سکا۔'' اس کے جواب میں میں نے آمین کہی۔ پھر جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو جنابِ جبریل علیہ السلام نے کہا: ''اللہ کی لعنت ہو اس آدمی پر جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے۔'' میں نے اس کے جواب میں آمین کہی۔ پھر جب تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جناب جبریل نے کہا: ''جس شخص نے اپنے ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان کی

[1] مستدرك حاكم: 103/3، 153، تاریخ کبیر للبخاری: 220/7، در منثور: 185/1- حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی اس پر بھی اللہ کی لعنت ہو۔'' میں نے اس کے جواب میں کہا آمین۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا ، غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❶

''جس نے ایمان کی بنیاد پر رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اجر و ثواب کی نیت رکھی اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

ایک اور مقام پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَرَمَضَانُ إِلٰى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا جْتَنَبَ الْكَبَائِرَ .)) ❷

''ایک رمضان دوسرے رمضان تک کیے گئے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، بشرطیکہ جب کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔''

رمضان المبارک اور تعلق باللہ:

رمضان المبارک میں تعلق باللہ مضبوط کرنے کے مواقع لمحہ لمحہ میسر آتے ہیں، تو ہر کوئی رمضان المبارک میں تعلق باللہ مضبوط کرے۔ بزار، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت عمیر لیثی رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا:

((انَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ الْمُصَلُّوْنَ ، وَ مَنْ يُّقِيْمُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ الَّتِىْ

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الايمان : 38، صحيح مسلم، رقم: 759.

❷ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، رقم: 552.

كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ، وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ، وَيَحْتَسِبُ صَوْمَهُ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ.)) ❶

''وہ لوگ اللہ کی ولی ہوتے ہیں جو پانچ فرض نمازیں پڑھتے ہیں، رمضان کے روزے ثواب کی نیت سے رکھتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔''

حدیث شریف میں ''اولیاء'' سے مراد وہ مخلص اہل ایمان ہیں جو اللہ کی بندگی اور گناہوں سے اجتناب کی وجہ سے اس سے قریب ہو جاتے ہیں۔ یہاں ان کی صفت یہ بتائی گئی کہ وہ نماز ادا کرتے ہیں، رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ ''ولی'' کا معنی ''قریب'' ہے۔ یعنی مومن جب ایمان اور عمل صالح پر کاربند ہوتا ہے، اور معاصی سے دور رہتا ہے، تو اللہ سے قریب ہو جاتا ہے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِ مِئَةِ ضِعْفٍ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِلَّا الصَّوْمُ فَاِنَّهُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ اَجْلِيْ.)) ❷

''آدم کے بیٹے کے تمام اعمال بڑھا دیے جائیں گے۔ ایک نیکی دس گنا سے سات سو تک۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: مگر روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس

---

❶ صحيح ابن خزيمة: 340/3، صحيح ابن حبان (الإحسان): 184/5، مجمع الزوائد: 46/1، المتجر الرابح للدمياطي: 347/1۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخاری، كتاب الصوم، رقم: 1904.

کی جزا عطا کروں گا۔ اس نے اپنی خواہش اور کھانا میری خاطر چھوڑا تھا۔''

روزہ اور جنت الفردوس:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۠﴾ (البقرۃ : 82)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے وہی جنت والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔''

((عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)) ❶

''سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔''

روزہ کی جزا جنت ہے۔ چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ: الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ.)) ❷

---

❶ صحيح بخارى، كتاب بدء الخلق، رقم : 3250 .

❷ صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب الريان للصائمين، رقم: 1896 وكتاب بدء الخلق، رقم: 3257، صحيح مسلم، باب فضل الصيام، رقم: 1152 .

''جنت (کے آٹھ دروازوں میں سے) ایک دروازے کا نام ''ریّان'' ہے جس سے قیامت کے دن صرف روزے دار داخل ہوں گے، ان کے علاوہ اس دروازے سے کوئی داخل نہیں ہوگا، کہا جائے گا، روزے دار کہاں ہیں؟ تو وہ کھڑے ہو جائیں گے اور (جنت میں داخل ہوں گے) ان کے علاوہ کوئی اس دروازے سے داخل نہیں ہوگا۔ جب وہ داخل ہو جائیں گے تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا اور کوئی اس سے داخل نہیں ہوگا۔''

اسے ابن خزیمہ نے بھی ذکر کیا ہے، البتہ اس کے الفاظ یوں ہیں کہ:

((فَاِذَا دَخَلَ اٰخِرُهُمْ اُغْلِقَ ، مَنْ دَخَلَ شَرِبَ ، وَ مَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ اَبَدًا .))❶

''جب آخری روزہ دار داخل ہوگا تو اسے بند کر دیا جائے گا۔ جو داخل ہوگا وہ مشروب پیئے گا اور جو پیئے گا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

((دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ ، قَالَ: تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ ، وَتُوَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ ، قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ ، لَا أَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا ، فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا .))❷

---

❶ صحيح ابن خزيمة: 199/3۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الزکاة، رقم: 1397.

''مجھے ایسا عمل بتایئے جس کے کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، فرض نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس میں کچھ زیادتی نہ کروں گا (اور نہ کمی) کروں گا۔ جب وہ آدمی واپس ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جسے جنتی آدمی دیکھنا ہو وہ اسے دیکھ لے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ہر عمل کرنے والے کے لیے جنت میں داخل ہونے کے لیے ایک مخصوص دروازہ ہوگا کہ ان کو جس سے داخل ہونے کی آواز دی جائے گی۔ روزے داروں کے لیے بھی ایک رَیَّـان نامی مستقل دروازہ ہوگا اس سے ان کو بلایا جائے گا۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جسے جنت کے تمام دروازوں سے داخل ہونے کی دعوت دی جائے گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں اور اے ابوبکر مجھے امید ہے کہ تم بھی انہی لوگوں میں سے ہو گے۔'' [1]

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، آپ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل کرنے کا حکم دیں کہ جو مجھے جنت میں پہنچا دے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''روزے رکھا کرو کیونکہ کوئی دوسرا عمل اس کے برابر نہیں ہے۔ جب میں دوبارہ آپ کے پاس آیا اور (یہی مطالبہ رکھا تو) آپ ﷺ نے ارشاد

[1] مسند احمد، رقم: 9799۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

فرمایا: روزے رکھا کرو۔'' ❶

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹیک اپنے سینے کے ساتھ لگوائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے اللہ کی رضا جوئی کے لیے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو اس کے لیے اس کی وجہ سے مہر لگا دی جاتی ہے کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس شخص نے اللہ کی رضا جوئی کے لیے ایک دن کا روزہ رکھا تو اس کے لیے اس کی وجہ سے مہر لگا دی جاتی ہے کہ وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے اللہ عزوجل کی رضا جوئی کے لیے صدقہ کیا تو اس کے لیے اس کے باعث مہر لگا دی جاتی ہے کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' ❷

رمضان المبارک اور مغفرت:

رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۵۳ ﴾

(الزمر : 53)

''بے شک اللہ سب کے سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی تو بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

اور سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی کہ

---

❶ مسند احمد، رقم: 22501، صحیح ابن حبان (الإحسان): 180/5، مجمع الزوائد: 179/3۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ مسند احمد: 391/5، صحیح ترغیب و ترهیب، رقم: 985.

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ فِیْ رَمَضَانَ یُنَادِیْ مُنَادٍ بَعْدَ ثُلُثِ اللَّیْلِ الْأَوَّلِ أَوْ ثُلُثِ اللَّیْلِ الْآخِرِ: أَلَا سَائِلٌ یَسْأَلُ فَیُعْطِیْ ، أَلَا مُسْتَغْفِرٌ یَسْتَغْفِرُ فَیُغْفَرَلَهُ ، أَلَا تَائِبٌ یَتُوْبُ فَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِ .)) [1]

''بے شک رمضان المبارک میں پہلی رات کے پہلے تیسرے پہر کے بعد یا آخری تیسرے پہر کے بعد ایک ندا کرنے والا ندا کرتا ہے، ہے کوئی سوال کرنے والا کہ وہ سوال کرے تو اسے عطا کیا جائے؟ کیا ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ وہ بخشش طلب کرے تو اسے بخش دیا جائے؟ کیا ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے؟''

قارئین رمضان المبارک میں مغفرت کی درج ذیل دعائیں ضرور پڑھا کریں:

① : ﴿رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴾ (المؤمنون : 118)

''اے میرے رب! میری مغفرت فرما، اور (مجھ پر) رحم فرما، اور تو ہی سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔''

② : ﴿رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾

(القصص : 16)

''اے میرے رب! بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، لہٰذا تو میری مغفرت فرما، چنانچہ اللہ نے اسے بخش دیا، بلاشبہ وہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

③ : ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى

---

[1] شعب الإیمان للبیهقی : 311/3، رقم : 3628 .

الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ﴾ (آل عمران : 147)

''اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور ہمارے کاموں میں ہم سے جو زیادتیاں ہوئیں وہ معاف کر دے۔ اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافر قوم کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔''

④ : ﴿ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴾ (الحشر : 10)

''اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جنھوں نے ایمان لانے میں ہم سے پہل کی اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لیے کوئی کینہ نہ رکھ جو ایمان لائے، اے ہمارے رب! یقیناً تو بے حد شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

⑤ : ﴿ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ﴾ (المؤمنون : 109)

''اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے، لہٰذا تو ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم کر، اور تو ہی سب بہتر رحم کرنے والا ہے۔''

⑥ : ((اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ .)) [1]

''اے اللہ! میرے گناہوں کے مقابلے میں تیری مغفرت بہت وسیع ہے اور میرے عمل کے مقابلے میں تیری رحمت کی زیادہ امید ہے۔''

⑦ : ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا اَخْطَاْتُ وَمَا تَعَمَّدْتُّ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا

---

[1] الترغیب والترھیب، رقم : 472/2.

اَعْلَنْتُ وَمَا جَهِلْتُ وَمَا تَعَمَّدْتُ .)) ❶

''اے اللہ! میرے ان گناہوں کو معاف فرما جو میں نے غلطی سے کیے اور جو مین نے جان بوجھ کر کیے اور جو میں نے چھپ کر کیے اور جو میں نے اعلانیہ طور پر کیے اور جو میں نے نادانی میں کیے اور جو میں نے جانتے بوجھتے ہوئے کیے۔''

⑧ : ((رَبِّ اَذْنَبْتُ فَاغْفِرْلِیْ .)) ❷

''اے میرے رب! میں نے گناہ کر دیا پس مجھے بخش دے۔''

رمضان المبارک اور جہنم سے نجات:

اہل ایمان کو حکم ہے کہ وہ اپنے آپ کو جہنم سے بچائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۝ ﴾ (التحريم: 6)

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچا لو، وہ جہنم جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے، ان پر ایسے فرشتے متعین ہیں جو سخت اور بے رحم ہیں، اللہ انہیں جو حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے، اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں۔''

اور روزہ انسان کے لیے جہنم سے ڈھال ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ ، وَغُلِّقَتْ

---

❶ مسند احمد، رقم: 19925۔ حمزہ زین نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، رقم: 5707.

اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ .)) ❶

''جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔''

دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ كَجُنَّةِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ .)) ❷

''روزہ انسان کے لیے جہنم سے ڈھال کا کام دیتا ہے جیسا کہ ایک انسان کے لیے قتال میں ڈھال ہوتی ہے۔''

اور وہ ڈھال کے ذریعے بچاؤ حاصل کرتا ہے۔ ایک اور جگہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ يَسْتَجِنُّ بِهَا الْعَبْدُ مِنَ النَّارِ .)) ❸

''روزہ ایک ڈھال ہے جس کے ذریعے سے بندہ جہنم کی آگ سے بچتا ہے۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

((اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ .)) ❹

''روزہ اللہ کے عذاب سے بھی ڈھال کا کام دیتا ہے۔''

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا:

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الصوم، رقم: 1899 .

❷ مسند احمد، رقم: 16387، صحيح ابن خزيمة: 193/3۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ مسند احمد: 396/3، صحيح الجامع الصغير، رقم: 3867 .

❹ صحيح الجامع الصغير، رقم: 3866 .

((اَلصِّیَامُ جُنَّةٌ وَ حِصْنٌ حَصِیْنٌ مِّنَ النَّارِ .)) ❶

''روزہ ڈھال ہے اور دوزخ سے بچاؤ کے لیے مضبوط قلعے کا کام دیتے ہیں۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَـنْ صَـامَ یَـوْمًـا فِيْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا .)) ❷

''جس نے اللہ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال (کی مسافت کے قریب) دور کر دیتا ہے۔''

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لِلّٰهِ عِنْدَ کُلِّ فِطْرٍ عُتَقَاءُ .)) ❸

''اللہ تعالیٰ ہر روز افطار کے وقت لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔''

سیّدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَـنْ صَـامَ یَـوْمًا فِيْ سَبِیْلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَیْنَهُ وَبَیْنَ النَّارِ خَنْدَقًا کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ .)) ❹

''جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان اتنی بڑی خندق بنا دیتا ہے جتنی آسمان اور زمین کی درمیان مسافت ہے۔''

---

❶ مسند احمد، رقم: 15844۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح البخاري، کتاب الجهاد والسیر، باب فضل الصوم في سبیل اللّٰه، رقم: 2840، صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام في سبیل اللّٰه......، رقم: 1153.

❸ مسند احمد: 253/2، معجم کبیر للطبرانی: 340/8، مجمع الزوائد: 143/3۔ ہیثمی نے کہا ہے: اس کے راوی ثقہ ہیں۔

روزہ قیامت کے دن سفارش کرے گا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ط﴾ (البقرة : 255)

''کون شخص ہے جو اللہ کے ہاں اُس کی اجازت کے بغیر سفارش کرسکتا ہے؟''

مجرم کو کبھی سفارش کی بھی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اُس کی نجات ہو جائے۔ موحدین سیاہ کاروں کی روزہ شفاعت کرے گا جس کے باعث اللہ تعالیٰ روزہ داروں کو جنت میں داخلہ عطا کر دے گا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَلصِّیَامُ وَالْقُرْآنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ: اَیْ رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهْوَةَ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ، وَیَقُوْلُ الْقُرْآنُ: مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ، قَالَ: فَیُشَفَّعَانِ.)) [2]

''روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کے لیے سفارش کریں گے، روزہ کہے گا: ''اے میرے رب! میں نے اسے کھانے پینے اور خواہشات نفس (پوری کرنے) سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔'' قرآن کہے گا: ''اے میرے رب! میں نے اس کو رات سونے

---

[1] سنن ترمذی، ابواب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل الصوم فی سبیل الله، رقم: 1624، سلسلة الصحیحة، رقم: 563.

[2] مسند احمد: 174/2، مستدرك حاكم: 554/1، صحیح الترغیب و الترهیب، رقم: 973۔ حاکم نے اسے مسلم کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔'' چنانچہ دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔''

رمضان المبارک میں اجر وثواب میں اضافہ:

ماہِ رمضان میں ہر عمل کا اجر وثواب بڑھ جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝٣٥ ﴾ (الاحزاب: 35)

''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان کے لیے اللہ نے بڑی بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اس میں کسی قسم کی نیکی کر کے اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے گویا اس نے رمضان کے علاوہ میں فرض ادا کیا اور جس شخص نے رمضان میں فرض

ادا کیا گویا اس نے رمضان کے سوا میں ستر فرض ادا کیے۔"❶

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ رمضان میں ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا عام ایام میں ہزار دفعہ سبحان اللہ کہنے سے اجر میں بڑھ جاتا ہے۔❷

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ رب العزت فرماتا ہے:

((كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعِفُ الْحَسَنَةُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِيْ.)) ❸

"آدم کے بیٹے کے تمام اعمال بڑھا دیے جاتے ہیں۔ ایک نیکی دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: روزہ چونکہ صرف میرے لیے ہی ہے میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ روزہ دار اپنی خواہشاتِ نفس اور کھانا میری خاطر ترک کر دیتا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

((فَاِنَّ عُمْرَةً فِيْ رَمَضَانَ حَجَّةٌ.)) ❹

"یقیناً رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہے۔"

صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

---

❶ شعب الایمان للبیهقی: 305/2، رقم: 3608.

❷ بحواله تفهيم الاسلام شرح بلوغ المرام، ص: 731.

❸ صحيح بخارى، كتاب الصوم، باب هل يقول انى صائم اذا شتم، رقم: 1904، صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل الصيام، رقم: 1151.

❹ صحيح بخارى كتاب العمرة، رقم: 1782.

((أَوْ حَجَّةٌ مَعِي .)) ❶

''یا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ثواب ہے۔''

((عَنْ اَبِی ذَرٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّـهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الصَّوْمُ؟ قَالَ: قَرْضٌ مَجْزِيٌّ .)) ❷

''سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ: اے اللہ کے رسول! روزہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ قرض ہے، جس کا بدلہ دیا جائے گا۔''

روزہ آزمائش میں بہترین سہارا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد مختلف فتنے اور آزمائشیں شروع ہوگئی تھیں، خلافت راشدہ کے دور سے آج تک ان فتنوں کے خطرناک اثرات امت میں افتراق کی شکل میں باقی ہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا فتنہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کسی کو یاد ہے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کہ میں نے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ:

((فِتْـنَةُ الـرَّجُـلِ فِـيْ أَهْـلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ، تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ .)) ❸

''آدمی کی آزمائش ہوتی ہے اس کے بال بچوں کے بارے میں، اس کے

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الحج، رقم: 222 .

❷ مسند احمد، رقم: 21692۔ حمزہ زین نے اسے ''صحيح الإسناد'' کہا ہے۔

❸ صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب الصوم كفارة، رقم: 1895، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب رفع الأمانة والإيمان من بعض القلوب...... الخ، رقم: 144 .

مال میں اور اس کے پڑوسی کے سلسلے میں۔ ان آزمائشوں کا کفارہ نماز، روزہ اور صدقہ ہیں۔''

روزہ اور صبر:

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝۴۵﴾

(البقرة: 45)

''اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو اور بلاشبہ وہ یقیناً بہت بڑی ہے مگر ان عاجزی کرنے والوں پر۔''

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ، اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَاكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ، وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ.)) [1]

''مومن آدمی کا معاملہ نہایت عجیب ہے۔ بلاشبہ اس کے ہر معاملے میں خیر ہی خیر ہے اور یہ بات سوائے مومن آدمی کے کسی کو حاصل نہیں ہے۔ اگر اس کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے تو بھی اسے اجر وثواب ملتا ہے اور اگر اس کو نقصان، کوئی دکھ، تکلیف پہنچے اور وہ اس پر صبر کرے تو بھی اس کو اجر وثواب ملتا ہے۔''

سیّدنا ابوسعید سعد بن سنان خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ، حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُمْ حِينَ

[1] صحيح مسلم، كتاب الزهد، رقم: 7500.

اَنْفَقَ كُلَّ شَیْءٍ بِیَدِهِ: مَا یَكُونُ عِنْدِی مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ یَسْتَعْفِفْ یُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ یَسْتَغْنِ یُغْنِهِ اللّٰهُ، وَمَنْ یَتَصَبَّرْ یُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا أُعْطِیَ أَحَدٌ عَطَاءً خَیْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ.)) ❶

''انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ طلب کیا، آپ نے انہیں کچھ دیا، انہوں نے پھر سوال کیا، آپ نے انہیں پھر دیا، حتی کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا، ختم ہو گیا، آپ نے، جس وقت ہر چیز جو آپ کے ہاتھ میں تھی، خرچ کر دی، تو ان سے ارشاد فرمایا: میرے پاس جو کچھ بھی آتا، میں وہ تم سے بچا کر نہیں رکھتا اور جو شخص سوال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، اللہ اسے بچا لیتا ہے، جو بے نیازی اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے (لوگوں) سے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو صبر کا دامن پکڑتا ہے، اللہ اسے صبر کی توفیق دے دیتا ہے اور کوئی شخص ایسا عطیہ نہیں دیا گیا، جو صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع تر ہو۔''

سیّدنا ابوسعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا یُصِیبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةِ یُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ.)) ❷

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، رقم: 1469، صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، رقم: 2414.

❷ صحیح بخاری، کتاب المرضٰی، رقم: 5641، 5642.

''مسلمان کو جو بھی تکان، بیماری، فکر، غم اور تکلیف پہنچتی ہے، حتی کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((صَوْمُ شَهْرِ الصَّبْرِ وَثَلاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ يُذْهِبْنَ وَحَرَ الصَّدْرِ.)) ❶

''صبر کے مہینے (ماہ رمضان) کے اور ہر مہینے کے تین روزے رکھنا سینے کے کینے کو دور کر دیتا ہے۔''

اور یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ.)) ❷

''اور جو صبر کی کوشش کرے، اللہ اسے صبر عطا کرتا ہے، صبر سے بہتر اور وسیع کسی کو کوئی چیز نہیں ملی۔''

روزہ افطار کرتے وقت چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں ہوں:

انسان کی فطرت ہے کہ وہ اپنا کام مکمل کرنے کے بعد خوش ہوتا ہے اور جتنا بڑا کام ہو اس کی تکمیل کے بعد خوشی بھی اتنی بڑی ہوتی ہے۔ اور پھر انسان اپنے اللہ کا شکریہ ادا کرتا ہے جنت کا داخلہ مانگتا ہے اور جہنم کی آگ سے پناہ مانگتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ:

---

❶ صحيح الترغيب والترهيب، رقم: 1032.

❷ صحيح البخاري، رقم: 1469.

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَتَاهُ اَمْرٌ فَسَرَّ بِهٖ فَخَرَّ لِلّٰهِ سَاجِدًا .)) ❶

''یقیناً نبی کریم ﷺ کے پاس کوئی ایسی خبر آتی، جس سے آپ خوش ہوتے تو اللہ عزوجل کا شکر بجالاتے ہوئے سجدہ ریز ہو جاتے۔''

روزہ بھی بڑی عظیم عبادت ہے، محض اللہ اور اس کے بندے کا راز ہے۔ چنانچہ بندہ کی خوشی کی انتہا نہیں ہونی چاہیے جب اُس کا روزہ تکمیل کو پہنچے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ، اَلْحَسَنَةُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِمَائَةِ ضِعْفٍ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: إِلَّا الصَّوْمَ، فَإِنَّهُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ اَجْلِيْ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ، وَلَخُلُوْفُ فِيْهِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ .)) ❷

''ابنِ آدم کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے۔ ایک نیکی دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مگر روزہ، میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ میری خاطر ہی بندہ اپنے جذبات اور کھانا پینا ترک کرتا ہے۔'' روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی اسے روزہ کھولنے کے وقت ملتی ہے اور دوسری خوشی اسے اس وقت ملے گی

---

❶ سنن ترمذی، ابواب الایمان و النذور، رقم: 1578، سنن ابو داود، کتاب الجهاد، رقم: 2774، ارواء الغليل، رقم: 474۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن غریب'' اور علامہ البانی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم: 1904، صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 1151.

جب اس کی اپنے رب سے ملاقات ہوگی۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری سے بڑھ کر ہوتی ہے۔''

پس جب روزہ دار روزہ افطار کرے تو اس کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں ہونے چاہئیں یہ فطری امر بھی ہے اور شریعت کا تقاضا بھی۔

روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کی پسندیدہ خوشبو:

بھوک کے باعث معدہ خالی ہوتو انسان کے منہ سے بُو آتی ہے۔ ایک مرتبہ دو لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے اُن کے مونہوں سے بُو محسوس کی تو ارشاد فرمایا: اَلَا تَسْتَاقَان؟ ''تم نے مسواک استعمال نہیں کی؟''انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مسواک تو استعمال کرتے ہیں مگر تین دن سے کھانا نہیں کھایا......الخ۔

مگر اس کے برعکس روزہ دار کے منہ سے آنے والی بوتو رب تعالیٰ کو کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

((كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهٗ ، اِلَّا الصِّيَامَ ، فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ ، فَلَا يَرْفُثْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَسْخَبْ ، فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ: اِنِّيْ امْرُؤٌ صَائِمٌ ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ ، لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهٖ ، وَاِذَا لَقِيَ رَبَّهٗ فَرِحَ

بِصَوْمِهِ .)) ❶

''ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزے کے۔ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور روزہ (آگ سے) ڈھال ہے، لہٰذا جس روز تم میں سے کسی کا روزہ ہو اس روز وہ فحش گوئی نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا اس سے گالی گلوچ کرے یا لڑائی کرے تو روزہ دار کو (صرف اتنا کہنا چاہیے) میں روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی خوشبو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہوگی۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، جن سے وہ فرحت حاصل کرے گا اولاً: جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو (تکمیل روزہ پر) خوش ہوتا ہے، ثانیاً: جب وہ اپنے رب سے ملے گا اور روزے کے بدلے میں اپنے رب سے انعام پائے گا تو خوش ہوگا۔''

روزہ عدیم النظیر عبادت ہے:

گزشتہ صفحات میں بیان شدہ نصوص سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ روزہ بے مثل، بے مثال بلکہ عدیم النظیر عبادت ہے۔ چنانچہ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مُرْنِيْ بِأَمْرٍ یَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهِ ، قَالَ: عَلَیْكَ بِالصِّیَامِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ .)) ❷

''میں نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے ایسا کام بتلایئے جو مجھے نفع دے۔ آپ

❶ صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 2706.

❷ سنن النسائي، الصیام، باب فضل الصیام، رقم: 2223.

نے فرمایا: روزے رکھا کرو، اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔''

اور ابن حبان نے بھی یہ حدیث بیان کی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کے ذریعے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ .)) ❶

''روزہ رکھو اس جیسا کوئی عمل نہیں۔''

موسم سرما میں روزے مفت کی غنیمت:

سیّدنا عامر بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الصَّوْمُ فِي الشِّتَاءِ الْغَنِيْمَةُ الْبَارِدَةُ .)) ❷

''سردیوں کے روزے مفت کی غنیمت ہیں۔''

روزہ کے باعث بندہ صدیقین اور شہداء کا مقام حاصل کر سکتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝۶۹ ﴾

(النساء : 69)

''اور جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے، تو وہ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا، (یعنی) انبیاء، صدیقین، شہیدوں اور

---

❶ صحیح ابن حبان (الإحسان): 180/5، مجمع الزوائد: 179/3۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ ہیثمی نے کہا: اسے طبرانی نے اوسط میں ذکر کیا ہے، اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

❷ السلسلة الصحيحة، رقم : 1922 .

نیک لوگوں کے ساتھ، اور یہ لوگ اچھے رفیق ہوں گے۔''

حضرت عمرو بن مرۃ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ شَهِدْتُّ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَإِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَصَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَأَدَّيْتُ الزَّكَاةَ، وَصُمْتُ رَمَضَانَ، وَقُمْتُهُ فَمِمَّنْ أَنَا؟ قَالَ: مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ.)) ❶

''یا رسول اللہ! اگر میں گواہی دوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، آپ اللہ کے رسول ہیں، پانچوں نمازیں پڑھوں، زکوٰۃ ادا کروں اور رمضان میں صیام اور قیام کروں، تو میرا شمار کن لوگوں میں سے ہوگا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''صدیقین اور شہداء میں سے۔''

رمضان المبارک میں شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ.)) ❷

''جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔''

❶ صحيح ابن خزيمة: 340/3، صحيح ابن حبان (الإحسان): 184/5، مجمع الزوائد: 46/1۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخاری، كتاب الصوم، رقم: 1897، 1898.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا كَانَتْ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ ، صُفِّدَتْ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ ، فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ ، وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ ، فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ ، وَنَادَى مُنَادٍ: يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ! أَقْبِلْ ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ! أَقْصِرْ ، وَلِلَّهِ عُتَقَاءُ مِنْ النَّارِ ، وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ .)) [1]

''رمضان کی پہلی رات ہی شیاطین اور سرکش جن باندھ دیے جاتے ہیں، جہنم کے سارے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں ان میں سے کوئی ایک دروازہ بھی کھلا نہیں رہنے دیا جاتا، اور جنت کے سارے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک دروازہ بھی بند نہیں رہنے دیا جاتا، اور ایک منادی کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرتا ہے: ''اے بھلائی کے چاہنے والے! آگے بڑھ (اور دیر نہ کر) اے شر کے چاہنے والے! رک جا'' اور (رمضان کی) ہر رات اللہ تعالیٰ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔''

روزہ میں نگاہ کی حفاظت کیجیے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝﴾ (النور : 30)

''(اے نبی!) آپ مومن مردوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں،

[1] سنن ابن ماجه ، كتاب الصيام ، رقم: 1642 ، التعليق الرغيب: 68/2۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے بہت پاکیزہ (عمل) ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں، بلاشبہ اللہ اس سے خوب باخبر ہے۔"

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَ ةَ فَلْيَتَزَوَّجْ ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ .)) ❶

"اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شادی کی استطاعت رکھتا ہے، اس کو چاہیے کہ وہ شادی کر لے، اس لیے کہ یہ (شادی) نگاہوں کو پست رکھنے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے میں بہت زیادہ معاون ثابت ہوتی ہے اور جو اس کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ روزے رکھے، کیونکہ روزہ اس کی نفسانی خواہشوں کا زور توڑے رکھے گا۔"

روزہ میں زبان کی حفاظت کیجیے:

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

(النور : 24)

"جس دن ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پیر ان کے خلاف، ان اعمال کی گواہی دیں گے جو وہ کرتے تھے۔"

---

❶ صحيح البخاري، كتاب النكاح، رقم: 5065، صحيح مسلم، كتاب النكاح، رقم: 1400.

انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے اور خاص طور پر حالت روزہ میں حفاظتِ لسان کا بڑا تاکیدی حکم ہے۔ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ .)) ❶

''انسان کے حسنِ اسلام میں سے یہ ہے کہ وہ فضول (بات یا کام) کو ترک کردے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)) ❷

''جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ (جب بھی بات کرے تو) اچھی بات کرے یا پھر چپ رہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ، وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي امْرُءٌ صَائِمٌ .)) ❸

''روزہ ایک ڈھال ہے، جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو شہوت والی باتیں کرے نہ شور وغل کرے۔اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑنے کی

---

❶ مؤطا امام مالك، كتاب حسن الخلق: 903/2، رقم: 3، مسند احمد: 311/1۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخاری، كتاب الادب، رقم: 6018، صحيح مسلم، رقم: 47/75، سنن ترمذی، كتاب صفة القيامة و الرقائق و الورع، رقم: 2500، مسند احمد: 267/2.

❸ صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب هل يقول: إني صائم إذا شتم، رقم: 1904.

کوشش کرے تو کہہ دے کہ میں تو روزے دار ہوں۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

((مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ، وَالْجَهْلَ، فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ أَنْ یَّدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ.)) ❶

''جو شخص جھوٹی بات، اس کے مطابق عمل اور جہالت کو ترک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا ترک کرلے۔''

اس پر مستزاد سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((کَمْ مِنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَهُ مِنْ صِیَامِهٖ اِلَّا الظَّمَاءُ وَکَمْ مِنْ قَائِمٍ لَیْسَ لَهٗ مِنْ قِیَامِهٖ اِلَّا السَّهْرُ.)) ❷

''کتنے ہی روزہ دار ہیں کہ ان کا روزہ سوائے بھوک و پیاس کے کچھ نہیں اور کتنے ہی قیام کرنے والے ہیں کہ ان کا قیام سوائے جگارتے کہ اور کچھ نہیں۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا یُلْقِی لَهَا بَالًا یَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَاِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مِنْ

❶ صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور...... الخ، رقم: 1903 وکتاب الأدب، رقم: 6057.

❷ سنن دارمی، کتاب الرقاق، رقم: 2733.

سَخطِ اللّٰهِ لا یُلْقِی لَهَا بَالًا یَهْوِی بِهَا فِی جَهَنَّمَ .))❶

''بے شک بندہ اللہ کی رضا جوئی کے لیے ایک بات منہ سے نکالتا ہے، اسے وہ کچھ اہمیت بھی نہیں دیتا لیکن اس کی وجہ سے اللہ اس کے درجات بلند کر دیتا ہے۔ اسی طرح ایک دوسرا بندہ ایک ایسا کلمہ زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی ناراضی کا باعث ہوتا ہے، اس کے ہاں اس کی کوئی اہمیت بھی نہیں ہوتی لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں چلا جاتا ہے۔''

دُعائے رسول ﷺ اور رمضان المبارک:

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عِنْدَهُ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ .))❷

''اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس پر رمضان کا مہینہ آئے اور گزر جائے اور اس کی بخشش کا موجب نہ بنے اور اس آدمی کی خاک ناک آلود ہو جس کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک اس کے پاس بوڑھا ہو جائے، وہ اس کے لیے جنت کے داخلے کا باعث نہ بنیں۔''

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم: 6478.

❷ سنن ترمذی، رقم: 3545، مشکوۃ: 927۔ محدث البانی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

باب 2

روزے کے احکام ومسائل

گزشتہ باب میں روزہ کے فضائل، برکات اور ثمرات کا بیان گزرا، اب اس باب میں روزہ سے متعلق ضروری احکام ومسائل کا بیان ہوگا۔

رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھنا:

رمضان المبارک کا چاند دیکھ کر روزہ رکھنا چاہیے، اسلامی مہینہ کبھی انتیس (29) دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس (30) دن کا۔ شعبان المعظم کی (29) تاریخ کو اگر مطلع ابر آلود ہوتو شعبان المعظم کے تیس (30) دن پورے کر لیے جائیں، اگر شعبان کی آخری تاریخ اور رمضان المبارک کی یکم تاریخ میں شک ہوتو روزہ نہ رکھے، بلکہ شعبان کے (30) دن پورے شمار کر کے اس شک کا ازالہ کرے، کیونکہ اسلامی مہینہ (30) دن سے زائد نہیں ہوتا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ''چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو، اگر تم پر مطلع ابر آلود ہوتو شعبان کے تیس دن پورے کر لو۔'' ❶

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ''جب رمضان المبارک کی آمد ہو جائے تو تیس روزے رکھو، سوائے اس کے کہ تم اس سے پہلے چاند دیکھ لو۔'' ❷

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ ...... الخ، رقم: 1909.

❷ مسند احمد: 377/4، معجم كبير للطبرانی: 486/11، رقم: 13435۔ شیخ حمزہ زین نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے مشکوک دن کا روزہ رکھا اس نے ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔''❶

فرض روزہ رکھنے کی شرائط:

❶:...... مسلمان ہونا

❷:...... بالغ

❸:...... عاقل

❹:...... طاقت اور صحت

❺:...... رات کو نیت کرنا

ابن رشد نے لکھا ہے: ''اس بات پر علما اُمت کا اجماع ہے کہ رمضان المبارک کا روزہ ہر عاقل، بالغ، تندرست، مقیم مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ﴾ (البقرة: 185)

''پس جو کوئی اس مہینہ کو پائے وہ روزہ رکھے۔''❷

روزہ کی نیت:

نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ یہ زبان کا فعل نہیں ہے۔ عمل میں جتنا رضائے الٰہی کا جذبہ ہوگا اس قدر ہی وہ قبولیت کا اعزاز پائے گا۔ دوسری عبادات کی طرح روزے میں بھی اخلاص نیت ضروری ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ ہر صبح سحری کھانے

---

❶ صحیح بخاری، قبل الحدیث، رقم: 1906، سنن ابوداود، کتاب الصیام، رقم: 2334.

❷ بدایة المجتهد، ص: 237، طبع دار ابن حزم.

سے پہلے روزے کی نیت کی جائے۔

امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ پورے مہینے کے لیے ایک نیت بھی کی جا سکتی ہے۔ اور قاضی شوکانی رحمہ اللہ نیل الاوطار: 163/3 میں رقمطراز ہیں کہ ہر دن کے لیے الگ نیت کرنی چاہیے۔ ❶

روزہ کی صرف دل سے کی گئی نیت کافی ہے۔ ❷

((وَعَنْ حَفْصَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضي الله عنها ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ لَّمْ يُجَمِّعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهٗ .))❸

''ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے فجر سے پہلے پہلے رات کے وقت روزے کی نیت نہ کی اس کا روزہ ہی نہیں۔''

صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ:

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَ اِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوٰى .)) ❹

''عملوں کا دارو مدار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

---

❶ المغنی: 332/4، کتاب الأم: 126/2، شرح المهذب: 306/6، الاختيار: 127/1 .

❷ نيل الأوطار: 163/3، فتاوی ابن تيميه رحمه الله: 217/22- 255، فتح الباری: 13/1، زادالمعاد: 201/1 .

❸ سنن ابوداود، كتاب الصيام، رقم: 2454، سنن الترمذی، ابواب الصوم، رقم: 730- محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ صحيح بخاری، كتاب بدء الوحی، رقم: 1 .

((فَـاِنَّ الْـجَهْـرَ بِالنِّيَّةِ لَا يَجِبُ وَ لَا يُسْتَحَبُّ لَا فِیْ مَذْهَبِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَ لَا اَحَدٍ مِّنْ اَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ ، بَلْ کُلُّهُمْ مُتَّفِقُوْنَ عَـلٰـی اَنَّـهٗ لَا یُشْـرَعُ الْـجَهْـرُ بِـالنِّیَّةِ وَ مَنْ جَهَرَ بِالنِّیَّةِ فَهُوْ مُخْطِیٌٔ مُخَالِفٌ لِّلسُّنَّةِ بِاتِّفَاقِ اَئِمَّةِ الدِّیْنِ .))[1]

''جہری (زبان سے) نیت نہ واجب ہے نہ مستحب۔ نہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں اور نہ ہی دیگر ائمۂ اسلام میں سے کسی کے مذہب میں، بلکہ وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ جہری نیت جائز نہیں ہے اور جو ایسا کرتا ہے وہ خطا کار ہے اور مخالفِ سنت بھی اور اس پر تمام ائمۂ دین کا اتفاق ہے۔''

پس ہم کہتے ہیں کہ نیت والی دعا ''وَ بِـصَـوْمِ غَـدٍ نَّـوَیْـتُ مِنْ شَهْـرِ رَمَـضَـانَ'' کے الفاظ خود تراشیدہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بھی حدیث میں ان کا وجود نہیں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

بچوں کا روزے رکھنا:

ترغیباً اور عادی بنانے کے لیے اگر کوئی بچہ بالغ ہونے سے پہلے روزہ رکھنے کی خواہش ظاہر کرتا ہے تو اُس کی ضرور حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ تاکہ بچوں میں اسلام کے اس رکن کا شعور پیدا ہو۔

ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے گرد انصار کی بستیوں کی جانب عاشورا کی صبح کو پیغام بھیجا: ''جس نے روزے کی حالت میں صبح کی وہ اپنا روزہ پورا کرے اور جس نے صبح روزہ افطار کر دیا وہ اس دن کے باقی حصے کا روزہ پورا کرے۔'' ربیع کہتی ہیں: ''ہم عاشورے کا روزہ رکھتے تھے اور اپنے

[1] فتاوى كبرى ابن تيمية: 385/2.

چھوٹے بچوں کو روزہ رکھواتے تھے اور انہیں مساجد کی جانب لے کر جاتے تھے اور ان کے لیے روئی کی گڑیاں بناتے تھے، جب ان میں سے کوئی کھانے کی وجہ سے رو پڑتا تھا تو ہم انہیں وہ گڑیاں افطاری کے وقت تک دے دیتے تھے۔'' ❶

قاضی عیاض اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں: ''اس حدیث میں بچوں کو کار خیر کی تربیت دینے کی دلیل ہے۔'' ❷

سوال:......لڑکیوں کے اوپر روزہ کب فرض ہوتا ہے؟

جواب:...... لڑکیوں کے اوپر روزہ اس وقت فرض ہوتا ہے جب وہ بلوغت کی عمر کو پہنچ جائیں اور بلوغت کا حصول پندرہ (15) برس کی عمر مکمل ہونے یا شرم گاہ کے اردگرد بالوں کے اگنے یا منی کے گرنے یا حیض یا حمل سے ہو جاتی ہے۔ پس جب ان چیزوں میں سے کوئی چیز پائی جائے گی تو اس کے اوپر روزہ رکھنا فرض ہے۔ اگرچہ لڑکی دس (10) سال کی ہی کیوں نہ ہو اس لیے کہ بہت ساری عورتیں اپنی عمر کے دسویں یا گیارہویں برس میں ہی حائضہ ہو جاتی ہیں۔ لیکن ان کے گھر والے سستی برتتے ہیں اور اسے نابالغ تصور کرتے ہیں۔ نتیجتاً وہ اسے روزوں کا پابند نہیں بناتے جو کہ غلط ہے اس لیے کہ حائضہ ہو جانے کے بعد لڑکی عورت کے زمرہ میں شامل ہو گئی اور اس پر اسلامی احکامات نافذ ہو چکے۔ ❸

پس بچوں کو روزہ رکھنے کی عادت ڈالنا مستحب اور مستحسن ہے۔ البتہ بچے پر بلوغت کے بعد روزہ رکھنا واجب ہو جاتا ہے۔ جمہور علمائے امت کا یہی موقف ہے۔ ❹

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم: 1960، صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 1136.

❷ اکمال المعلم شرح صحیح مسلم: 91/4.

❸ ابن جبرین، فتاوی اسلامیه. ❹ فتح الباری لإبن حجر: 255/4.

سحری کی اہمیت وفضیلت:

سحری کھانا افضل عمل ہے۔ چنانچہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((تَسَحَّرُوْا فَإِنَّ فِيْ السَّحُوْرِ بَرَكَةٌ .)) ❶

''سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانا برکت کا باعث ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((تَسَحَّرُوْا وَلَوْ بِجُرْعَةٍ مِنْ مَآءٍ .)) ❷

''سحری کھاؤ اگرچہ پانی کے ایک گھونٹ سے ہو۔''

مزید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

((فَضْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ .)) ❸

''ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق سحری کا کھانا ہے۔''

سحری کے لیے بہترین چیز:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

((نِعْمَ سُحُوْرُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ .)) ❹

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم: 1923، صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 1095.

❷ موارد الظمآن، رقم: 1884۔ ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔

❸ صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 1096.

❹ سنن ابو داؤد، کتاب الصیام، رقم: 2345، صحیح ابن حبان، رقم: 3475۔ ابن حبان نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

''مومن کی بہترین سحری کھجور ہے۔''

تاخیر سے سحری کھانا:

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّا مَعْشَرَ الْاَنْبِیَاءِ! اُمِرْنَا اَنْ نُؤَخِّرَ سُحُوْرَنَا وَنُعَجِّلَ فِطْرَنَا، وَاَنْ نُمَسِّكَ يَمِيْنَنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِيْ صَلَاتِنَا.)) ❶

''یقیناً ہم انبیاء (علیہم السلام) کا گروہ ہیں، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنی سحری میں تاخیر کریں اور افطاری جلدی کریں اور نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھیں۔''

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثٌ مِنْ أَخْلَاقِ النُّبُوَّةِ: تَعْجِيْلُ الْإِفْطَارِ وَتَاخِيْرُ السُّحُوْرِ وَوَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ فِى الصَّلَاةِ.)) ❷

''تین باتیں اخلاق نبوت سے ہیں ❶ روزہ جلدی افطار کرنا ❷ سحری دیر سے کھانا اور ❸ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر باندھنا۔''

اذان کے دوران کھانا پینا:

اگر یہ بات متعین ہو کہ موذن کچھ رات باقی رہنے پر طلوع فجر سے پہلے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لیے اذان دیتا ہے، جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کرتے تھے:

((اِنَّ بِلَالًا يُنَادِيْ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ

---

❶ موارد الظمآن، رقم: 885، معجم کبیر للطبرانی: 199/11، رقم: 11485۔ اس کی سند صحیح ہے اور اس کے کئی ایک شواہد بھی ہیں۔

❷ مجمع الزوائد: 105/2، کنز العمال، رقم: 43331.

أُمِّ مَكْتُوْمٍ .))❶

''بلال رات کو اذان دیتے ہیں، سو کھاؤ اور پیو، یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے دیں۔''

تو ایسی صورت میں مذکورہ بالا حدیث پر عمل کرتے ہوئے کھاتے پیتے رہنے میں کوئی حرج نہیں۔ مزید برآں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا سَمِعَ اَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلٰى يَدِهٖ فَلَا يَضَعُهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ .))❷

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی آدمی اذان سنے اور پینے کا برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اسے فوراً نہ رکھ دے بلکہ اپنی ضرورت پوری کر لے۔''

اور جب طلوع فجر کے ساتھ اذان دینے والے موذن کی اذان شروع ہو جائے تو پھر کھانا پینا چھوڑ دینا چاہیے۔

علامہ عبید اللہ رحمہ اللہ مبارکپوری رقمطراز ہیں کہ:

''وَفِيْهِ اِبَاحَةُ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ مِنَ الْاِنَاءِ الَّذِیْ فِیْ يَدِهٖ عِنْدَ سَمَاعِ الْاَذَانِ لِلْفَجْرِ وَاَنْ لَا يَضَعَهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ . ''❸

''اس حدیث میں جواز ہے کہ آدمی اذان سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ برتن کو حاجت کے مطابق کھا پی کے رکھے اس سے پہلے نہ رکھے۔''

❶ صحيح بخاری، كتاب الاذان، رقم: 6220.

❷ سنن ابو داود، كتاب الصيام، رقم: 2350۔ محدث البانی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

❸ مرعاة المفاتيح: 469/6.

وصلی روزوں کا حکم:

نبی اکرم ﷺ نے وصلی روزوں سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ: إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: وَأَيُّكُمْ مِثْلِي؟ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ، فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ، فَقَالَ: لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ، كَالتَّنْكِيلِ لَهُمْ حِينَ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا.)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے وصال سے منع کیا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے میرے جیسا کون ہے؟ میں تو اس طرح رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔'' جب انہوں نے وصال کرنے پر اصرار کیا تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک دن وصال کیا، پھر دوسرے دن وصال کیا، پھر انہوں نے چاند دیکھ لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر چاند تاخیر سے نکلتا تو میں تمہیں وصال کراتا۔'' گویا جب انہوں نے باز آنے سے انکار کیا تو آپ نے انہیں سزا دینے کے لیے ایسا کیا۔''

یہ رمضان المبارک کی راتوں کا وصال تھا، جو امت کے لیے منع ہے، لیکن اللہ کے

[1] صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم: 1965، صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 1103.

رسول ﷺ کے خصائص میں سے ہے اور امت میں سے اگر کوئی شخص وصال کرنا چاہے تو وہ سحری تک کر سکتا ہے۔

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فِی الصَّوْمِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِینَ، إِنَّكَ تُوَاصِلُ یَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَأَیُّكُمْ مِثْلِیْ؟ إِنِّی أَبِیتُ یُطْعِمُنِی رَبِّی وَیَسْقِینِ.)) ❶

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا تو ایک آدمی نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں مجھ جیسا کون ہے میں رات کو سوتا ہوں، تو مجھے میرا رب کھلاتا بھی ہے پلاتا بھی ہے۔''

سحری کی اذان:

موذن کچھ رات باقی رہنے پر طلوع فجر سے پہلے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لیے اذان دے تو جائز ہے، جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کرتے تھے۔

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ بَلَالًا یُنَادِیْ بِلَیْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى یُنَادِیَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ، قَالَ وَكَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ رَجُلًا اَعْمٰى لَا یُنَادِی حَتَّی یُقَالَ لَهُ: اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ.)) ❷

''بے شک بلال تو رات رہے اذان دیتے ہیں۔ اس لیے تم لوگ کھاتے

❶ صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم: 1963 و 1967.

❷ صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: 617- 621، صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 1092.

پیتے رہو۔ یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔ راوی نے کہا کہ وہ نابینا آدمی تھے اور اس وقت تک اذان نہیں دیتے تھے جب تک ان سے کہا نہ جاتا کہ صبح ہوگئی، صبح ہوگئی۔‘‘

بغیر شرعی عذر کے افطاری کے وقت سے قبل روزہ افطار کرنے پر وعید:

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

((بَیْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِیْ رَجُلَان، فَأَخَذَا بِضَبْعَیَّ، فَأَتَیَا بِیْ جَبَلًا وَعْرًا، فَقَالَا: اِصْعَدْ، فَقُلْتُ: إِنِّیْ لَا أُطِیْقُهُ، فَقَالَ: إِنَّا سَنُسَهِّلُهُ لَكَ، فَصَعِدْتُ، حَتّٰی إِذَا كُنْتُ فِیْ سَوَاءِ الْجَبَلِ إِذَا بِأَصْوَاتٍ شَدِیْدَةٍ. قُلْتُ: مَا هٰذِهِ الْأَصْوَاتُ؟ قَالُوْا: هٰذَا عُوَاءُ أَهْلِ النَّارِ. ثُمَّ انْطُلِقَ بِیْ، فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِیْنَ بِعَرَاقِیْبِهِمْ، مُشَقَّقَةٌ أَشْدَاقُهُمْ، تَسِیْلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا. قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: الَّذِیْنَ یُفْطِرُوْنَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ)) [1]

’’ایک مرتبہ میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دو آدمی آئے انہوں نے مجھے میرے بازوؤں سے پکڑا اور ایک بلند و بالا پہاڑ کے پاس لا کر کہنے لگے اس پر چڑھیے، میں نے کہا: میں تو اس پہاڑ پر نہیں چڑھ سکتا۔ وہ کہنے لگے ہم اس پر چڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آسان بنا دیں گے، میں اس پہاڑ پر

[1] صحیح ابن خزیمة، رقم: 1986، صحیح ابن حبان، رقم: 7448۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

چڑھا یہاں تک کہ جب میں پہاڑ کے درمیان میں پہنچا تو وہاں سخت چیخ و پکار تھی، میں نے پوچھا یہ کیسی آوازیں ہیں؟ وہ کہنے لگے: یہ جہنمیوں کی چیخ و پکار ہے، پھر مجھے مزید آگے لے جایا گیا میں ایسی قوم کے پاس پہنچا جنہیں الٹا لٹکایا گیا تھا، ان کی باچھیں چیری ہوئی تھیں اور ان سے خون بہہ رہا تھا، میں نے کہا: یہ کون (بدنصیب) ہیں؟ وہ کہنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جو افطاری کے وقت سے قبل ہی روزہ افطار کر لیا کرتے تھے۔''

روزہ جلد افطار کیا جائے:

افطاری کا وقت ہو جائے تو روزہ جلد افطار کرنے کا حکم ہے۔ یہود دیر سے افطار کرتے تھے۔ چنانچہ اسلام نے یہود کی مخالفت میں جلد افطار کرنے کا حکم دے دیا۔ سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لوگ ہمیشہ بھلائی پر رہیں گے جب تک وہ افطاری میں جلدی کریں گے۔'' ❶

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب رات آ جائے، دن چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو تحقیق افطاری کا وقت ہو گیا۔'' ❷

اور اللہ تعالیٰ کا بھی فرمان ہے:

﴿ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ ﴾ (البقرة: 187)

''روزے کو رات تک پورا کرو۔''

یاد رہے کہ رات سورج کے غروب ہونے کے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ علامہ محمد یعقوب فیروز آبادی رقمطراز ہیں کہ:

❶ سنن ابو داؤد، رقم: 2355، سنن ترمذی، رقم: 695.

❷ سنن ترمذی، رقم: 806، سنن ابن ماجه، رقم: 1746، سنن دارمی، رقم: 1742، طبع انصار السنه پبلیکیشنز لاهور.

((اَللَّيْلُ وَاللَّيْلَةُ مِنْ مَّغْرِبِ الشَّمْسِ اِلٰى طُلُوْعِ الْفَجْرِ الصَّادِقِ اَوِ الشَّمْسِ .)) ❶

''رات غروب شمس سے شروع ہو جاتی ہے جس کی انتہا طلوع فجر صادق یا پھر طلوع شمس ہے۔''

علامہ ابن منظور الافریقی رقمطراز ہیں کہ:

((مَبْدَئُهٗ مِنْ غُرُوْبِ الشَّمْسِ .)) ❷

''(رات کی) ابتدا غروب شمس ہے۔''

لہٰذا سورج کے غروب ہوتے ہی روزہ افطار کر دینا چاہیے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَزَالُ الدِّيْنُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِاَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى يُؤَخِّرُوْنَ .)) ❸

''دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ افطاری کرنے میں تاخیر کرتے ہیں۔''

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَزَالُ اُمَّتِيْ عَلٰى سُنَّتِيْ مَالَا تَنْتَظِرُ بِفِطْرِهَا النُّجُوْمَ .)) ❹

❶ القاموس المحيط: 1364 .

❷ لسان العرب: 378/12، المعجم الاوسط: 850 .

❸ سنن ابو داؤد، كتاب الصوم، رقم: 2353، سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، رقم: 1698، صحيح ابن خزيمه، رقم: 2060، صحيح ابن حبان، رقم: 889، مسند احمد، رقم: 9809۔ ابن حبان اور ابن خزیمہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❹ موارد الظمآن ، رقم : 891 .

''میری امت ہمیشہ میری سنت پر رہے گی جب تک روزے کی افطاری کے لیے ستاروں کا انتظار نہیں کرے گی۔'' یعنی جلدی افطار کرے گی۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ عزوجل فرماتے ہیں: میرے بندوں میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ بندے ہیں جو روزہ جلدی افطار کرتے ہیں۔'' ❶

سیّدنا عمرو بن میمون اودی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

''پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لوگوں میں سب سے جلد افطار کرتے اور سب سے تاخیر سے سحری کھاتے۔'' ❷

روزہ کس چیز سے کھولنا سنت ہے:

افطاری میں کھجور اور پانی سنت ہے۔ چنانچہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفْطِرُ عَلٰى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُّصَلِّيَ، فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَعَلٰى تَمَرَاتٍ، فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ.)) ❸

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ نماز مغرب ادا کرنے سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے، اگر تازہ کھجوریں دستیاب نہ ہوتیں تو چھواروں سے روزہ افطار کرتے۔ اگر چھوارے بھی دستیاب نہ ہوتے تو پانی

---

❶ سنن ترمذی، ابواب الصوم، رقم: 700، المشكاة، رقم: 1989، التعليق الرغيب: 95/2.

❷ مصنف عبدالرزاق: 591/1، فتح الباری: 713/4۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

❸ سنن أبي داؤد، كتاب الصيام، باب ما يفطر عليه، رقم: 2356۔ محدث البانی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

کے چند گھونٹ نوش فرما لیتے۔''

((وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرِ الضَّبي رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمْرٍ ، فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى مَاءٍ ، فَإِنَّهٗ طَهُوْرٌ .)) ❶

''حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی روزہ افطار کرے تو اسے کھجور سے روزہ افطار کرنا چاہیے، اگر کھجور میسر نہ آئے تو پھر پانی سے افطار کرلے، کیونکہ یہ پاکیزگی کا باعث ہے۔''

((عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَطُّ صَلّٰى صَلَاةَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى يُفْطِرَ وَلَوْ عَلٰى شُرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ .)) ❷

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے روزہ افطار کیے بغیر نمازِ مغرب پڑھی ہو چاہے پانی کا گھونٹ پی کر ہی روزہ افطار کیوں نہ کیا ہو۔''

روزہ افطار کرتے وقت دعا کرنا:

روزہ افطار کرتے وقت زیادہ سے زیادہ دعائیں کرنی چاہئیں، وہ وقت قبولیت دعا کا ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ سنن ابو داود، کتاب الصیام، رقم: 2355.

❷ موارد الظمآن، رقم: 890، مسند ابی یعلی: 424/6، رقم: 3792.

((إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ لَدَعْوَةً مَا تُرَدُّ .)) ❶

''افطاری کے وقت روزے دار کی دعا رد نہیں کی جاتی۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: الْإِمَامُ الْعَادِلُ . وَالصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ . وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ دُونَ الْغَمَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَتُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ ، وَيَقُولُ: بِعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكِ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ .)) ❷

''تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی: انصاف کرنے والا حکمران، اور افطار کرنے تک روزہ دار، اور مظلوم کی دعا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے بادل کے اوپر اٹھائے گا، اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا، خواہ کچھ دیر بعد ہی کروں۔''

ابن ابی ملیکہ (راوی) کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو افطار کے وقت یہ دعا کرتے سنا:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَلِيْ .))

''اے اللہ! میں تیری وسیع تر رحمت کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں

---

❶ سنن ابن ماجه، الصيام باب فی الصائم لا ترد دعوته، رقم: 1753، إرواء الغليل، رقم: 921، الكلم الطيب، رقم: 163 .

❷ سنن ابن ماجه، الصيام باب فی الصائم لا ترد دعوته، رقم: 1752، سلسلة الصحيحة، رقم: 596، 1797 .

کہ تو مجھے بخش دے۔"

پس اس وقت دعائے خیر کرنی چاہیے، اور جہنم سے چھٹکارے کی دعائیں تو زیادہ سے زیادہ کرنی چاہئیں کیونکہ اس کے بغیر کسی انسان کا کوئی چارہ کار نہیں۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِلّٰهِ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ عُتَقَاءُ .)) ❶

"اللہ تعالیٰ ہر افطاری کے وقت کئی لوگوں کو (جہنم سے) آزاد کرتا ہے۔"

روزہ افطار کرنے کی دعا:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار کرتے تو دعا فرماتے:

((ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ .)) ❷

"پیاس چلی گئی رگیں تر ہو گئیں اور اگر اللہ نے چاہا تو اجر ثابت ہو جائے گا۔"

ابوداؤد ہی میں ایک دوسری دعا ہے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ .)) ❸

"اے اللہ! میں نے تیرے لیے ہی روزہ رکھا اور تیرے عطا کردہ رزق

❶ مسند احمد: 253/2، معجم کبیر طبرانی: 340/8، مجمع الزوائد: 143/3۔ علامہ ہیثمی نے کہا: اس کے راوی ثقہ ہیں۔

❷ سنن ابو داؤد، کتاب الصوم، رقم: 2357، مستدرك حكم: 422/1، سنن دارقطنی: 185/2۔ حاکم وذہبی نے اسے "صحیح" اور دارقطنی نے اس کی اسناد کو "حسن" قرار دیا ہے۔

❸ سنن ابو داود، کتاب الصیام، رقم: 2358، المشکاۃ رقم: 1994۔ محدث البانی کہتے ہیں کہ یہ حدیث شواہد کی بنا پر قوی ہے۔

سے افطار کر رہا ہوں۔''

نوٹ:...... دونوں دعاؤں میں سے جو چاہیں پڑھ کر پھر بسم اللہ کہہ کر افطار کریں اور اگر دونوں دعائیں پڑھ لیا کریں تو بہت اچھا ہے۔

روزہ افطار کرانے کا اجر وثواب:

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا أَوْ جَهَّزَ غَازِيًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ .)) ❶

''جس نے کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرایا یا غازی کے لیے سامانِ جہاد تیار کیا تو اس کے لیے اسی (صائم وغازی) جیسا اجر ہے۔''

سیّدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو روزہ دار کی افطاری کرائے اس کے لیے روزہ دار کے برابر ثواب لکھا جائے گا اور روزہ دار کے ثواب سے کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔'' ❷

روزہ افطار کروانے والے کے لیے دعا:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جناب سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے روٹی اور روغن زیتون پیش کیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تناول فرمایا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا دی:

((أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ ،

---

❶ شرح السنة: 377/6، رقم: 1819، صحيح ابن حبان، رقم: 1619۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخاری، كتاب الصوم ، رقم : 1961 .

وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ .)) ❶

''روزے دار تمہارے ہاں روزہ افطار کیا کریں، نیک صالح لوگ تمہارا کھانا کھایا کریں اور فرشتے تمہیں دعائیں دیا کریں۔''

سیدنا ابو الہیثم بن نبہان رضی اللہ عنہ نے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی دعوتِ طعام کی تو کھانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَ اسْقِ مَنْ سَقَانِیْ .)) ❷

''اے اللہ! جس نے مجھے کھانا کھلایا تو بھی اسے کھانا کھلا اور جس نے مجھے پلایا تو بھی اسے پلا۔''

نوٹ:...... اس دعوت میں عموم ہے لہٰذا اسے دعوتِ افطار پر محمول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

---

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الأطعمة، رقم: 3854، سنن ابن ماجه، رقم: 1747، مسند أحمد: 138/3، مصنف عبدالرزاق، رقم: 7907۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الاشربة، رقم: 5362 .

حالتِ روزہ میں جائز کام

یعنی وہ امور جو حالت روزہ میں سرانجام دینے سے یا ان کے ہو جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

1:...... مسواک کرنا۔

2:...... سحری کھا کر غسل جنابت کرنا۔

3:...... بھول کر کھا پی لینا۔

4:...... حجامہ کروانا۔

5:...... سرمہ لگانا۔

6:...... کنگھی کرنا اور سر میں تیل لگانا۔

7:...... ہنڈیا سے نمک چکھنا۔

8:...... شدتِ روزہ کی وجہ سے سر پر پانی بہانا۔

9:...... بے ساختہ حلق میں مکھی وغیرہ کا داخل ہو جانا۔

10:...... روزے کی حالت میں انجکشن لگوانا۔

11:...... خود بخود قے آ جانا۔

12:...... احتلام۔

13:...... ضبط ہو تو بیوی کا بوسہ لینا۔

ان کی تفصیل آئندہ سطور میں پیشِ خدمتِ قارئین ہے۔

(1) مسواک کرنا:

حالتِ روزہ میں مسواک کی جا سکتی ہے۔

((وَ يُذْكَرُ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَالَا أُحْصِی أَوْ أَعُدُّ.)) ❶

''حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ کی حالت میں اتنی مرتبہ مسواک کرتے دیکھا ہے کہ شمار نہیں کر سکتا۔''

اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

((يَسْتَاكُ أَوَّلَ النَّهَارِ وَآخِرَهُ وَلَا يَبْلُغُ رِيْقَهُ.)) ❷

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (حالت روزہ میں) دن کے پہلے اور آخری حصے میں مسواک کرتے تھے اور تھوک نہ نگلتے تھے۔''

اور مزید برآں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومی حدیث ہے:

((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ.)) ❸

''اگر میں اپنی امت پر مشقت محسوس نہ کرتا تو انہیں حکم دیتا کہ وہ ہر نماز کے ساتھ مسواک کریں۔'' راوی کہتے ہیں کہ یہ حکم حالتِ روزہ والی نماز کو بھی شامل ہے۔

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الصوم، باب سواك الرطب و اليابس للصائم، معلقا.

❷ صحيح بخاری، كتاب الصوم، باب اغتسال الصائم، قبل حديث: 1930 معلقًا.

❸ صحيح البخاری، الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، رقم: 887، صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب السواك، رقم: 252.

ٹوتھ پیسٹ کا (احتیاط کے ساتھ) استعمال روا ہے۔ ❶

(2) سحری کھا کر غسل جنابت کرنا:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ، وَهُوَ جُنُبٌ مِّنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ.)) ❷

''رسول اللہ ﷺ کو (بعض دفعہ) اس طرح فجر ہوتی کہ آپ ہم بستری کرنے کی وجہ سے جنبی ہوتے، (اسی حالت میں آپ سحری کھا لیتے) اور پھر غسل کر کے روزہ رکھ لیتے۔''

((عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِي النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمَا قَالَتَا: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ يَصُومُ.))❸

''حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کی بیویاں بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں جماع سے نہ کہ احتلام سے صبح جنبی اٹھتے، پھر روزہ رکھ لیتے۔''

صحیح مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں نبی ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے:

((اَنَا تُدْرِكُنِي الصَّلٰوةُ وَ اَنَا جُنُبٌ وَ اَنَا اُرِيْدُ الصِّيَامَ فَاَغْتَسِلُ

---

❶ فتاوی شیخ ابن باز، مجلة الدعوة رمضان المبارك 1406هـ.

❷ صحيح البخاری، كتاب الصوم، باب الصائم يصبح جنبا، رقم: 1926، صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب، رقم: 1109.

❸ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب صوم فی طلع عليه الفجر و هو جنب، رقم: 2592.

ثُمَّ أُصَلِّیْ .))❶

''مجھے جنابت کی حالت میں نمازِ فجر کا وقت آ لیتا ہے اور میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں (یعنی سحری کھا لیتا ہوں) پھر غسل کرتا ہوں اور روزہ مکمل کرتا ہوں۔''

(3) بھول کر کھا پی لینا:

((عَـنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَـالَ: إِذَا نَسِیَ فَأَكَلَ وَشَرِبَ فَلْیُتِمَّ صَوْمَهٗ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ .))❷

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی بھول کر کھا پی لے تو اپنا روزہ پورا کرے، کیونکہ اسے اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔''

مزید پیارے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اگر کوئی بھول کر رمضان المبارک میں روزہ کھول لے تو اس پر قضا اور کفارہ نہیں۔''❸

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنْ أُمَّتِی الْخَطَاءَ وَالنِّسْیَانَ .)) ❹

''اللہ نے میری امت کو غلطی اور بھول کر کیے کام معاف کر دیئے ہیں۔''

---

❶ الفتح الربانی: 71/10، صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 1109.

❷ صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم: 1933.

❸ مستدرك حاكم: 430/1، سنن دارقطنی: 178/2، صحیح ابن خزیمه: 239/3۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

❹ سنن ابن ماجه، کتاب الطلاق: 2045، المشکاة، رقم: 6284، إرواء الغلیل، رقم: 82.

نوٹ: بھول کا مطلب ہے کہ کام کرنے والے کو یاد نہ رہے، مثلاً: نماز کا وقت ہو جانے پر وہ کسی کام میں مشغول تھا جس کی وجہ سے دیر ہوگئی۔ جب فارغ ہوا تو اسے یاد نہ رہا کہ نماز نہیں پڑھی، یا روزہ رکھ کر کھا پی لیا کیونکہ اسے یاد نہیں رہا تھا کہ وہ روزے سے ہے، یا کسی سے کوئی وعدہ کیا تھا، جب وعدہ پورا کرنے کا وقت آیا تو یاد نہ رہا، اس لیے وقت پر وعدہ پورا نہ ہوسکا تو اس تاخیر وغیرہ کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

(4) حجامہ کروانا:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اِحْتَجَمَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ صَائِمٌ .)) ❶

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی حالت میں حجامہ کروایا۔"

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((أَنَّهُ صلی اللہ علیہ وسلم رَخَّصَ فِي الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ .)) ❷

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کے لیے حجامہ کروانے کی اجازت دی۔"

(5) سرمہ لگانا:

حالتِ روزہ میں سرمہ لگایا جاسکتا ہے۔

((وَلَمْ يَرَ أَنَسٌ وَالْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ بِالْكُحْلِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا .)) ❸

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الصوم، رقم: 1939 .

❷ مصنف ابن ابی شيبه: 3/51- 53 .

❸ صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب اغتسال الصائم، قبل حديث: 1930 معلقا .

''حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت حسن اور حضرت ابراہیم رحمہما اللہ کے نزدیک روزے دار کے لیے سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم اِکْتَحَلَ فِیْ رَمَضَانَ وَ هُوَ صَائِمٌ .)) ❶

''پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے مہینے میں روزے کی حالت میں سرمہ لگایا۔''

جمہور علماء اور امام شافعی رحمہ اللہ سرمہ لگانے کے قائل ہیں، اور ''نیل الاوطار'' (177/3) میں امام شوکانی رحمہ اللہ سرمہ لگانے کو جائز قرار دیا ہے۔

امام نووی نے شرح المجموع میں صاحبِ ''مہذب'' کے قول کہ آنکھ، معدہ تک کوئی چیز پہنچانے کا راستہ نہیں لہٰذا اس میں کوئی چیز ڈالنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔ اسی قول کی تائید کی ہے اور ویسے بھی جب جواز اور منع کے بارے میں کوئی صحیح دلیل نہیں تو پھر جواز ہی راجح ہے۔ ❷

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جسم پر تیل لگانے، نہانے، نیمہ کرانے اور سرمہ لگانے وغیرہ امور کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ اگر یہ چیزیں منع ہوتیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بتا دیتے کیونکہ یہ عام استعمال ہونے والی چیزیں تھیں۔ اگر روزہ توڑنے والی ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور واضح کر جاتے۔ ❸

اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں اعمش رحمہ اللہ کے طریق سے بیان کیا ہے کہ:

---

❶ صحيح ابن ماجه، رقم: 1360.

❷ بحواله تحفة الاحوذى: 422/3، الفتح الربانى: 50/10- 51.

❸ فتاوى ابن تيمية: 233/25، 258، فقه السنة: 462/1، تحفة الاحوذى: 422/3.

((مَا رَأَيْتُ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِنَا يَكْرَهُ الْكُحْلَ لِلصَّائِمِ .))❶

''میں نے اپنے کسی ساتھی کو روزہ دار کے لیے سرمہ کو ناجائز کہتے نہیں دیکھا۔''

(6) کنگھی کرنا اور سر میں تیل لگانا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((اِذَا كَانَ صَوْمُ اَحَدِكُمْ فَلْيُصْبِحْ دَهِينًا مُتَرَجِّلًا .))❷

''جب کسی کو روزہ رکھنا ہو تو وہ صبح کو اس طرح اٹھے کہ تیل لگا ہوا اور کنگھا کیا ہوا ہو۔''

(7) ہنڈیا سے نمک چکھنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((لَا بَأْسَ أَنْ يَتَطَعَّمَ الْقِدْرَ أَوِ الشَّيْءَ .)) ❸

''روزہ دار اگر ہانڈی یا کوئی اور چیز چکھ لے تو کوئی حرج نہیں۔''

(8) شدتِ روزہ کی وجہ سے سر پر پانی بہانا:

شدت کی گرمی اور غضب کی پیاس رفع کرنے کے لیے اگر روزہ دار اپنے بدن اور سر پر ٹھنڈا پانی بکثرت ڈالے تو روزہ میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔

((عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِالْعَرْجِ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ الْمَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ مِنَ الْعَطَشِ أَوْ مِنَ

---

❶ سنن ابوداؤد، الصيام، رقم: 2379.

❷ صحيح بخارى، كتاب الصوم، باب اغسال الصائم، معلقا.

❸ صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب اغتسال الصيام، معلقا.

الْحَرِّ .))❶

''حضرت ابو بکر بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ عرج کے مقام پر بحالتِ روزہ گرمی یا پیاس دفع کرنے کی وجہ سے سر پر پانی بہا رہے تھے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے حسن بصری کا قول نقل کیا ہے کہ:

((لَا بَأْسَ بِالْمَضْمَضَةِ وَ التَّبَرُّدِ .))❷

''روزہ دار کے لیے کلی کرنے اور (غسلِ) تبرید میں کوئی حرج نہیں۔''

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے معلق روایت نقل کی ہے:

((وَبَلَّ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما ثَوْبًا فَأَلْقٰى عَلَيْهِ وَهُوَ صَائِمٌ .))❸

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روزے کی حالت میں کپڑا گیلا کر کے اپنے اوپر ڈالا تھا۔''

امام شوکانی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''جمہور کے نزدیک اپنے بدن کے بعض حصے یا سارے جسم پر پانی ڈالنا اور نہانا جائز ہے اور اس میں واجب مسنون یا مباح غسل میں بھی کوئی فرق نہیں۔''❹

---

❶ سنن ابو داود، کتاب الصیام، رقم: 2365۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' میں کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب اغتسال الصائم، معلقًا.

❸ صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب اغتسال الصائم، قبل الحدیث : 1930 .

❹ الفتح الربانی: 46/15، نیل الأوطار: 210/4/2، المشکوۃ: 625/1۔ امام شوکانی اور محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

(9) بے ساختہ حلق میں مکھی وغیرہ کا داخل ہونا:

اور عطا رحمہ اللہ نے کہا کہ:

((اِنِ اسْتَنْثَرَ فَدَخَلَ الْمَاءُ فِیْ حَلْقِهٖ لَا بَأْسَ اِنْ لَمْ یَمْلِكْ رَدَّهٗ.))

''اگر کسی روزہ دار نے ناک میں پانی ڈالا اور وہ پانی حلق کے اندر چلا گیا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اگر اس کو نکال نہ سکے۔''

اور امام حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا ہے:

((اِنْ دَخَلَ حَلْقَهُ الذُّبَابُ فَلَا شَیْءَ عَلَیْهِ.)) ❶

''اور اگر روزہ دار کے حلق میں مکھی چلی گئی تو اس کا روزہ نہیں جاتا۔''

(10) روزے کی حالت میں انجکشن لگوانے کا حکم:

شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((وَ مِنَ الْاُمُوْرِ الَّتِیْ لَا تُفْسِدُ الصَّوْمَ، قَلِیْلُ الدَّمِ وَ ضَرْبِ الْاِبَرِ غَیْرَ الَّتِیْ یُقْصَدُ بِهَا التَّغْذِیَةُ وَ لٰكِنْ تَاْخِیْرُ ذٰلِكَ اِلَی اللَّیْلِ اَوْلٰی وَ اَحْوَطُ اِذَا تَیَسَّر ذٰلِكَ ......)) ❷

''وہ امور جن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا ان میں سے ہی تھوڑا سا خون نکلنا یا نکلوانا اور وہ ٹیکہ لگوانا ہے جو کہ غذائی نہ ہو، اگرچہ اس کا بھی رات تک موخر کر دینا ہی اولیٰ اور زیادہ قرینِ احتیاط ہے۔''

صحیح تحقیق کے مطابق ایسا ٹیکہ جس کا مقصد خوراک یا قوت کی فراہمی نہ ہو بلکہ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب الصائم اذا اکل او شرب ناسیا، معلقا.

❷ ابن باز مجلة البلاغ، 11 جولائی، 1982.

صرف بیماری کا علاج ہو جائز ہے۔

(11) خود بخود قے آ جانا:

اگر قے خود بخود آ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ، وَمن اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْيَقْضِ.))

''جس پر قے غالب آ جائے اس پر روزے کی قضا نہیں اور جس نے قصداً قے کی وہ قضا دے۔'' ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((إِذَا قَاءَ فَلَا يُفْطِرُ .)) ❷

''جب روزہ دار کو قے آ جائے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔''

(12) احتلام:

اگر صائم کو احتلام ہو جائے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثٌ لَا يُفْطِرْنَ الصَّائِمَ: اَلْحِجَامَةُ وَ الْقَيْءُ وَ الْاِحْتِلَامُ.)) ❸

---

❶ مسند احمد، رقم: 10058، سنن ابو داؤد، کتاب الصیام، رقم: 2380، سنن ترمذی، ابواب الصوم، رقم: 720، سنن ابن ماجه، کتاب الصیام، رقم: 1776۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخاری، کتاب الصوم، قبل رقم: 1938.

❸ سنن ترمذی، ابواب الصوم، رقم: 719، المشكاة، رقم: 20150.

”تین چیزیں روزے دار کے روزے کو نہیں توڑتیں، سینگی لگوانا، قے کرنا اور احتلام کا ہونا۔“

علامہ ابن رُشد بدایة المجتهد میں فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ اگر روزے دار کو دن کے وقت سوتے میں احتلام یعنی بدخوابی ہو جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ❶

(13) ضبط ہو تو بیوی کا بوسہ لینا:

جذبات پر قابو رکھتے ہوئے روزہ دار بیوی کا بوسہ لے سکتا ہے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ.)) ❷

”نبی کریم ﷺ روزے کی حالت میں (اپنی ازواج کو) بوسہ دے دیا کرتے تھے اور معانقہ وغیرہ بھی کرلیا کرتے تھے لیکن آپ اپنی خواہش پر بہت زیادہ کنٹرول رکھنے والے تھے۔“

---

❶ بداية المجتهد: 2/107۔ 108.

❷ صحيح بخاری، كتاب الصوم، رقم: 1927.

حالتِ روزہ میں ممنوع کام

یعنی وہ امور جو بحالتِ روزہ سرانجام نہیں دینے چاہئیں، بلکہ وہ ممنوع ہیں ان کے کرنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے:

①:...... وصال کرنا۔

②:...... مبالغے سے ناک میں پانی ڈالنا۔

③:...... جھوٹ اور فسق و فجور والے کام۔

④:...... شہوت انگیز گفتگو کرنا۔

⑤:...... نوجوان آدمی کا بیوی کا بوسہ لینا یا بغل گیر ہونا۔

ان کی تفصیل آئندہ سطور میں پیشِ خدمتِ قارئین ہے:

(1) وصال کرنا:

نبی اکرم ﷺ نے وصلی روزے رکھنے سے منع کیا ہے۔

چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے وصال سے منع فرمایا ہے۔''[1]

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے وصال کے متعلق تین طرح کے ائمہ کے اقوال بیان کیے ہیں، ایک طاقت والے آدمی کے لیے جائز ہے، دوسرا قول ہے کہ حرام ہے اور تیسرا

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم: 1962، سنن ابو داؤد، کتاب الصیام، رقم: 2360، صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 1102.

قول لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”وَ الْقَوْلُ الثَّالِثُ: وَ هُوَ اَعْدَلُ الْاَقْوَالِ، اَنَّ الْوِصَالَ يَجُوْزُ مِنْ سَحَرٍ اِلٰى سَحَرٍ وَ هٰذَا هُوَ الْمَحْفُوْظُ عَنْ اَحْمَدَ وَ اِسْحٰقَ لِحَدِيْثِ اَبِیْ سَعِيْدٍ أَنْ لَا تُوَاصِلُوْا فَأَيُّكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ اِلَى السَّحَرِ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَ هُوَ اَعْدَلُ الْوِصَالِ وَ اَسْهَلُهٗ عَلَى الصَّائِمِ وَ هُوَ فِی الْحَقِيْقَةِ بِمَنْزِلَةِ عِشَائِهٖ اِلَّا اَنْ تَاَخَّرَ فَالصَّائِمُ لَهٗ فِی الْيَوْمِ وَ اللَّيْلَةِ اَكْلَةٌ فَإِذَا اَكَلَهَا فِی السَّحَرِ كَانَ قَدْ نَقَلَهَا مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ اِلٰى آخِرِهٖ. وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ“[1]

”اور تیسرا قول ہی تمام اقوال میں سے عدل پر مبنی ہے کہ وصال سحری سے سحری تک جائز ہے اور یہی قول امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ سے محفوظ ہے۔ اس لیے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”وصال نہ کرو اور تم میں سے اگر کوئی وصال کرنا چاہے تو وہ سحری تک وصال کرے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے اور یہ سب سے بہتر وصال اور روزے دار پر سب سے زیادہ آسان ہے اور یہ حقیقت میں رات کے کھانے کے قائم مقام ہے، مگر یہ کھانا موخر ہو گیا ہے اور روزے دار کے لیے ایک دن اور رات میں ایک کھانا ہے۔ جب اس نے اس کو سحری کے وقت کھا لیا تو اس نے اس کھانے کو اول رات سے آخر رات میں منتقل کر دیا۔ واللہ اعلم!“

---

[1] زاد المعاد: 38/2.

لہٰذا وصلی روزے رکھنا ایک دن اور رات کے لیے جائز ہیں، اس سے زیادہ وصال کرنا حرام ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع کیا ہے اور نہی حرمت پر دلالت کرتی ہے اور صحابہ کو جو آپ ﷺ نے وصال کرایا وہ ان کو سزا دینے کے لیے تھا، نہ کہ بیان جواز کے لیے۔

(2) مبالغے سے ناک میں پانی چڑھانا:

((عَنْ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ؟ قَالَ: أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ وَبَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا.))[1]

''حضرت لقیط اپنے باپ صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! وضو کے بارے میں مجھے کچھ بتائیے۔'' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وضو پورا کرو، انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک میں اچھی طرح پانی ڈالو، لیکن اگر روزہ ہو تو پھر ایسا نہ کرو۔''

(3) جھوٹ اور فسق و فجور والے کام:

جھوٹ بولنا، جھوٹی گواہی دینا، افترا کرنا، غیبت کرنا، بہتان باندھنا، برا کہنا، گالی دینا، جھوٹی قسم کھانا، وعدہ خلافی کرنا وغیرہ۔ حضور اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا ان امورِ باطلہ سے اجتناب واجب ہے، نہ چھوڑیں تو اللہ تعالیٰ کو آپ کے کھانا پینا ترک کرنے کی کچھ پروا نہیں۔ یعنی آپ کے روزہ کی طرف اللہ تعالیٰ التفات نہیں کرے گا، توجہ نہیں فرماتا، مہربانی اور نظر عنایت نہیں کرتا۔ غور کریں کہ جس روزہ کی طرف اللہ تعالیٰ توجہ نہ کرے، وہ روزہ کس کام کا ہوا۔ پھر ضروری ہوا کہ روزہ دار کھانے پینے کے ترک

[1] سنن ابو داود، كتاب الطهارة، رقم: 146 و كتاب الصوم، رقم: 2366.

کے روزے کے ساتھ ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان اور زبان کا روزہ بھی ضرور رکھے۔ سحری اور افطاری رزقِ حلال سے ہو۔ نماز پنجگانہ اور تراویح کا التزام رہے، پھر روزہ اللہ کی رحمت سے قبول ہو گا۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ .)) ❶

’’جس شخص نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا، تو اللہ عزوجل کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ایسا شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے روزے کی کوئی اہمیت نہیں۔

ایک جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ ، وَإِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ ، فَإِنْ سَابَّكَ أَحَدٌ أَوْ جَهِلَ عَلَيْكَ فَقُلْ: إِنِّى صَائِمٌ .)) ❷

’’روزہ صرف کھانا پینا (چھوڑنے کا) نام نہیں ہے۔ روزہ تو لغو اور رفث سے بچنے کا نام ہے۔ اس لیے اگر تجھ کو کوئی سب وشتم کرے یا تیرے ساتھ جہالت سے پیش آئے تو تو کہہ دے میں تو بھئی روزے دار ہوں۔‘‘

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ صحيح البخاری، كتاب الصوم، باب من لم يدع قول الزور والعمل به في الصوم، رقم: 1903.

❷ صحيح ابن خزيمه: 242/3، رقم: 1996، مطبوع المكتب الإسلامی۔ ابن خزیمہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

((إِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ، وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ اَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُءٌ صَائِمٌ.))[1]

''جب کوئی روزہ رکھے تو فحش باتیں نہ کرے۔ بیہودہ پن نہ دکھائے اگر کوئی دوسرا شخص روزہ دار سے گالی گلوچ کرے یا جھگڑے تو روزہ دار کہہ دے (بھائی) میں روزے سے ہوں۔'' (تمہاری باتوں کا جواب نہیں دوں گا)۔''

(4) شہوت انگیز گفتگو کرنا:

پیارے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْأَكْلِ وَ الشُّرْبِ، وَ إِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَ الرَّفَثِ، فَإِنْ سَابَّكَ أَحَدٌ أَوْ جَهِلَ عَلَيْكَ فَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ.))[2]

''روزہ صرف کھانا پینا چھوڑنے کا نام نہیں بلکہ روزہ تو لغو اور رفث سے بچنے کا نام ہے اگر کوئی دوسرا شخص تجھے گالی دے یا زیادتی کرے تو کہہ دے (بھائی) میں روزے سے ہوں۔''

(5) نوجوان آدمی کا بیوی کا بوسہ لینا یا بغل گیر ہونا:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَلٰكِنَّهُ كَانَ

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الصوم، رقم: 1904.

[2] صحيح ابن خزيمة: 242/3، رقم: 1996۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحيح'' کہا ہے۔

أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ .)) ❶

''نبی کریم ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے اور مباشرت (یعنی معانقہ) کر لیا کرتے تھے لیکن آپ اپنے نفس پر پوری قدرت رکھنے والے تھے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((اَنَّ رُجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ؟ فَرَخَّصَ لَهُ، وَأَتَاهُ آخَرُ فَسَأَلَهُ فَنهَاهُ، فَإِذَا الَّذِیْ رَخَّصَ لَهُ شَیْخٌ، وَالَّذِیْ نَهَاهُ شَابٌّ .)) ❷

''ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے روزے کی حالت میں (بیوی سے) بغلگیر ہونے کے بارہ میں سوال کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے اجازت دے دی پھر ایک اور آدمی آیا اس نے وہی سوال پوچھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے منع فرما دیا (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) جس کو نبی اکرم ﷺ نے اجازت دی وہ بوڑھا تھا اور جسے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا وہ جوان تھا۔''

امام ابوداؤد نے اس حدیث پر ''جوان آدمی کے لیے بیوی سے بوس و کنار مکروہ ہے'' کا باب قائم کیا ہے۔

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب المباشرة للصائم، رقم: 1927، صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب بیان أن القبلة في الصوم لیست محرمة علی من لم تحرك شهوته، رقم: 1106.

❷ سنن ابو داود، کتاب الصیام، رقم: 2387.

روزہ ٹوٹنے والے اُمور

اب ذیل میں ان امور کا بیان ہے جن سے روزٹوٹ جاتا ہے:

1:...... حیض ونفاس۔

2:...... جماع کرنا۔

3:...... جان بوجھ کرکھانا کھانا۔

4:...... جان بوجھ کر قے کرنا۔

تفصیل حسب ذیل ہے:

(1) حیض ونفاس:

عورتیں حیض ونفاس میں نہ روزہ رکھیں اور نہ نماز پڑھیں البتہ روزہ کی قضا کریں اور نماز کی قضا نہ کریں۔ مدتِ نفاس چالیس روز ہے، اگر چالیس روز سے زیادہ عرصہ خون جاری رہے تو پھر وہ نفاس نہیں استحاضہ ہے اور استحاضہ میں نماز روزہ فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ﴾ (البقرۃ: 222)

''ہاں! جب وہ پاک ہو جائیں تو تم ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے۔''

((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: أَلَیْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ

دِيْنِهَا .))❶

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا ایسا نہیں ہے کہ عورت جب حائضہ ہو جاتی ہے تو نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے اور عورتوں کے ناقص الدین ہونے کی یہی وجہ ہے۔''

((وَ قَالَ اَبُو الزِّنَادِ: اَنَّ السُّنَنَ وَوُجُوْهَ الْحَقِّ لَتَأْتِیْ كَثِيْرًا عَلٰى خِلَافِ الرَّأْيِ ، فَمَا يَجِدُ الْمُسْلِمُوْنَ بُدًّا مِنْ اِتِّبَاعِهَا ، مِنْ ذٰلِكَ اَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِیْ الصِّيَامَ وَلَا تَقْضِی الصَّلَاةَ .))❷

''اور حضرت ابو الزناد رحمہ اللہ کہتے ہیں: مسنون اور شرعی احکام بسا اوقات رائے کے برعکس ہوتے ہیں لیکن مسلمانوں پر ان احکام کی پیروی کرنا لازم ہے۔ انہی احکام میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حائضہ روزوں کی قضا تو دے لیکن نماز کی قضا نہ دے۔''

سوال:...... بعض عورتیں رمضان میں مانع حیض دواؤں کا استعمال کرتی ہیں تاکہ بعد میں روزوں کی قضا نہ کرنی پڑے تو کیا ایسا کرنا جائز ہے، اور کیا اس سلسلہ میں کچھ شرطیں ہیں جس پر عورتیں عمل کر سکتی ہیں؟

جواب:...... میں اس مسئلے میں مناسب یہی سمجھتا ہوں کہ عورت ایسا نہ کرے، اور جس چیز کو اللہ نے بنات آدم کے حق میں مقدور کر دیا اور لکھ دیا ہے اسی پر قائم رہے اس لیے کہ حیض کے جاری کرنے میں اللہ تعالیٰ کی ایک مصلحت ہے جو کہ عورت کی

---

❶ صحيح البخاری، كتاب الحيض، باب ترك الحائض الصوم، رقم: 304.

❷ صحيح البخاری، كتاب الصوم، باب الحائض تترك الصوم و الصلوة، معلقًا.

طبیعت کے مناسب ہے۔ پس جب عورت اس عادت (حیض کے آنے) کو روکے گی تو لازمی طور پر عورت کے جسم کو نقصان لاحق ہوگا، اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ.))

''دین کے اندر نقصان نہیں اور کسی کو نقصان پہنچانا بھی نہیں ہے۔''

مزید ان دواؤں کے استعمال کرنے کی وجہ سے عورت کے رحم کو نقصانات پہنچ سکتے ہیں جیسا کہ ڈاکٹروں کا کہنا ہے۔ پس اس مسئلہ میں مناسب یہی ہے کہ عورتیں ان دواؤں کا استعمال نہ کریں اور اللہ کے لیے ہر قسم کی تعریف ہے اس کے قضا و حکمت پر، اور عورت کو جب حیض آنے لگے تو وہ نماز و روزہ سے رکی رہے گی اور حیض سے پاک ہو جانے کے بعد روزہ نماز شروع کر دے گی، اور رمضان کے ختم ہو جانے کے بعد چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرے گی۔ ❶

سوال:...... کیا حائضہ عورت رمضان میں روزہ چھوڑ سکتی ہے اور چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا دوسرے دنوں میں کر سکتی ہے؟

جواب:...... حیض والی عورت کا روزہ درست نہیں اور نہ ہی اس کا روزہ رکھنا ہی جائز ہے، پس حیض والی عورت روزہ نہیں رکھے گی اور حیض سے پاک ہونے کے بعد دوسرے دنوں میں ان روزوں کی قضا کرے گی۔ ❷

(2) جماع کرنا:

حالتِ روزہ میں جماع سے رُکے رہنا فرض ہے ورنہ روزہ ٹوٹ جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

❶ ابن عثيمين، فتاوى اسلاميه.

❷ اللجنة الدائمه، فتاوى اسلاميه.

﴿اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآىِٕكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪ وَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝۱۸۷﴾ (البقرة: 187)

''روزے کی رات میں بیویوں کے ساتھ جماع کرنا تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے، وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو، اللہ کو یہ بات معلوم تھی کہ تم لوگ اپنی بیوی کے ساتھ ملا کرو اور جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا اسے طلب کرو، اور کھاؤ اور پیو، یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری کالی دھاری سے جدا ہو جائے، پھر روزے کو رات تک پورا کرو اور جب تم مسجدوں میں حالتِ اعتکاف میں ہو تو اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو، یہ اللہ کے حدود ہیں ان کے قریب نہ جاؤ، اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنی آیتوں کو لوگوں کے لیے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ تقویٰ کی راہ اختیار کریں۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ماہِ رمضان کے روزوں سے متعلق چند اہم مسائل بیان کیے ہیں۔ ان میں سے صبح صادق کے بعد سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رُکے رہنا ...... وغیرہ۔ آیت کا سبب نزول بھی انہی مسائل کے اِردگرد گھومتا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رمضان کے

روزوں کی فرضیت کے بعد لوگ پورا رمضان اپنی بیویوں کے قریب نہیں جاتے تھے، لیکن بعض لوگ جماع کر لیتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ کی آیت (187) ﴿عَلِمَ اللّٰهُ... تَخْتَانُوْنَ... الایة﴾ نازل فرمائی اور رمضان کی راتوں میں جماع کرنا جائز ہو گیا۔ ❶

اس کا کفارہ ظہار کے کفارہ کی طرح ہے، یعنی ایک غلام آزاد کرے، اگر یہ نہ ہو سکے تو دو ماہ کے پے در پے روزے رکھے اور اگر روزوں کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا چاہیے۔

((عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَلَكْتُ، قَالَ: مَا لَكَ؟ قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِی وَأَنَا صَائِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَهَلْ تَسْتَطِیعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ؟ قَالَ: لَا، فَقَالَ: فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّینَ مِسْكِینًا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَمَكَثَ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ، فَبَیْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ أُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِیهَا تَمْرٌ -وَالْعَرَقُ: الْمِكْتَلُ- قَالَ: أَیْنَ السَّائِلُ؟ فَقَالَ: أَنَا، قَالَ: خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ الرَّجُلُ: أَعَلَى أَفْقَرَ مِنِّی یَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَوَاللّٰهِ! مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا -یُرِیدُ الْحَرَّتَیْنِ- أَهْلُ بَیْتٍ أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَیْتِی، فَضَحِكَ النَّبِیُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ أَنْیَابُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.)) ❷

---

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: 4508.
❷ صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم: 1936.

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک صحابی آئے اور کہنے لگے: ''یا رسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا۔'' نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: ''کیا بات ہے؟'' اس نے کہا: ''میں روزے کی حالت میں بیوی سے صحبت کر بیٹھا ہوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تو ایک غلام آزاد کرسکتا ہے؟'' اس نے کہا: ''نہیں!'' نبی اکرم ﷺ نے پھر دریافت کیا: ''کیا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتے ہو؟'' اس نے عرض کیا: ''نہیں۔'' نبی اکرم ﷺ نے پھر پوچھا: ''کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟'' اس نے عرض کیا: ''نہیں۔'' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اچھا بیٹھ جاؤ۔'' نبی اکرم ﷺ تھوڑی دیر رکے۔ ہم ابھی اسی حالت میں بیٹھے تھے کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک کھجور کا عـــرق لایا گیا۔ عـــرق بڑے ٹوکرے کو کہا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسئلہ پوچھنے والا کہاں ہے؟'' اس نے عرض کیا: ''میں حاضر ہوں۔'' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یہ کھجوریں لے جا اور صدقہ کر دے۔'' اس نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! کیا صدقہ اپنے سے زیادہ محتاج لوگوں کو دوں؟ واللہ! مدینہ کی ساری آبادی میں کوئی گھر میرے گھر سے زیادہ محتاج نہیں۔'' رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا جاؤ اپنے گھر والوں کو ہی کھلا دو۔''

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے دریافت کیا روزے کی حالت میں مرد کے لیے اپنی بیوی سے کیا حلال ہے؟ تو انہوں نے کہا ہم بستری کے علاوہ ہر چیز

حلال ہے۔ ❶

جناب حکیم بن عقال سے روایت ہے کہ میں نے اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جب میں روزے سے ہوں تو مجھ پر میری بیوی کے وجود سے کیا حرام ہے؟ تو انہوں نے فرمایا اُس کی شرم گاہ۔ ❷

(3) جان بوجھ کر کھانا پینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یوں مروی ہے کہ اگر کسی نے رمضان میں کسی عذر اور مرض کے بغیر ایک دن کا بھی روزہ نہیں رکھا تو ساری عمر کے روزے بھی اس کا بدلہ نہ ہوں گے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے اور سعید بن مسیّب، شعبی، ابن جبیر، ابراہیم، قتادہ اور حماد رحمہم اللہ نے فرمایا کہ اس کے بدلہ میں ایک دن روزہ رکھنا چاہیے۔ ❸

((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّيْ أَفْطَرْتُ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ: تَصَدَّقْ وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَصُمْ يَوْمًا مَكَانَهُ.)) ❹

''ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: ''میں نے رمضان کا روزہ توڑ دیا ہے۔'' نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: ''صدقہ کر، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ اور روزے کی قضا ادا کر۔''

---

❶ مصنف عبدالرزاق، رقم: 8439- 190/4، تمام المنه، ص: 419.

❷ شرح معاني الآثار للطحاوي: 95/2، سلسلة الصحيحة رقم: 221.

❸ صحيح بخارى، كتاب الصوم، باب إذا جامع فى رمضان، معلق.

❹ مصنف ابن ابى شيبة: 183/2، إرواء الغليل: 92/4.

(4) جان بوجھ کر قے کرنا:

پیارے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ ذَرَعَهُ قَيْءٌ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ، وَإِنِ اسْتَقَاءَ فَلْيَقْضِ.)) ❶

''جس کو خود قے آ گئی (اس کا روزہ برقرار ہے) اس پر قضاء نہیں اور اگر اس نے جان بوجھ کر قے کی تو اس کو چاہیے کہ وہ قضاء دے۔''

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الصیام، باب الصائم یستقيء عامدًا، رقم: 2380۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

روزے کی رخصت والے امور

یعنی وہ امور جن کے پیش آ جانے سے روزہ ترک کیا جا سکتا ہے:

①:...... بیماری

②:...... سفر

③:...... حاملہ

④:...... دودھ پلانے والی

⑤:...... (شیخ فانی) بوڑھا آدمی جو ضعف کی بنا پر روزہ نہ رکھ سکے

ان امور کی تفصیل آئندہ کی سطور میں پیش خدمتِ قارئین ہے:

(1) بیماری:

مریض اور مسافر کے لیے رخصت ہے، جتنے دن روزے نہیں رکھیں گے، اتنے دن کے روزے صحت مند ہونے اور سفر ختم ہو جانے کے بعد رکھ لیں گے۔ اللہ کی طرف سے بندوں کو یہ سہولت دی گئی ہے، اور قضا کا حکم اس لیے دیا گیا تا کہ رمضان کے فرض روزے پورے ہو جائیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾

(البقرة: 184)

''یہ روزے گنتی کے چند ایام ہیں، اگر تم میں سے کوئی مریض ہو یا سفر میں ہو تو اتنے دن گن کر بعد میں روزہ رکھ لے اور جنہیں روزے رکھنے میں مشقت اٹھانا پڑتی ہو وہ بطور فدیہ ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں اور جو کوئی اپنی خوشی سے زیادہ بھلائی کرنا چاہے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور (مشقت برداشت کرتے ہوئے) روزہ رکھ لینا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے، اگر تم علم رکھتے ہو۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ:

((مَنْ اَفْطَرَ یَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ عِلَّةٍ وَلَا مَرَضٍ یَقْضِهِ صِیَامُ الدَّهْرِ وَاِنَ صَامَهُ .)) [1]

''جو آدمی شرعی رخصت اور بیماری کے بغیر رمضان المبارک کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے تو اس کی تلافی نہیں کرسکتا خواہ وہ عمر بھر روزے رکھتا رہے۔''

(2) سفر:

حالت سفر میں بھی روزہ کی رخصت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَ عَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ ؕ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

(البقرة : 184)

''یہ روزے گنتی کے چند ایام ہیں، اگر تم میں سے کوئی مریض ہو یا سفر میں ہو تو اتنے دن گن کر بعد میں روزہ رکھ لے اور جنہیں روزے رکھنے میں

[1] صحیح ، کتاب الصوم، باب إذا جامع فی رمضان، معلقاً.

مشقت اٹھانا پڑتی ہو وہ بطور فدیہ ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں اور جو کوئی اپنی خوشی سے زیادہ بھلائی کرنا چاہے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور (مشقت برداشت کرتے ہوئے) روزہ رکھ لینا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے، اگر تم علم رکھتے ہو۔''

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَصُوْمُ فِي السَّفَرِ؟ -وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ- فَقَالَ: اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ.)) ❶

''ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: ''کیا میں سفر میں روزہ رکھوں؟'' اور وہ کثرت سے روزے رکھنے والے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر جی چاہے تو روزہ رکھ اور جی چاہے نہ رکھ۔''

((عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِسِتَّ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ رَمَضَانَ، فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ أَفْطَرَ، فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ، وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.)) ❷

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سولہویں روزے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد کے لیے نکلے ہم میں سے بعض لوگوں نے روزہ رکھا اور بعض لوگوں نے چھوڑ دیا۔ نہ روزہ دار نے بے روز کو معیوب جانا اور

---

❶ صحيح بخاري، كتاب الصوم، رقم: 1943.

❷ صحيح مسلم، كتاب الصيام، رقم: 2615.

نہ بے روز نے روزہ دار پر اعتراض کیا۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تھے نہ روزہ رکھنے والا روزہ چھوڑنے والے پر عیب لگاتا اور نہ ہی روزہ چھوڑنے والا روزہ رکھنے والے پر عیب لگاتا تھا۔ ❶

اگر شروع سفر رمضان میں کوئی مسافر روزہ بھی رکھ لے اور آگے چل کر اس کو تکلیف محسوس ہوتو وہ بلاتردّد روزہ ترک کرسکتا ہے۔

((عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ اِلٰی مَكَّةَ فِیْ رَمَضَانَ فَصَامَ، فَلَمَّا بَلَغَ الْكَدِیْدَ، أَفْطَرَ، فَأَفْطَرَ النَّاسُ.)) ❷

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینہ میں مکہ کی طرف (چڑھائی کے ارادے سے نکلے) جب مقام کدید پر پہنچے تو آپ نے روزہ چھوڑ دیا اور لوگوں نے بھی چھوڑ دیا۔''

شدتِ گرمی میں سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں بلکہ تکلیف مالا یطاق ہے۔

((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَرَأَی زِحَامًا وَرُجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَیْهِ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقَالُوْا: صَائِمٌ، فَقَالَ: لَیْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِی السَّفَرِ.)) ❸

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم: 1947، صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 1118، مؤطا امام مالك: 43.

❷ صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم: 1944.

❸ صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم، 1946.

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران سفر لوگوں کا ہجوم دیکھا لوگ ایک آدمی پر سایہ کیے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ دریافت فرمائی ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا: ''روزہ دار ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دورانِ سفر (اس حالت میں) روزہ رکھنا کچھ اچھا کام نہیں ہے۔''

سیّدنا حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے جو اسے اختیار کرے تو بہتر ہے اور جو شخص روزہ رکھنا پسند کرے تو اس پر بھی کوئی حرج نہیں۔'' [1]

امام شوکانی رحمہ اللہ نیل الاوطار: 201/2 پر رقمطراز ہیں کہ:

''جس پر روزہ رکھنا مشکل ہو یا جسے روزہ نقصان دیتا ہو یا جو رخصت قبول کرنے سے اعراض کرتا ہو یا جیسے دورانِ سفر روزہ رکھنے سے فخر و ریا کاری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسے شخص پر روزہ چھوڑ دینا افضل ہے، اور جو ان اشیاء سے مستغنی ہو اس کے حق میں روزہ رکھنا افضل ہے۔''

امام مالک، امام شافعی، امام ابوجعفر اور جمہور علماء کے نزدیک سفر میں جب مشقت نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے اور جب مشقت کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑنا افضل ہے۔ [2]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الصيام، رقم: 1121، مسند ابو داود طيالسى: 189/1، مؤطا: 295/1، مسند احمد: 494/3، مستدرك حاكم: 433/1، سنن الكبرى بيهقى: 187/4، سنن ابو داؤد، كتاب الصيام، رقم: 2402.

[2] فقه الحديث، ص: 730.

(3) حاملہ:

حاملہ کو بھی روزہ معاف ہے۔ ہاں عذر کے بعد قضا لازم ہے۔

((عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكِ الْكَعْبِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ وَعَنِ الْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ.)) [1]

''حضرت انس بن مالک الکعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ موخر کرنے اور نصف نماز کی رخصت دی ہے اور ایسے ہی حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو روزہ موخر کرنے کی رخصت دی ہے۔''

(4) دودھ پلانے والی:

اسی طرح دودھ پلانے والی کو بھی روزہ معاف ہے۔ ہاں عذر کے بعد قضا لازم ہے۔

سبحان اللہ! دین اسلام کتنا آسان اور بنی نوع انسان کے مصالح کا نگران ہے کہ حاملہ کے جنین اور مرضع کے بچہ تک کی حفاظت مدنظر ہے۔ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ:

﴿ يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ﴾ (البقرة : 185)

''اللہ تمہارے ساتھ (روزہ کی فرضیت کے بارے میں) آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور تم پر سختی نہیں چاہتا۔''

حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْحُبْلٰى الَّتِىْ تَخَافُ عَلٰى

[1] سنن ابو داود، کتاب الصیام، رقم: 2408، سنن ابن ماجة، کتاب الصیام، رقم: 1667، 1668، المشکاة، رقم: 2025، صحیح ابو داود، رقم: 2083.

نَـفْسِهَـا ، أَنْ تُـفْـطِـرَ ، وَلِـلْـمُـرْضِـعِ الَّتِى تَخَـافُ عَلٰى وَلَدِهَا .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے اس حاملہ کو جسے اپنی جان کا خطرہ ہو روزہ چھوڑنے کی رخصت دی ہے اور دودھ پلانے والی اس عورت کو بھی (رخصت دی ہے) جسے اپنے بچے کے بارے میں (نقصان پہنچنے کا) خوف ہو۔''

بخاری شریف میں حضرت حسن بصری اور ابراہیم (نخعی) رحمہما اللہ سے منقول ہے کہ دودھ پلانے والی اور حمل والی عورتیں اگر اپنے آپ کو یا بچوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ محسوس کریں تو اس وقت کے روزے چھوڑ دیں بعد میں قضا کر لیں۔ ❷

(5) (شیخ فانی) بوڑھا آدمی جو ضعف کی بنا پر روزہ نہ رکھ سکے:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ آیت ﴿ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ ﴾ (البقرة: 184) منسوخ نہیں ہے بلکہ یہ ایسے بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کے لیے ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لیے وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں گے۔ ❸

سبل السلام: (890/2) میں امیر صنعانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ حدیث رسول ﷺ میں موجود لفظ ''شیخ'' سے مراد ایسا شخص ہے جو روزہ رکھنے سے عاجز ہو۔

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ کی تفسیر میں مروی ہے کہ بڑی عمر کا آدمی جو روزے رکھتا رہا ہو لیکن اب بہت بوڑھا اور عاجز ہو گیا ہو اس

---

❶ سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، رقم: 1668، الروض النضير: 84.

❷ فتاوى علماء حديث: 102/6، 103.

❸ صحيح بخارى، كتاب التفسير، رقم: 4505.

پر اور حاملہ پر روزہ نہیں ہے۔ ہر ہر روزے کے بدلے ایک مد گندم دیا کریں حتیٰ کہ رمضان گزر جائے۔ ❶

علامہ ابن رشد کے بقول تمام ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انہیں روزے چھوڑنے کی اجازت ہے اور امام ابوحنیفہ، شافعی، احمد بن حنبل اور امام بخاری رحمہم اللہ وغیرہ جمہور ائمہ کے نزدیک وہ روزہ چھوٹنے کی صورت میں بطورِ فدیہ روزانہ ایک مسکین کا کھانا دے دیا کریں۔ ❷

سنن دارقطنی (207/2) میں ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت بھی بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کی طرح مسکین کو کھانا کھلائیں۔

---

❶ تفسير طبرى، رقم: 2270.

❷ بداية المجتهد: 117/2.

جن دنوں میں روزہ رکھنا درست نہیں

(1) شک کے دن کا روزہ:

((عَنْ صِلَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَمَّارٍ فِي الْيَوْمِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ فَأُتِيَ بِشَاةٍ مَصْلِيَّةٍ، فَقَالَ: كُلُوهُ. فَتَنَحَّى بَعْضُ الْقَوْمِ، فَقَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ عَمَّارٌ: مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يَشُكُّ فِيهِ النَّاسُ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ.)) [1]

''حضرت صلہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ہم سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ ان کے پاس بکری کا بھنا ہوا گوشت لایا گیا انہوں نے فرمایا: کھاؤ، تو ایک آدمی ایک طرف ہو گیا اور کہا کہ میں روزے سے ہوں۔ سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: جس نے شک کے دن کا روزہ رکھا اس نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

(2) رمضان المبارک کا استقبالی روزہ:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ

[1] سنن ابو داؤد، كتاب الصيام، باب كراهية صوم يوم الشك، رقم: 2334، سنن ترمذی، رقم: 686- محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

يَّكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمًا فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ .)) ❶

''تم میں سے کوئی شخص رمضان سے پہلے (شعبان کی آخری تاریخوں میں) ایک یا دو دن کے روزے نہ رکھے البتہ اگر کسی کو ان میں روزے رکھنے کی عادت ہو تو وہ اس دن بھی روزہ رکھ لے۔''

(3) ایام تشریق کے روزے:

سیّدنا کعب اپنے والد کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ کو تشریق کے دنوں میں یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا جنت میں مومن کے علاوہ اور کوئی داخل نہیں ہوگا اور منیٰ کے دن کھانے پینے کے دن ہیں۔ ❷

((عَنْ عَائِشَةَ ، وَعَنْ سَالِمٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہم قَالَا: لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُصَمْنَ إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ .))❸

''سیّدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ سوائے اس شخص کے جو قربانی نہ کرسکتا ہو۔''

نوٹ: ...... ایام تشریق ذی الحجہ کی گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ کو کہتے ہیں۔ ان دنوں میں بھی عیدین کے مانند روزہ رکھنا حرام ہے۔

❶ صحيح بخاری، كتاب الصوم، باب لا يتقدم رمضان بصوم يوم ولا يومين، رقم: 1914، صحيح مسلم، رقم: 1082 .

❷ صحيح مسلم، كتاب الصيام، رقم: 1142 .

❸ صحيح بخاری، كتاب الصوم، رقم: 1997، 1998 .

(4) عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے روزے رکھنا:

((عَنْ أَبِی سَعِیدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهَى النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ .))❶

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا، عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر۔''

((عَنْ قَزَعَةَ ، عَنْ أَبِی سَعِیدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ مِنْهُ حَدِیثًا فَأَعْجَبَنِی ، فَقُلْتُ لَهُ ، اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ قَالَ: فَأَقُولُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا لَمْ أَسْمَعْ ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ یَقُولُ: لَا یَصْلُحُ الصِّیَامُ فِی یَوْمَیْنِ: یَوْمِ الْاَضْحٰی ، وَیَوْمِ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ .))❷

''خباب قزعہ سے روایت ہے کہ میں نے سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث سنی جو مجھے بہت بھلی معلوم ہوئی میں نے ان سے پوچھا کیا یہ حدیث آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی ہے؟ تو انہوں نے کہا کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسی بات کہوں گا جو میں نے نہیں سنی؟ میں نے آپ سے سنا ہے: آپ فرما رہے تھے: دو دن ایسے ہیں کہ ان میں روزہ رکھنا درست نہیں۔ عیدالاضحیٰ کے دن اور عیدالفطر کے دن۔''

(5) ستائیس رجب کے روزے کی حقیقت:

حافظ ابومحمد الحسن بن محمد الخلال بغدادی نے ''فضائل شہر رجب (ص: 57، 58،

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم: 1991.

❷ صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 2673.

رقم: 18) میں یہ روایت اس طرح بیان کی ہے:

((عَـنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَـالَ: مَنْ صَامَ یَوْمَ سَبْعَةٍ وَّ عِشْرِیْنَ مِنْ رَجَبٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ صِیَامَ سِتِّیْنَ شَهْرًا وَ هُوَ الْیَوْمُ الَّذِیْ هَبِطَ فِیْهِ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالرِّسَالَةِ.))

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے ستائیس (27) رجب کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے لیے ساٹھ (60) ماہ کے روزوں کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ یہ وہ دن ہے جس میں جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رسالت لے کر اترے تھے۔''

یہ روایت موقوف اور ضعیف ہے۔ اس کی سند میں مطر بن طہمان الوراق جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔ اسے یحییٰ بن سعید القطان، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، نسائی، ابن سعد، ابوداؤد، عقیلی، دارقطنی اور ابن عدی نے ضعیف کہا ہے۔ ❶

اسی طرح شہر بن حوشب کو یحییٰ بن سعید، شعبہ، جوزجانی، موسیٰ بن ہارون، ابوحاتم رازی، ابن حبان، ابن عدی، دارقطنی، ساجی اور ابواحمد حاکم وغیرہم نے ضعیف کہا ہے۔ ❷

کئی ایک ائمہ نے اسے صدوق بھی قرار دیا ہے، ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"صَدُوْقٌ كَثِیْرُ الْاِرْسَالِ وَ الْاَوْهَامِ." ❸

لہٰذا یہ موقوف اثر ضعیف ہے۔

یہی روایت خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ''تاریخ بغداد'' (290/8) میں حبشون بن موسیٰ کے طریق سے اور خطیب کے حوالے سے ابن عساکر نے تاریخ مدینہ دمشق

---

❶ تحریر تقریب التهذیب: 384/3. ❷ تحریر: 122/2.

❸ تقریب مع تحریر: 122/2.

(233/42) میں بیان کی ہے۔ اس میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

''جس نے اٹھارہ (18) ذی الحجہ کا روزہ رکھا اس کے لیے ساٹھ (60) ماہ کے روزوں کا اجر لکھ دیا جاتا ہے اور یہ غدیر خم کا دن تھا، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''کیا میں تمام مومنوں کا ولی نہیں ہوں؟'' صحابہ نے عرض کیا: ''کیوں نہیں، یا رسول اللہ!'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ . ''جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں۔'' عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے ابن ابی طالب! آپ کو مبارک ہو، آپ میرے اور ہر مسلمان کے مولا ہیں۔'' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ﴾ ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔'' جس نے سترہ 17 یا ستائیس 27 رجب کا روزہ رکھا اس کے لیے ساٹھ (60) ماہ کے روزوں کا ثواب لکھ دیا گیا، یہ پہلا دن تھا جب جبریل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رسالت لے کر آئے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَـاِنَّـهٗ حَدِيْثٌ مُّنْكَرٌ جِدًّا ، بَلْ كِذْبٌ لِمُخَالَفَتِهٖ لِمَا ثَبَتَ فِي الـصَّـحِيْحَيْنِ عَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ . ❶

''یہ انتہائی منکر بلکہ جھوٹی روایت ہے، اس لیے کہ یہ صحیحین کی روایت کے خلاف بھی ہے، جو امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت یوم عرفہ میں جمعہ والے دن نازل ہوئی (نہ غدیر خم کے موقع پر)۔''

❶ البداية و النهاية: 202/5، طبع دار الرشيد حلب .

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يرِدْ فِیْ فَضْلِ شَهْرِ رَجَبٍ وَ لا فِیْ صِيَامِهِ وَ لا فِیْ صِيَامِ شَیْءٍ مِنْهُ مُعَيَّنٌ وَ لا فِیْ قِيَامِ لَيْلَةٍ مَخْصُوْصَةٍ فِيْهِ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ يَصْلُحُ لِلْحُجَّةِ . [1]

''ماہ رجب، اس کے عمومی روزے اور معین دنوں کے روزے اور مخصوص رات کے قیام کے بارے میں کوئی صحیح حدیث جو قابل حجت ہو، وارد نہیں ہوئی۔''

[1] تبيين العجب بما ورد فی فضائل رجب، ص: 7.

رمضان المبارک کے
روزے نہ رکھنے والوں کا انجام

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''میں سویا ہوا تھا کہ خواب میں میرے پاس دو فرشتے آئے جنہوں نے میرے بازوؤں کو پکڑ کر مجھے اٹھایا اور ایک دشوار چڑھائی والے پہاڑ تک لے جا کر مجھے اس پر چڑھنے کے لیے کہا، میں نے کہا: ''میں اس پر چڑھ نہیں سکتا۔'' تو انہوں نے کہا: ''آپ کوشش کریں ہم آپ کی مدد کریں گے۔'' میں نے اس پر چڑھنا شروع کیا حتیٰ کہ پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ گیا تو میں نے وہاں چیخنے اور چلانے کی آوازیں سنیں، میں نے دریافت کیا کہ یہ چیخ و پکار کیسی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ: ''یہ جہنمیوں کی آہ و پکار کا شور ہے۔'' پھر مجھے اس سے آگے لے جایا گیا جہاں میں نے کچھ لوگوں کو اُلٹے لٹکے ہوئے دیکھا جن کی باچھیں چیر دی گئی تھیں اور ان سے خون بہہ رہا تھا، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو جواب ملا کہ: ''یہ وہ لوگ ہیں جو روزوں کے ایام میں کھایا پیا کرتے تھے۔'' ❶

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے کتاب الکبائر میں لکھا ہے:

''رمضان المبارک کے روزے بلا عذر شرعی ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے۔'' ❷

---

❶ صحيح الترغيب والترهيب، رقم: 995. ❷ كتاب الكبائر للذهى، ص: 39.

سوال:...... میں ایک نوجوان لڑکی ہوں، میری عمر پچیس (25) برس ہے اور میں نے بچپن سے لے کر اکیس (21) برس کی عمر تک سستی کی وجہ سے نہ تو روزے رکھے اور نہ ہی نمازیں پڑھی جبکہ میرے والدین مجھے نصیحت کرتے رہے لیکن میں نے کوئی پرواہ نہ کی اللہ کی طرف سے ہدایت آ جانے کے بعد میرے اوپر کیا لازم ہے؟

جواب:......توبہ اپنے سے پہلے گناہوں کو مٹا دیتی ہے پس تمہیں اس (غلطی) پر شرمندہ ہونا چاہیے، دوبارہ اس گناہ کے نہ کرنے کا پختہ ارادہ کر لینا چاہیے اور عبادت کے اندر اخلاص ہونا چاہیے اور بکثرت نوافل کی ادائیگی کرنی چاہیے، جیسے رات اور دن کی نفلی نمازیں، نفلی روزہ، ذکر و اذکار، قرآن کی تلاوت اور دعا وغیرہ، اور اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ (ابن باز)

رمضان کے روزوں کی قضاء اور اس کا وقت

رمضان میں رہ جانے والے روزوں کی قضائی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ (البقرہ: 184)

''پس دوسرے دنوں میں گنتی کو پورا کرنا ہے۔''

یہ آیت کریمہ مطلق ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی قید نہیں لگائی گئی، جبکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دس ماہ کے بعد شعبان میں روزوں کی قضائی دیا کرتی تھیں، اس لیے کسی وقت بھی قضائی دی جا سکتی ہے، اگلے رمضان کے بعد تک تاخیر کی جا سکتی ہے، لیکن اس بات پر علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ بغیر عذر کے اگلے رمضان کے بعد تک تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ یہ بات علیحدہ ہے کہ کئی آیات اور احادیث میں یہ رغبت دلائی گئی ہے کہ اس قسم کی ذمہ داریوں کو جلد از جلد پورا کر لینا چاہیے، کیونکہ موت اور بیماری کا کوئی علم نہیں۔

﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ﴾ (البقرة: 148)

''پس تم نیکی کے کاموں میں سبقت سے کام لو۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ وَعَلَيْهِ مِنْ رَمَضَانَ شَيْءٌ لَمْ يَقْضِهِ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنْهُ، وَمَنْ صَامَ تَطَوُّعًا وَعَلَيْهِ مِنْ رَمَضَانَ شَيْءٌ، لَمْ يَقْضِهِ فَإِنَّهُ لَا يُتَقَبَّلُ مِنْهُ حَتّٰى يَصُوْمَهُ.))[1]

[1] مسند احمد: 8606۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''جو آدمی ماہِ رمضان کو پالے، جبکہ سابقہ رمضان کے روزوں کی قضاء اس کے ذمے باقی ہو تو اس کے اِس رمضان کے روزے قبول نہیں ہوں گے، اسی طرح جو آدمی نفلی روزے رکھ رہا ہو، جبکہ اس کے ذمہ رمضان کے روزوں کی قضا ہو تو اس وقت تک یہ نفلی روزے قبول نہیں ہو گے جب تک وہ اُن کی قضائی نہ دے لے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں:

((مَا كُنْتُ اَقْضِيْ مَا يَكُوْنُ عَلَيَّ مِنْ رَمَضَانَ إِلَّا فِي شَعْبَانَ حَتّٰى تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ .)) [1]

''میرا معمول یہ تھا کہ میں ماہ رمضان کے روزوں کی قضا شعبان میں دیا کرتی تھی، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے۔''

میّت کی طرف سے روزے رکھنا:

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبیٔ کریم ﷺ کے پاس آئی اور اپنی بہن کا تذکرہ کیا کہ اس نے ایک ماہ کے روزوں کی نذر مانی، لیکن وہ ایک بحری سفر کے دوران فوت ہوگئی اور روزے نہ رکھ سکی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صُوْمِي عَنْ أُخْتِكِ .)) [2]

''تم اپنی بہن کی طرف سے روزے رکھ لو۔''

---

[1] مسند احمد: 25513۔ شیخ حمزہ زین نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] السلسلة الصحيحة ، رقم : 1946 .

نفلی روزے

رمضان کے روزے فرض ہیں، ان کا تارک بلا عذر شرعی سخت گنہگار ہے۔ رمضان کے علاوہ اپنی خوشی سے روزہ رکھنا نفلی روزہ کہلاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرضی روزوں کے علاوہ نفل روزے بھی رکھے ہیں۔

نفلی روزے کی فضیلت:

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ یَوْماً فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ مِنْهُ جَهَنَّمَ مَسِیْرَةَ مِئَةِ عَامٍ .)) ❶

''جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس سے جہنم کو سو سال کی مسافت تک دور کر دے گا۔''

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ یَوْماً فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَیْنَهُ وَبَیْنَ النَّارِ خَنْدَقًا کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ .)) ❷

''جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اُس کے اور آگ کے درمیان خندق حائل کر دے گا، (اس کے دو کناروں کا فاصلہ)

---

❶ السلسلة الصحيحة، رقم: 2565.

❷ السلسلة الصحيحة، رقم: 563.

زمین وآسمان کے درمیانی فاصلے جتنا ہوگا۔"

آئندہ کی سطور میں اپنی اور آپ کی روحانی اصلاح کی خاطر ان روزوں کی تفصیل مع اجر وثواب صفحہ قرطاس پر منتقل کر رہے ہیں:

1:...... شوال کے چھ روزے
2:...... ایام بیض کے روزے
3:...... سوموار اور جمعرات کے روزے
4:...... داؤدی روزے (ایک دن روزہ اور ایک دن افطار)
5:...... یوم عرفہ کا روزہ
6:...... یوم عاشوراء کا روزہ
7:...... شعبان کے روزے
8:...... ہفتے کے ساتھ اتوار کا روزہ
9:...... جمعۃ المبارک کا روزہ رکھنا

تفصیل آئندہ کی سطور میں پیش خدمتِ قارئین ہے:

(1) شوال کے چھ روزے:

((عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ أَنَّـهُ حَدَّثَـهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، کَانَ کَصِیَامِ الدَّهْرِ .)) 1

"حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حدیث کے راوی (عمرو بن ثابت) سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

1 صحيح مسلم، كتاب الصيام، رقم: 2758.

''جو شخص رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے پیچھے شوال کے چھ روزے رکھے اسے عمر بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔''

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے تو یہ پورے سال کی طرح ہوں گے جس نے ایک نیکی کی اس کے لیے اس کی مثل دس گنا اجر ہوگا۔ [1]

(2) ایام بیض کے روزے:

عبدالملک بن قتادہ بن نعمان اپنے باپ (قتادہ رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایام بیض (یعنی ہر ماہ کی) تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے اور فرماتے کہ ((هُوَ كَهَيْئَةِ الدَّهْرِ .))

''یہ عمر بھر روزے رکھنے کے مترادف ہے۔'' [2]

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بالعموم ایام بیض کے روزے رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُفْطِرُ اَيَّامَ الْبِيْضِ .)) [3]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض میں افطار نہیں کرتے تھے۔''

((عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ثَلَاثٌ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ ، وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ ، فَهٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ

[1] صحیح سنن ابن ماجه، رقم: 1392، سنن دارمی: 21/2، سنن الکبری بیهقی: 293/4، صحیح ابن خزیمه، رقم: 2115. ابن خزیمہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

[2] سنن ابوداود، کتاب الصوم، رقم: 2449، سنن نسائی، کتاب الصوم، رقم: 2420۔ محدث البانی نے اسے "صحیح" قرار دیا ہے۔

[3] سنن نسائی، کتاب الصوم، رقم: 2345.

كُلِّهِ .)) ❶

''حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک رمضان دوسرے رمضان تک اور ہر ماہ تین دن (ایام بیض) کے روزے رکھنا عمر بھر روزے رکھنے کے برابر ہے۔''

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ہر ماہ تین روزے رکھے تو یہ ہمیشہ کے روزوں کی مانند ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق اپنی کتاب میں نازل فرمائی ہے:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ﴾ (الانعام: 160)

''ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔'' ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''صبر والے مہینے (رمضان) کے روزے اور ہر ماہ کے تین روزے سینے کے کینے اور وسوسے کو ختم کر دیتے ہیں۔'' ❸

(3) سوموار اور جمعرات کے روزے:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ ، فَأُحِبُّ اَنْ یُّعْرَضَ عَمَلِیْ وَأَنَا صَائِمٌ .)) ❹

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 2746.

❷ صحیح سنن ترمذی، رقم: 609، مسند احمد: 145/5، سنن نسائی: 219/4، سنن ابن ماجه، رقم: 1708.

❸ مسند احمد، رقم: 23458، الفتح الربانی، رقم: 3663.

❹ سنن ترمذی، کتاب الصوم، رقم: 747، المشکاة، رقم: 2056، إرواء الغليل، رقم: 949۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوموار اور جمعرات کے دن لوگوں کے اعمال اللہ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال اللہ کے ہاں پیش کیے جائیں تو میں (اس وقت) روزہ سے ہوں۔''

((عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ: فِیْهِ وُلِدْتُّ وَ فِیْهِ اُنْزِلَ عَلَیَّ .)) [1]

''حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے روزہ کے بارہ میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس دن میں پیدا کیا گیا اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل ہونا شروع ہوا۔''

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پیارے نبی کریم ﷺ سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ [2]

(4) داؤدی روزے (ایک دن روزہ اور ایک دن افطار):

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: یَا عَبْدَاللّٰهِ! أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّیْلَ؟ فَقُلْتُ: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَأَفْطِرْ ، وَقُمْ وَنَمْ ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَیْكَ حَقًّا ، وَإِنَّ

[1] صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 2750.

[2] صحیح سنن ابن ماجه، رقم: 1414، سنن ترمذی، رقم: 745، سنن نسائی: 52/4، صحیح ابن حبان: 3643، صحیح ابن خزیمه، رقم: 2116۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَاِنَّ لِزَوْرِكَ عَـلَيْكَ حَقًّا، لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ. (و فى رواية): قَالَ: صُمْ فِىْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ، قُلْتُ: اِنِّى أَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ فَلَمْ يَـزَالُ يَـرْفَـعْـنِـىْ حَتّٰى قَـالَ: صُـمْ يَـوْمًـا وَأَفْـطِـرْ يَوْمًا فَاِنَّهٗ أَفْضَلُ الصِّيَامِ وَهُوَ صَوْمُ اَخِىْ دَاؤُدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ .))[1]

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: ''اے عبداللہ! مجھے خبر ملی ہے کہ تم (ہمیشہ) دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو قیام کرتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: ''ہاں یا رسول اللہ! میں ایسا ہی کرتا ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایسا مت کرو، روزہ رکھو بھی اور ترک بھی کرو، رات کو قیام بھی کرو اور آرام بھی کرو، تمہارے جسم کا تم پر حق ہے، تمہاری آنکھ کا تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے، تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے جس نے مسلسل روزے رکھے اس کا کوئی روزہ نہیں۔

دوسری روایت میں ہے: ''ہر ماہ تین دن کے روزے رکھو۔'' میں نے عرض کیا: ''مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر مجھ سے روزے کم کراتے رہے حتیٰ کہ آپ نے فرمایا: ''ایک دن روزہ رکھو ایک دن ترک کرو، یہ افضل ترین روزے ہیں، میرے بھائی داؤد علیہ السلام کا یہی طریقہ تھا۔''

---

[1] صحيح بخارى، كتاب الصوم، رقم: 1974، 1975، صحيح مسلم، كتاب الصيام، رقم: 2730.

اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، شَطْرُ الدَّهْرِ صُمْ يَوْمًا وَافْطِرْ يَوْمًا .)) ❶

''سیّدنا داؤد علیہ السلام کے روزوں سے بڑھ کر کوئی روزہ نہیں آدھی زندگی کے روزے لہٰذا تم ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔''

(5) یوم عرفہ کا روزہ:

((عَنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَصُوْمُ تِسْعًا مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، وَيَوْمَ عَاشُوْرَاءَ، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَخَمِيْسَيْنِ .)) ❷

''نبی اکرم ﷺ کی بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ ذی الحجہ کی نو اور یوم عاشور کا روزہ رکھا کرتے تھے نیز ہر ماہ میں تین روزے رکھا کرتے ایک روزہ ہر ماہ کے پہلے سوموار کو اور ہر ماہ کی پہلی دو جمعرات کو (ایک ایک روزہ)۔''

((عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِهِ، قَالَ: فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَبِبَيْعَتِنَا بَيْعَةً قَالَ: فَسُئِلَ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ فَقَالَ: لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ، أَوْ مَا صَامَ وَمَا أَفْطَرَ، قَالَ: فَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمَيْنِ وَإِفْطَارِ

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الصوم، رقم: 1980 .

❷ سنن نسائی، كتاب الصيام، رقم: 2417۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

يَـوْمٍ، قَالَ: وَمَنْ يُطِيقُ ذٰلِكَ، قَـالَ: وَسُـئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمَيْنِ، قَالَ: لَيْتَ أَنَّ اللّٰهَ قَوَّانَا لِذٰلِكَ، قَالَ: وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ، قَالَ: ذَاكَ صَوْمُ أَخِي دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام، قَـالَ: وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ، قَالَ: ذَاكَ يَوْمٌ وُلِـدْتُ فِيهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ، قَالَ: فَقَالَ صَوْمُ ثَلَاثَةٍ مِـنْ كُـلِّ شَهْـرٍ وَرَمَـضَانَ إِلٰى رَمَضَانَ صَوْمُ الدَّهْرِ، قَـالَ: وَسُـئِـلَ عَـنْ صَـوْمِ يَـوْمِ عَـرَفَةَ، فَـقَالَ: يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ، قَـالَ: وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَآءَ، فَقَالَ: يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ.))❶

''حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے روزوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، ہم راضی اور مطمئن ہیں اللہ کو رب مان کر، اسلام کو مقصد زندگی مان کر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر اور اپنی بیعت کی صحت و درستگی پر، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صوم دھر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس شخص نے روزہ رکھا نہ افطار کیا، پھر آپ سے دو دن کے روزے اور ایک دن کے افطار کے بارے میں پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: ''اس کی کس کو طاقت ہے؟'' ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، پھر آپ سے ایک دن روزہ اور دو دن افطار کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا: ''کاش اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی طاقت دے۔'' ابو قتادہ رضی اللہ عنہ

❶ صحيح مسلم، كتاب الصيام، رقم: 2747.

کہتے ہیں، پھر آپ سے ایک دن روزہ اور ایک دن ناغہ کے بارے میں سوال ہوا، آپ نے فرمایا: ''یہ میرے بھائی داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔'' ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور آپ سے سوموار کے روزے کے بارے میں سوال ہوا، آپ نے فرمایا: ''یہ وہ دن ہے، جس میں، میں پیدا ہوا اور جس دن مجھے مبعوث کیا گیا، یا اس میں مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔'' ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''ہر ماہ کے تین روزے اور رمضان تا رمضان (اجر وثواب میں) صوم دہر ہیں، ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آپ سے یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: ''یہ گزشتہ سال اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے۔'' ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشورہ کے دن کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے۔''

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں پوچھا تو فرمانے لگے:

((كُنَّا وَ نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَعْدِلُهُ بِصَوْمِ سَنَتَيْنِ .))[1]

''ہم (صحابہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمیت اسے دو سال کے روزوں کے برابر سمجھتے تھے۔''

(6) یوم عاشوراء کا روزہ:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: حِينَ صَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عَاشُورَآءَ وَأَمَرَنَا بِصِيَامِهِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ

[1] معجم اوسط للطبراني: 420/1.

اللّٰہِ! إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ صُمْنَا يَوْمَ التَّاسِعَ ، فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتّٰى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ .)) [1]

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء (دس محرم) کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی رکھنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! دس محرم تو یہود و نصاریٰ کے نزدیک بڑی عظمت کا دن ہے۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اچھا آئندہ سال ہم ان شاء اللہ! (دس محرم کے ساتھ) نو محرم کا بھی روزہ رکھیں گے۔'' لیکن آئندہ سال آنے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔''

فائدہ:......معلوم ہوا کہ دس (10) محرم کے ساتھ نو (9) کا روزہ ضروری ہے یا پھر گیارہ کا، تاکہ دس (10) کا بھی روزہ رکھا جائے اور ساتھ میں یہود کی مخالفت بھی ہو جائے۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پیارے رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہود کو محرم کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔ پس آپ ﷺ نے ان سے اس کا سبب معلوم کیا تو انہوں نے کہا: یہ ایک اچھا دن ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دی تھی اس لیے موسیٰ علیہ السلام نے یہ روزہ رکھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: پھر موسیٰ علیہ السلام کے ہم تم

[1] صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 2666، سنن ابو داود، کتاب الصیام، رقم: 2445.

سے زیادہ قریبی ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس دن روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کا حکم دیا۔ ❶

((عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ، شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ، صَلٰوةُ اللَّيْلِ.)) ❷

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے مہینے رمضان کے بعد سب سے افضل روزے محرم کے روزے ہیں، اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل تہجد کی نماز ہے۔''

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عاشوراء کے روزہ کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ ایک سال گزشتہ کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ ❸

(7) شعبان کے روزے:

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

((عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَصُومُ، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ، وَمَا

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم: 2004، صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 2657، مسند احمد: 291/1، سنن ابو داؤد، رقم: 3444، سنن ابن ماجه، رقم: 1734.

❷ صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 2755.

❸ سنن ترمذی، ابواب الصوم، رقم: 749۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ جب نفل روزے رکھنے لگتے تو روزے ہی رکھتے جاتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے آپ ﷺ روزہ رکھنا چھوڑیں گے ہی نہیں اور جب روزے چھوڑ دیتے تو ہم کہتے آپ ﷺ اب روزہ رکھیں گے ہی نہیں۔ سوائے رمضان کے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے مکمل مہینہ روزے رکھے ہوں اور نہ ہی میں نے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے شعبان سے بڑھ کر کسی مہینہ میں روزے رکھے ہوں۔'' ❶

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ رمضان کے بعد (کس مہینے کا) روزہ سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((شَعْبَانُ لِتَعْظِيمِ رَمَضَانَ .)) ❷

''رمضان المبارک کی تعظیم کی نیت سے شعبان کا روزہ رکھنا۔''

(8) ہفتے کے ساتھ اتوار کا روزہ:

صرف ہفتہ کا روزہ جائز نہیں، ہاں! اتوار کا ملا کر رکھ سکتے ہیں۔

چنانچہ سیّدہ اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پیارے رسول اللہ ﷺ ہفتے اور اتوار کو اکثر اوقات روزہ رکھتے تھے اور ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الصوم، رقم: 1969.

❷ سنن ترمذی، ابواب الزكاة، رقم: 663، إرواء الغليل، رقم: 889، المتجر الرابح: 375/1، 376، رقم: 763.

مشرکوں کی عید کے دن ہیں اور میں ان کی مخالفت کرنا چاہتا ہوں۔ ❶

((عَنْ الصَّمَّاءِ بِنْتِ بُسْرٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: لَا تَصُومُوا یَوْمَ السَّبْتِ إِلَّا فِی مَا افْتُرِضَ عَلَیْکُمْ ، وَإِنْ لَمْ یَجِدْ أَحَدُکُمْ إِلَّا لِحَاءَ عِنَبَةٍ أَوْ عُودَ شَجَرَةٍ فَلْیَمْضَغْهُ .))❷

''سیّدہ صماء بنت بسر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پیارے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہفتہ کے دن روزہ نہ رکھو سوائے اس روزہ کے کہ جو تم پر فرض کیا گیا ہے اگر تم میں سے کوئی صرف انگور کا چھلکا یا درخت کا تنکا ہی پاتا ہے تو اسے چبا لینا چاہیے۔''

(9) جمعۃ المبارک کا روزہ رکھنا:

صرف جمعہ کا اکیلا روزہ رکھنا جائز نہیں، اگر جمعہ کا (نفلی) روزہ رکھنا ہو تو ایک روزہ پہلا یا پچھلا یعنی جمعرات یا ہفتہ کا ساتھ ملا کر رکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا یَصُومَنَّ أَحَدُکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا یَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ .))❸

---

❶ سنن الکبری نسائی: 146/2، رقم: 2775، صحیح ابن خزیمه: 67/2، معجم طبرانی کبیر: 238/23، مسند احمد: 323/6، مستدرك حاكم: 436/1۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے اسے "صحیح" کہا ہے اور ذہبی ء نے ان کی موافقت کی ہے۔

❷ مسند احمد: 25828، سنن ابو داؤد، رقم: 2421، جامع ترمذی، رقم: 744، سنن ابن ماجه، رقم: 1726۔ شیخ حمزہ زین نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم: 1985، صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 1144.

''تم میں سے کوئی بھی بروز جمعہ روزہ نہ رکھے سوائے اس کے کہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھے۔''

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي وَلَا تَخُصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ.)) [1]

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: دوسری راتوں میں سے جمعہ کو قیام کرنے کے لیے مخصوص نہ کرو اور نہ ہی جمعہ کے دن کو دوسرے دنوں میں سے روزہ کے لیے مخصوص کرو مگر جمعہ کا دن اگر ایسے دنوں میں آ جائے جن میں تم میں سے کوئی روزہ رکھتا تھا تو پھر کوئی حرج نہیں۔''

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الصيام، رقم: 2684.

باب 3

مسنون نمازِ تراویح اور اس کے مسائل

تراویح کا معنی و مفہوم:

لفظ تراویح علما محدثین کے ہاں ایک اصطلاحی نام ہے۔ احادیث رسول ﷺ میں اس کے لیے ''قیام رمضان، صلوۃ فی رمضان، قیام اللیل، صلاۃ التہجد اور صلوٰۃ اللیل'' وغیرہ ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اس نماز تراویح کا نبی مکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ تین دن قیام کیا تھا۔ یہ بات احناف کے ہاں بھی مسلم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا ذوق دیکھا کہ وہ کثرت کے ساتھ اس نماز میں شریک ہو رہے ہیں، تو آپ نے جماعت کو ترک کر دیا اور ارشاد فرمایا:

((خَشِيْتُ اَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ .)) ❶

''مجھے تم پر ''صلاۃ اللیل'' کی فرضیت کا ڈر ہے۔''

ایک اور روایت میں ہے:

((وَلَكِنِّي خَشِيْتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا .))❷

''میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں تم پر صلاۃ اللیل فرض نہ ہو جائے، اور

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب اذا کان بین الامام وبین القوم حائط او سترة، رقم: 729.

❷ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التراویح، رقم: 761/178، صحیح ابن خزیمه، رقم: 2207.

تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ۔''

علامہ طحاوی حنفی رحمہ اللہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((خَشِيْتُ اَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ قِيَامُ اللَّيْلِ .)) ❶

''مجھے تم پر ''قیام اللیل'' کے فرض ہونے کا خدشہ ہے۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی مسند میں یہ الفاظ روایت کرتے ہیں کہ:

((مخافة أَنْ يُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ قِيَامُ هَذَا الشَّهْرِ .)) ❷

''تم پر اس ماہ، یعنی رمضان کے قیام کی فرضیت کے خوف سے چھوڑ رہا ہوں۔''

قارئین کرام! مذکورہ بالا روایات میں غور فرمائیں کہ ان میں نماز تراویح کے لیے ''صلاۃ اللیل، قیام اللیل'' وغیرہ جیسے الفاظ ہی استعمال ہوئے ہیں۔ پس قیام اللیل کی تعداد میں مروی تمام صحیح احادیث نبویہ تعدادِ تراویح پر دلالت کناں ہیں۔

محدثین نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی حدیث پر ''قیام رمضان اور صلاۃ التراویح'' کے ابواب باندھے ہیں جیسا کہ صحیح بخاری میں ''کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان'' کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث ذکر کر کے واضح کر دیا کہ اس کا تعلق نمازِ تراویح کے ساتھ ہے۔ ایسے ہی امام بیہقی نے اپنی سنن (495/2، 496) پر ''باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شهر رمضان'' اور (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد) محمد بن حسن الشیبانی

---

❶ شرح معانی الآثار للطحاوی، کتاب الصلوة، باب القیام فی شهر رمضان هل هو فی المنازل أفضل أم مع الامام: 242/1.

❷ مسند احمد: 183/6، رقم: 24968۔ شیخ حمزہ زین نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

نے اپنی مؤطا میں (ص: 141) پر "باب قیام شهر رمضان وما فیه فی الفضل" قائم کیا ہے۔ چنانچہ مولانا انور شاہ کاشمیری دیوبندی لکھتے ہیں:

((وَلَا مَنَاصَ مِنْ تَسْلِيمٍ أَنَّ التَّرَاوِيحَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَتْ ثَمَانِيَةَ رَكْعَاتٍ ، وَلَمْ يَثْبُتْ فِيْ رِوَايَةٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَّى التَّرَاوِيحَ وَالتَّهَجُّدَ عَلَى حِدَةٍ فِيْ رَمَضَانَ .)) ❶

"یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ رسول کریم ﷺ کی تراویح آٹھ رکعات تھیں۔ اور کسی روایت سے ثابت نہیں کہ آپ نے تراویح اور تہجد کو رمضان میں علیحدہ علیحدہ پڑھا ہو۔"

اور فیض الباری (420/2) میں فرماتے ہیں: کہ میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ دونوں ایک ہی نماز ہے۔

ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں:

"یہ صحیح بخاری ومسلم کی روایت ہے اور صحیح احادیث سے نبی کریم ﷺ کی نماز تراویح آٹھ رکعات ثابت ہے اور سنن الکبریٰ میں بیس رکعات والی روایت ضعیف سند کے ساتھ ابوشیبہ سے آئی ہے، جو کہ باتفاق ضعیف ہے......" ❷

مولانا عبدالحق دہلوی اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تحقیق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی رمضان میں نماز وہی گیارہ رکعات ہی تھیں کہ جو عام حالات میں

---

❶ العرف الشذی : 166/1 .

❷ العرف الشذی : 101/1 .

ہمیشہ تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ ❶

مولانا قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے جو گیارہ رکعات مع وتر ثابت ہیں، وہ بیس سے زیادہ معتبر ہیں۔ ❷

پس اگر تہجد اور تراویح علیحدہ علیحدہ دو نمازیں ہوتیں تو رمضان میں ان کے الگ الگ پڑھنے کا آپ ﷺ سے کوئی ثبوت ملنا چاہیے تھا۔ جبکہ ایسا قطعی نہیں ہے۔ لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ رسول اللہ ﷺ جو گیارہ رکعات عام دنوں میں تہجد کے طور پر پڑھتے تھے، وہی گیارہ رکعات رمضان میں بطور تراویح کے ادا کرتے تھے۔ فرق ان کے اوقات کا اور قیام میں طوالت کا تھا۔ ابوداؤد وغیرہ میں روایت موجود ہے کہ جس میں آپ ﷺ کے تین راتوں میں جماعت کرانے کا تذکرہ ہے، اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ آپ نے اسی نمازِ تراویح کو رات کے تین حصوں میں پڑھا اور تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے اخیر رات تک اپنے عمل سے بتا دیا جس میں تہجد کا وقت آ گیا۔ یہی بات مولوی عبدالحی لکھنوی حنفی نے اپنے فتاویٰ اُردو (429/1) پر رقم کی ہے۔

---

❶ تراویح کا مقدمہ حنفی فقہاء کی عدالت میں، ص: 16.

❷ لطائف قاسمیہ، مکتوب سوئم، ص: 18، تراویح کا مقدمہ حنفی فقہاء کی عدالت میں، ص: 16.

قیام اللیل کی فضیلت

اللہ نے اہل ایمان کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ راتوں کو قیام کرتے ہیں:

﴿ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ﴾ (الفرقان : 64)

''اور جو اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام کرتے ہوئے راتیں گزار دیتے ہیں۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❶

''جس شخص نے رمضان المبارک کا قیام ایمان اور ثواب سمجھ کر کیا اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے۔''

قیام اللیل کرنے والا روزِ قیامت صدیقین اور شہداء میں سے اٹھایا جائے گا:

سیّدنا عمرو بن مرہ الجہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! اَرَأَيْتَ إِنْ شَهِدْتُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللهِ ، وَصَلَّيْتُ الْخَمْسَ ، وَأَدَّيْتُ الزَّكٰوةَ ، وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَقُمْتُهُ فَمِمَّنْ

❶ صحيح بخارى ، كتاب صلاة التراويح ، رقم : 2009 .

أَنَا؟ قَالَ: مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ.)) ❶

''ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ اُس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! آپ مجھے بتائیں گے کہ اگر میں اس بات کی گواہی دوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، اور میں پانچ نمازیں ادا کروں، زکوٰۃ دوں، رمضان کے روزے رکھوں اور اس کا قیام کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: صدیقین اور شہداء میں سے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۝ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ ﴾ (الذاریات: 15۔ 18)

''بے شک پرہیز گار لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ اُن کا رب انہیں جو دے گا اُسے لے رہے ہوں گے، بے شک وہ لوگ اس سے پہلے (دنیا میں) نیک کام کرنے والے تھے۔ وہ راتوں میں کم سوتے تھے۔ اور صبح کے وقت اپنے رب سے مغفرت طلب کرتے تھے۔''

وہ سجدہ روحِ زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

اللہ تعالیٰ نے سورہ مزمل میں نبی کریم ﷺ کو پہلے نماز کا، پھر دعوت کی راہ میں

❶ مسند بزار: 22/1، رقم: 25، موارد الظمآن، رقم: 19۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

اپنی قوم کی طرف سے آنے والی اذیتوں کو برداشت کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ ﴾ (المزمل : 1- 2)

''اے چادر اوڑھنے والے۔ رات کو تہجد پڑھا کرو مگر تھوڑی رات۔''

قیام اللیل اہل ایمان کی صفت ہے:

مومنین مخلصین کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اسی لیے جب اس کا وقت آتا ہے تو ان کے پہلوؤں کو بستروں سے دشمنی ہو جاتی ہے، فوراً اٹھ بیٹھتے ہیں اور وضو کر کے نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور سجدے میں جا کر اپنے رب سے دعا کرتے ہیں کہ اے الہ العالمین! ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے اور جنت میں داخل کر دے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ ﴾ (السجدہ : 16)

''ان کے پہلو اپنے بستروں سے الگ رہتے ہیں، اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے وہ خرچ کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم صادر فرمایا:

﴿ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝ ﴾ (الدھر : 26)

''اور رات کے کچھ حصہ میں پھر اس کے لیے سجدہ کریں اور لمبی رات تک اس کی تسبیح کیا کریں۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۝ وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۝ ﴾ (بنی اسرائیل : 78، 79)

''آپ زوالِ آفتاب کے وقت سے رات کی تاریکی تک نماز قائم کیجیے، اور فجر کی نماز میں قرآن پڑھیے، بے شک فجر میں قرآن پڑھنے کا وقت فرشتوں کی حاضری کا وقت ہوتا ہے۔ اور رات کے کچھ حصے میں نمازِ تہجد میں قرآن پڑھیے۔ یہ آپ کے لیے زائد نماز ہوگی۔ اُمید ہے کہ آپ کا رب آپ کو ''مقامِ محمود'' پر پہنچا دے گا۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''نمازِ پنجگانہ کے بعد اس آیت کریمہ میں آپ کو نمازِ تہجد کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ نماز آپ پر اس لیے واجب کی گئی تھی، تاکہ آپ کے درجات بلند ہوں، ورنہ آپ کے تو اگلے پچھلے سبھی گناہ معاف کر دیئے گئے تھے۔ دیگر مسلمانوں کے لیے یہ مستحب ہے۔ نمازِ پنجگانہ اور نوافل کی ادائیگی پر اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کریمانہ وعدہ کیا ہے کہ ان کا رب انھیں ''مقامِ محمود'' یعنی شفاعت کبریٰ کی اجازت مرحمت فرمائے گا۔'' [1]

قیام اللیل نفس انسانی کو سدھارتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والسلام سے ارشاد فرمایا کہ آپ رات کے وقت نماز پڑھیے اور اس میں قرآن کی تلاوت کیجیے، اس لیے کہ رات کے وقت ماحول پُرسکون ہوتا ہے، مخلوق سوئی ہوتی ہے اور ساری آوازیں خاموش ہوتی ہیں، اُس وقت کان،

[1] تیسیر الرحمن: 821/1.

آنکھ، دل اور زبان کے درمیان پورا توافق ہوتا ہے۔ لہٰذا ایسے وقت میں جب آپ نماز کے لیے اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر قرآن کی تلاوت کیجیے گا تو آپ کی قرات زیادہ حضور قلب کے ساتھ ہوگی اور آپ کے دل و دماغ پر اس کا گہرا اثر پڑے گا۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا ۝ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ۝﴾ (المزمل: 6، 7)

''بے شک رات کا اٹھنا نفس کو خوب کچل دیتا ہے، اور قرآن سمجھنے کے لیے زیادہ مناسب وقت ہے۔ بے شک دن کے وقت آپ کی بڑی مصروفیات ہوتی ہیں، اور آپ اپنے رب کا نام لیتے رہیے۔ اور اس کی طرف ہمہ تن اور یکسو ہو کر متوجہ ہو جائیے۔''

قاضی فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إِذَا لَمْ تَقْدِرْ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ وَصِيَامِ النَّهَارِ فَاعْلَمْ أَنَّكَ مَحْرُوْمٌ مُكَبَّلٌ كَبَّلَتْكَ خَطِيْئَتُكَ." [1]

''اگر تمہیں راتوں کو قیام کرنے اور دن کو روزہ رکھنے کی ہمت نہیں ہوتی تو جان لو کہ تم توفیق سے محروم اور جکڑے ہوئے ہو، تمہیں تمہارے گناہوں نے جکڑ رکھا ہے۔''

قیام اللیل دخولِ جنت کا سبب ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ

[1] المنتظم لابن الجوزی: 148/9.

وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدخُلُوا الجَنَّةَ بِسَلامٍ.)) ❶

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں، (اس طرح) تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوجاؤ گے۔''

ترغیب قیام اللیل کے لیے مزید احادیث:

((عَنْ أَبِي هُرِيرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ، شَهْرُ اللّٰهِ المُحَرَّمِ، وَأَفْضَلُ الصَّلاةِ بَعْدَ الفَرِيضَةِ، صَلاةُ اللَّيْلِ.)) ❷

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''رمضان کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والا روزہ، اللہ کے مہینے محرم کا روزہ ہے، اور فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والی نماز، رات کی نماز ہے۔''

((عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ بنِ الخَطَّابِ رضی اللہ عنہم، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: نِعْمَ الرَّجلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَو كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ.)) قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا. ❸

❶ سنن ترمذی، أبواب صفة القيامة، باب أفشوا السلام وأطعموا الطعام، رقم: 2485- شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل صوم المحرم، رقم: 1163.

❸ صحيح بخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب عبدالله بن عمر رضى الله عنهما، رقم: 3739، صحيح مسلم، كتاب الفضائل، رقم: 2478 أيضًا.

سیدنا سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم اپنے باپ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عبداللہ اچھا آدمی ہے اگر یہ رات کو نماز پڑھے (تو زیادہ بہتر ہے)'' سیدنا سالم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد (میرے والد) عبداللہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔''

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ، وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَإِنْ أَبَىٰ نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ)) [1]

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر اللہ کی عبادت کرے اور نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرے، اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر عبادت کرے اور نماز پڑھے اور اپنے خاوند کو جگائے، اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔''

((عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وأَبِى هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہما قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ، فَصَلَّيَا رَكعَتَيْنِ جَمِيْعًا، كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ.)) [2]

---

[1] سنن أبي داود، كتاب الصلاة، بـاب الحث على قيام الليل، رقم: 1450- محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے "حسن صحیح" کہا ہے۔

[2] سنن أبي داود، كتاب الصلاة، بـاب الحث على قيام الليل، رقم: 1451- محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

''سیدنا ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آدمی رات کو بیدار ہو کر اپنی اہلیہ کو بھی بیدار کرے اور دونوں دو رکعت نماز پڑھیں۔ تو ان دونوں کو ذاکرین اور ذاکرات (بہت زیادہ ذکر کرنے والوں) میں لکھ دیا جاتا ہے۔''

((عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيُّ ﷺ ، يَقُوْلُ: إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً ، لا يُوافِقُهَا رَجُلٌ مُسلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ تعالى خيرًا من أَمْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ ، إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ ، وَذٰلِكَ كلَّ لَيْلَةٍ .))[1]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''رات میں ایک گھڑی ہے جس مسلمان آدمی کو وہ میسر آجائے اور وہ اس میں دنیا اور آخرت کے معاملے میں کسی بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرما دیتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات کو ہوتی ہے۔''

((عَنْ عبدِاللّٰهِ بنِ عَمْرِو بنِ العَاصِ رضي الله عنهما ، قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ ، وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ ـ عَلَيْهِ السَّلَامُ ـ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ ، كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا .))[2]

---

[1] صحيح مسلم ، كتاب صلاة المسافرين ، باب في الليل ساعة مستجاب فيها الدعاء ، رقم: 757.

[2] صحيح بخاري ، كتاب التهجد ، باب من نام عند السحر ، رقم: 1131 ، صحيح مسلم ، كتاب الصيام ، باب النهى عن صوم الدهر لمن تضر به ...... رقم: 1159/189 .

''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ محبوب روزہ اللہ کو داوٗد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب نماز داوٗد علیہ السلام کی نماز ہے۔ وہ آدھی رات سوتے تھے، اس کے تیسرے حصے میں عبادت کے لیے اٹھ جاتے، اور اس کے چھٹے حصے میں (پھر) سو جاتے، اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن روزہ چھوڑ دیتے۔''

قیام اللیل میں دعا کرنے کا ثواب:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴾ (الدهر : 25)

''اور اپنے رب کا نام صبح اور پچھلے پہر یاد کیا کر۔''

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ اِلٰى سَمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ . يَقُوْلُ: مَنْ يَدْعُوْنِىْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهُ؟ مَنْ يَسْأَلُنِىْ فَاُعْطِيَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِىْ فَاَغْفِرَلَهُ؟)) [1]

''ہمارا رب تبارک تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے جس وقت رات کا آخری حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ اعلان فرماتا ہے: کون ہے جو مجھے پکارے میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اسے

---

[1] صحيح بخاری، كتاب التهجد، باب الدعاء والصلاة من آخر الليل، رقم: 1145، صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب فی الدعاء، رقم: 758.

دوں؟ کون ہے جو مجھ سے گناہ کی معافی مانگے میں اسے معاف کر دوں؟''

قبولیت دُعا کے لیے مسنون کلمات اور اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم:

1:......سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو یوں کہتے ہوئے سنا:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ بِأَنِّیْ أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، اَلْأَحَدُ، الصَّمَدُ، الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ، وَلَمْ یُوْلَدْ، وَلَمْ یَكُنْ لَهٗ كُفُوًا أَحَدٌ.))

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس لیے کہ تو اللہ ہے، اکیلا ہے، بے نیاز ہے، جس نے کسی کو جنم نہیں دیا ہے اور نہ ہی اسے کسی نے جنم دیا، نہ اس کا کوئی ہم سر ہے۔''

فضیلت:......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَقَدْ سَأَلْتَ اللّٰهَ بِالْإِسْمِ الْأَعْظَمِ، الَّذِیْ إِذَا سُئِلَ بِهٖ أَعْطٰی، وَإِذَا دُعِیَ بِهٖ أَجَابَ))[1]

''اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے اس کے ایسے عظیم ترین نام (اسم اعظم) کے ذریعے سے سوال کیا ہے کہ جس کے ساتھ جب (بھی) اس سے مانگا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے اور جب بھی اس کے ساتھ اس سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے۔''

2:......سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مچھلی والے (یونس علیہ السلام) کی دعا جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے یہ تھی:

---

[1] صحیح الترغیب والترهیب، رقم: 865.

﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴾ (الأنبياء : 87)

''(اے اللہ!) آپ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں آپ کی ذات پاک ہے
بے شک میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔''

فضیلت: ......ارشاد فرمایا کہ کوئی بھی مسلمان کسی بھی ضرورت میں اس کے ذریعہ سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور قبول فرماتا ہے۔ ❶

❸:......سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دورانِ خطبہ یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلاةً؛ لَـمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ مَا صَلّٰى عَلَيَّ، فَلْيُقِلَّ عَبْدٌ مِنْ ذٰلِكَ، أَوْ لِيُكْثِرْ)) ❷

''جو شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لیے اس وقت تک اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا کرتے ہیں جب تک وہ مجھ پر درود پڑھتا رہتا ہے اب بندے کی مرضی درود زیادہ پڑھے یا کم۔''

چند مسنون دُعائیں:

❶:......سیّدہ ام معبد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

((اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِیْ مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِیْ مِنَ الْكَذِبِ وَعَيْنِیْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرِ.)) ❸

---

❶ صحيح الترغيب والترهيب، رقم : 868. ❷ صحيح الترغيب والترهيب، رقم : 882.
❸ مشكوة المصابيح، رقم : 2501.

''اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے، عمل کو ریا سے، زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک کردے کیونکہ تو آنکھوں کی خیانت اور سینوں کے اندر چھپی باتوں کو جانتا ہے۔''

2:......سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ دعا سکھائی:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهِ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهُ لِی خَيْرًا .)) [1]

''اے اللہ! میں تجھ سے ہر طرح کی بھلائی مانگتا ہوں جلد یا دیر کی جسے میں جانتا ہوں اور جسے میں نہیں جانتا اور تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں ہر طرح کی برائی سے جلد یا دیر کی جسے میں جانتا ہوں اور جسے میں نہیں جانتا۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہر وہ بھلائی مانگتا ہوں جو تجھ سے تیرے بندے اور تیرے نبی نے مانگی اور ہر اس برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس سے تیرے بندے اور تیرے نبی نے پناہ مانگی۔ اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال

[1] صحيح سنن ابن ماجه، رقم : 3102.

کرتا ہوں اور ایسے قول وفعل کا جو بھی جنت کے قریب لے جائے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں آگ سے اور ایسے قول وفعل سے جو آگ کے قریب لے جائے۔ اے اللہ! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو نے میرے لیے جس تقدیر کا فیصلہ کیا اسے میرے حق میں بہتر بنادے۔''

❸:......سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ شُكُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ صُبُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ فِیْ عَيْنِیْ صَغِيْرًا وَفِیْ اَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيْرًا .)) ❶

''اے اللہ! مجھے شکر کرنے والا اور صبر کرنے والا بنا اور اپنی نظر میں چھوٹا اور دوسروں کی نظر میں بڑا بنادے۔''

❹:......سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض نمازوں میں یہ دعا کیا کرتے:

((اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا يَسِيْرًا)) ❷

''اے اللہ! مجھ سے آسان حساب لینا۔''

❺:......سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْاَرْبَعِ: مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا يَسْمَعُ .)) ❸

---

❶ الدعوات الماوثرات من محمد عاشور، رقم : 48.

❷ مسند احمد : 48/6۔ حمزہ زین نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحیح سنن ابن ماجه، رقم : 3094.

''اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں: (1) ایسا علم جو نفع نہ دے (یعنی جس کے مطابق عمل نہ ہو) (2) ایسا دل جو خوف نہ کھائے (3) ایسا نفس جو آسودہ نہ ہو (4) اور ایسی دعا جو قبول نہ ہو۔''

6:...... سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ .)) [1]

''اے اللہ! میں فکر اور غم، کمزوری اور سستی، بزدلی اور بخیلی، قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

7:...... جناب زیاد بن علاقہ رحمہ اللہ کے چچا کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ وَالْاَدْوَاءِ .)) [2]

''اے اللہ! میں برے اخلاق، برے اعمال، بری خواہشات اور بری بیماریوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

8:...... سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ .)) [3]

''اے اللہ! میں فقیری سے (دین اور دنیا کی ضرورتوں میں) کمی سے (اور

---

[1] صحيح سنن النسائی، رقم: 5039. [2] صحيح سنن الترمذی، رقم: 2840.
[3] صحيح سنن النسائی، رقم: 5046.

دنیا و آخرت میں) رسوائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں نیز اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے۔"

رات کو آنکھ کھلے تو بندہ دعا ضرور کرے اور نماز پڑھے:

جو شخص رات میں اس طرح بیدار ہو کہ کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی توحید، اس پر ایمان ویقین، اس کی کبریائی اور سلطنت کے سامنے تسلیم اور بندگی، اس کی نعمتوں کا اعتراف اور اس پر اس کا شکر وحمد اور اس کی ذات پاک کی تنزیہ وتقدیس سے بھرپور کلمات زبان پر جاری ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو بھی قبول کرتا ہے اور اس کی نماز بھی بارگاہ رب العزت میں مقبول ہوتی ہے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، ثُمَّ: قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي أَوْ دَعَا اسْتُجِيبَ لَهُ، فَإِنْ تَوَضَّأَ وَصَلَّى قُبِلَتْ صَلَاتُهُ.)) [1]

"جو شخص رات کو بیدار ہو کر یہ دعا پڑھے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ملک اسی کے لیے ہے اور تمام تعریفیں بھی اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اللہ کی ذات پاک ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کی مدد کے بغیر نہ کسی کو گناہوں سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی ہمت۔ پھر یہ پڑھے: اے اللہ! میری مغفرت فرما۔ یا یہ کہا کہ کوئی دعا کرے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ پھر اگر اس نے وضو کیا اور

[1] صحیح بخاری، کتاب التهجد، رقم: 1154.

نماز پڑھی تو نماز بھی مقبول ہوتی ہے۔''

قیام اللیل قرب الٰہی کا ذریعہ ہے:

قیام اللیل انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ كَلَّا ۖ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩ ﴾ (العلق : 19)

''ہرگز نہیں، اس کا کہنا مت مان اور سجدہ کر اور بہت قریب ہو جا۔''

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ ، وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ ، وَمُكَفِّرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ ، وَمَنْهَاةٌ لِلإِثْمِ .))[1]

''رات کو قیام کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کی عادت ہے، یہ تمہارے رب کے قرب کا ذریعہ ہے، برائیوں کے خاتمے اور گناہوں سے دور رہنے کا بھی سبب ہے۔''

ایک دوسرے کو قیام اللیل کی ترغیب دینا:

قیام اللیل کی ایک دوسرے کو ترغیب ضرور دینی چاہیے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ ، رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ ، فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ .))[2]

---

[1] سنن ترمذی، ابواب الدعوات، رقم : 3549، المشکاۃ، رقم : 1227، إرواء الغلیل، رقم : 452.

[2] سنن ابوداؤد، کتاب الوتر، رقم : 1450۔ محدث البانی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو رات کو اُٹھ کر نوافل ادا کرتا ہے اور اپنی بیوی کو بیدار کرتا ہے، وہ بھی نفل ادا کرتی ہے اگر وہ انکار کرتی ہے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم کرے جو رات کو اُٹھ کر نوافل ادا کرتی ہے اور اپنے خاوند کو بیدار کرتی ہے، وہ بھی نفل ادا کرتا ہے اگر وہ انکار کرتا ہے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتی ہے۔''

قیام اللیل محبت الٰہی کا ذریعہ ہے:

قیام اللیل چونکہ نفلی عبادت ہے، اور نوافل بندے کو اس کے رب کے اتنا قریب کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۭ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴾ (التوبة : 108)

''البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد اول روز ہی سے تقوے پر رکھی گئی ہے اس کی زیادہ حق دار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو (اس بات کو) پسند کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوں اور اللہ پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

صحیح بخاری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث قدسی موجود ہے۔ مظہر خلق عظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

((وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ، بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ.)) [1]

---

[1] صحيح بخارى، كتاب الرقاق، باب التواضع، رقم: 6502.

''اور میرا بندہ جن جن عبادات سے میرا قرب چاہتا ہے اور کوئی عبادت مجھے اس سے زیادہ پسند نہیں جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتوں کے ذریعے میرے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔''

قیام اللیل خیر و بھلائی کا دروازہ ہے:

قیام اللیل خیر کا دروازہ ہے۔ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تجھے بھلائیوں کے دروازے نہ بتاؤں؟ سن لیجیے روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسا کہ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کا آدھی رات کو نفل ادا کرنا۔''

بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:

﴿ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ (السجدہ: 16 تا 17)

''رات میں ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں، اپنے رب کو اس کے عذاب سے ڈر سے اور اس کی جنت کے لالچ میں پکارتے ہیں، اور ہم نے انھیں جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ اُس کے نیک اعمال کے بدلے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی کون سی نعمتیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔'' [1]

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الإیمان، رقم: 2616، مسند أحمد: 231/5، رقم: 22016۔ شیخ حمزہ زین اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

قیام اللیل اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا نام ہے:

رسول اللہ ﷺ کی قیام اللیل سے والہانہ شیفتگی اور اس کے اہتمام کا اندازہ فرمایئے گا کہ رات کو اتنا لمبا قیام فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک سوج جایا کرتے، اُنھیں ورم پڑ جاتا۔ چنانچہ سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

((قَامَ النَّبِیُّ ﷺ حَتَّی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ، فَقِیْلَ لَهُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا؟)) ❶

''نبی کریم ﷺ رات کو اتنا لمبا قیام فرماتے کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک کو ورم پڑ جاتا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف کردی ہیں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

قیام اللیل انسان کے اندر تقویٰ پیدا کرتا ہے:

نماز نفسِ انسانی کے اندر تقویٰ کی روح پیدا کرتی ہے۔ اور نماز تہجد بھی اسی میں شامل ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَنْ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ﴾ (الانعام: 72)

''اور یہ کہ نماز قائم کرو، اور تقویٰ اختیار کرو۔''

قیام اللیل انابتِ الٰہی کا ذریعہ ہے:

پس نماز تہجد کا اہتمام کرنے والا اپنے رب کے اوامر کی پابندی کرنے لگتا ہے، اور

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: 4836.

نواہی سے اجتناب کرتا ہے، راتوں کو کم سوتا ہے، یعنی رات کا بیشتر حصہ نمازِ تہجد میں گزارتا ہے، اور جب صبح کے وقت اٹھتا ہے تو نیند کی قلت اور نمازِ تہجد کی کثرت کے باوجود، اسے احساس ہوتا ہے کہ جیسے اس کے گناہ اور جرائم بہت ہیں، اسی لیے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور توبہ واستغفار میں مشغول ہوجاتا ہے:

﴿ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ ﴾

(الذاریات: 17، 18)

''وہ راتوں میں کم سوتے تھے، اور صبح کے وقت اپنے رب سے مغفرت طلب کرتے تھے۔''

قیام اللیل میں استفتاح کی دعائیں:

(1) ...... ((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ. أَنْتَ رَبِّيْ وَأَنَا عَبْدُكَ. ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا، إِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ. وَاهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ، لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا، لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ. لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ. وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ. أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ

وَأَتُوبُ إِلَيْكَ .))[1]

’’میں نے اپنے چہرے کو اس ذاتِ اقدس کی طرف بالکل یک طرفہ ہوکر پھیرلیا ہے کہ جس نے تمام آسمانوں اور زمین کو تخلیق فرمایا ہے، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی (عقیدے) کا حکم دیا گیا ہے۔ اور میں اطاعت اختیار کرنے والوں میں سب سے مقدم ہوں۔ اے اللہ! تو ہی بادشاہ ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ۔ میں اپنے آپ پر زیادتی (ظلم) کر بیٹھا ہوں، جبکہ میں اپنے گناہ کا اعتراف بھی کرتا ہوں۔ پس اے اللہ! تو میرے تمام گناہ معاف کردے۔ اس لیے کہ بلاشبہ تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو معاف نہیں کرسکتا۔ اور مجھے سب سے اچھے اخلاق کی راہنمائی فرما، تیرے سوا اچھے اخلاق کی طرف کوئی بھی رہنمائی نہیں کرسکتا۔ اور برے اخلاق مجھ سے ہٹا دے، کیونکہ مجھ سے برے اخلاق تیرے سوا کوئی نہیں پھیرسکتا۔ پوری سعادت مندی کے ساتھ، اے اللہ! میں حاضر ہوں اور بھلائی سب کی سب تیرے ہاتھ میں ہے جبکہ برائی (کی نسبت) تیری طرف نہیں ہوسکتی۔ میں تجھ پر (مکمل بھروسہ کیے ہوئے ہوں) اور تیری ہی طرف (متوجہ) ہوں۔ تو بابرکت اور بلند ہے۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف (توبہ کے لیے) متوجہ ہوں۔‘‘

(2) ...... اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم: 1812.

قیام اللیل میں نماز کا افتتاح یوں فرماتے تھے:

((أَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَإِسْرَافِيْلَ، فَاطِرَالسَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ، اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.)) ❶

''اے اللہ! اے جبریل و میکائیل اور اسرافیل کے رب! تمام آسمانوں اور زمین کو تخلیق فرمانے والے، غائب اور حاضر کو جاننے والے۔ اپنے بندوں کے درمیان تو ہی اس بات کا فیصلہ کرے گا، جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ حق کی جن باتوں میں اختلاف ہوگیا ہے تو اپنے حکم کے ساتھ مجھے حق کی ہدایت نصیب فرمادے۔ اس لیے کہ بلاشبہ تو ہی سیدھی راہ (صراط مستقیم) کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔''

قیام اللیل میں تلاوت کے مسائل:

حضرت ام ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:

((كُنْتُ أَسْمَعُ قِرَائَةَ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ وَأَنَا عَلَى عَرِيشِي.)) ❷

''مجھے رات کو نبی ﷺ کی تلاوت کی آواز سنائی دیتی تھی جب کہ میں اپنے

---

❶ صحيح مسلم، كتاب المسافرين، رقم الحديث: 1811.

❷ سنن ابن ماجة، ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها، رقم: 1349۔ علامہ بوصیری نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

گھر کی چھت پر ہوتی تھی۔"

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:

((قَامَ النَّبِيُّ ﷺ بِآيَةٍ حَتَّى أَصْبَحَ يُرَدِّدُهَا . وَالْآيَةُ ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (المائدة : 118) .)) ❶

"نبی ﷺ نے صبح تک ایک ہی آیت بار بار پڑھتے ہوئے قیام فرمایا۔ آیت یہ ہے: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ "اگر تو ان کو سزا دے تو بے شک وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو بے شک تو ہی غالب ہے، بڑی حکمت والا ہے۔"

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى . فَكَانَ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ سَأَلَ . وَإِذَا مَرَّ بِآيَةِ عَذَابٍ اسْتَجَارَ . وَإِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَنْزِيهٌ لِلَّهِ سَبَّحَ .)) ❷

"نبی ﷺ نے نماز پڑھی۔ آپ جب کسی رحمت کی آیت پر پہنچتے تو (اللہ کی رحمت کا) سوال فرماتے اور جب کسی عذاب کی آیت پر پہنچتے تو (اللہ

---

❶ سنن ابن ماجة، ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها، رقم: 1350، مستدرك حاكم: 241/1۔ امام حاکم، ذہبی اور علامہ بوصیری نے اسے صحیح کہا ہے۔

❷ سنن ابن ماجة، ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها، رقم: 1351۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

کے عذاب سے) پناہ مانگتے اور جب کسی ایسی آیت پر پہنچتے جس میں اللہ کی تقدیس اور پاکیزگی کا ذکر ہوتا تو اللہ کی تسبیح بیان فرماتے۔''

حضرت ابولیلیٰ بلال انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:

((صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا . فَمَرَّ بِآيَةِ عَذَابٍ فَقَالَ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ . وَوَيْلٌ لِأَهْلِ النَّارِ .))❶

''نبی ﷺ رات کو نفل نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کے پہلو میں نماز پڑھی۔ (تلاوت کے دوران میں) نبی ﷺ ایک آیت پر پہنچے جس میں عذاب کا ذکر تھا تو آپ نے فرمایا:''أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ . وَوَيْلٌ لِأَهْلِ النَّارِ'' میں جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور جہنمیوں کے لیے ہلاکت ہے۔''

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کی تلاوت کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

((كَانَ يَمُدُّ صَوْتَهُ مَدًّا .))❷

''نبی ﷺ آواز کو طویل کرتے تھے۔''

حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: کیا رسول اللہ ﷺ (نماز

---

❶ سنن ابن ماجة، ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها، رقم: 1352، سنن ابوداؤد، كتاب الصلاة، رقم: 881.

❷ سنن ابن ماجة، ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها، رقم: 1353، صحيح بخاری، كتاب فضائل القرآن، رقم: 5045.

میں) بلند آواز سے قراءت کرتے تھے یا خاموشی سے؟ انہوں نے فرمایا:

((رُبَّمَا جَهَرَ وَرُبَّمَا خَافَتَ . قُلْتُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِى جَعَلَ فِى هٰذَا الْأَمْرِ سَعَةً .))❶

''کبھی جہر سے تلاوت کرتے تھے، کبھی خاموشی سے۔ میں نے کہا: اللہ اکبر! شکر ہے اللہ کا جس نے اس معاملہ میں گنجائش (اور آسانی) رکھی۔''

نماز تراویح کا وقت:

نماز تراویح کا وقت، نمازِ عشاء سے فارغ ہونے کے بعد سے لے کر فجر تک ہے، کسی بھی وقت میں ادا کی جاسکتی ہے۔ بہتر ہے کہ جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔ جو شخص امام کے ساتھ تراویح پڑھتا ہے، اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا صَلّٰى مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ .))❷

''جو شخص امام کے ساتھ تراویح پڑھتا ہے تو اس کے لیے پوری رات کے قیام کا اجر وثواب شمار کیا جاتا ہے۔''

رمضان میں قیام اللیل کی جماعت مشروع اور سنت ہے:

قیام رمضان باجماعت مشروع اور سنت ہے۔ چنانچہ اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت نکلے اور مسجد میں نماز پڑھنے لگے۔ اس پر اور لوگ بھی آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنے لگے اور انھوں نے صبح کو اس کا ذکر

❶ سنن ابن ماجة، ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها، رقم: 1354، سنن ابوداؤد، كتاب الطهارة، رقم: 226- محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❷ سنن ابوداؤد، كتاب الصيام، رقم: 1375- محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

کیا تو (اگلی) رات کو زیادہ لوگ جمع ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ دوسری رات بھی نکلے تو لوگوں نے آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی اور صبح کو لوگوں نے اس کا پھر ذکر کیا تو تیسری رات مسجد میں لوگ بہت زیادہ جمع ہوگئے۔ آپ تشریف لائے تو انھوں نے آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی، جب چوتھی رات ہوئی تو اتنی کثرت سے لوگ آئے کہ مسجد کی گنجائش تنگ پڑگئی۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ان کے لیے باہر نہ نکلے تو لوگ نماز! نماز! کہنے لگے، مگر رسول اللہ ﷺ تشریف نہیں لائے، پس فجر کی نماز ہی کے لیے نکلے۔ جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، کلماتِ شہادت تلاوت کیے اور ارشاد فرمایا:

((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ لَكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا .)) ❶

''امابعد! تمہاری رات کی حالت مجھ پر مخفی نہیں تھی لیکن مجھے اندیشہ لاحق ہوا، مبادا رات کی یہ نماز تم پر فرض کردی جائے اور پھر تم اس سے عاجز آجاؤ۔''

جناب عبدالرحمٰن بن عبد القاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں رمضان المبارک میں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف آیا تو دیکھا کہ لوگ مختلف ٹولیوں میں بٹے ہوئے تھے۔ کوئی اکیلا اپنی نماز پڑھ رہا تھا اور کچھ افراد امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ اگر ان لوگوں کو ایک قاری (امام) کے ساتھ جمع کردوں تو یہ بہتر رہے گا۔ پھر انھوں نے اس کا عزم کر ہی لیا اور انھیں سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع کردیا، پھر میں ان کے ساتھ دوسری رات

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الجمعة، رقم: 924، صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم: 76 واللفظ له.

نکلا اور لوگ اپنے قاری (امام) کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا: ((نِـعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ .)) ''یہ ایک اچھی ابتدا ہے، یہ جدید طریقہ بڑا مناسب ہے۔'' اور جس نماز سے یہ لوگ سوجاتے ہیں، وہ اس سے افضل ہے جس کا وہ قیام کر رہے ہیں۔ مقصد ہے کہ جو پچھلی رات کا قیام ہے، وہ افضل ہے۔ جبکہ یہ لوگ رات کے اوّل وقت قیام کر رہے تھے۔ ❶

فائدہ:...... ان احادیث کی روشنی میں پتا چلتا ہے کہ رمضان میں قیام اللیل باجماعت مشروع اور سنت ہے۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے چوتھی رات اس اندیشے کی وجہ سے ترک کردیا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو اُمت پر فرض کردیا جائے، جب رسول اللہ ﷺ رحلت فرما گئے، اور وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا تو وہ اندیشہ بھی باقی نہ رہا۔ چنانچہ اس کو باجماعت ادا کرنے کی سنت اور مشروعیت باقی رہ گئی۔ بعد میں امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے تو اس سنت کے احیاء کے لیے انھوں نے اس کے باجماعت ادا کرنے کا حکم صادر فرمادیا جس کی ابتداء رسول اللہ ﷺ نے کی تھی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس پر ''بدعت شرعی'' کا اطلاق نہیں ہوتا۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: ''اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بدعت کو اچھا گردانا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس کا مفہوم یہ ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد لغوی بدعت ہے، شرعی نہیں اور وہ یہ ہے کہ لغت میں بدعت ہر ایسے کام کو کہا جاتا ہے جس کی ابتداء پہلی مرتبہ کی گئی ہو، شرعی بدعت یہ ہے کہ ہر ایسا کام جس کی کوئی شرعی دلیل موجود نہ ہو۔'' ❷

---

❶ صحيح بخاری، صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، رقم: 2010.

❷ إقتضاء الصراط المستقيم، ص: 276.

امام ابوحنیفہ، شافعی اور احمد بن حنبل کا قول ہے کہ یہ نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ افضل ہے۔ ❶

قیام اللیل میں قرآنِ مجید سے دیکھ کر قراءت:

قیام اللیل میں قرآنِ مجید سے دیکھ کر قراءت کرنے میں کوئی حرج نہیں، حدیث میں آیا ہے کہ:

((وَكَانَتْ عَائِشَةُ يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ .)) ❷

''سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان کے غلام ذکوان قرآن مجید سے دیکھ کر امامت کرواتے تھے۔''

---

❶ المغنی : 605/2.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب إمامة العبد والمولی، معلقا.

تعدادِ رکعات تراویح

نمازِ تراویح گیارہ رکعات تین وتر کے ساتھ مسنون ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا عام معمول یہی تھا۔ اجلہ علماء احناف کا بھی یہی موقف ہے۔ جیسا کہ دلائل سے واضح ہو رہا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ اپنی مؤطا میں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گیارہ رکعات تراویح کا حکم لائے ہیں اور کتاب التہجد تحت رقم الحدیث (890) رقمطراز ہیں:

''میں تو اپنے لیے گیارہ رکعات قیام رمضان کا قائل ہوں، اور اسی پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا تھا، اور یہی رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے، مجھے پتا نہیں کہ لوگوں نے یہ بہت سی رکعتیں کہاں سے نکالی ہیں؟''

قاضی ابوبکر بن العربی المالکی فرماتے ہیں کہ:

''صحیح یہ ہے کہ گیارہ رکعات پڑھنی چاہئیں، یہی رسول اللہ ﷺ کی نماز اور یہی قیام ہے۔ اس کے علاوہ جتنی رکعتیں ہیں ان کی کوئی اصل نہیں ہے اور نہ ہی ان کی کوئی حد ہے۔''❶

شیخ محمد صبحی بن حسن حلاق حفظہ اللہ لکھتے ہیں: ''رات کی نماز کی رکعات کم از کم ایک اور زیادہ سے زیادہ گیارہ رکعات ہیں۔ جیسا کہ اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث میں آیا ہے۔❷

❶ عارضة الأحوذي: 19/4، تحت رقم الحديث: 806.

❷ فقہ کتاب وسنت، ص: 246۔

جو شخص عبادت کو زیادہ وقت دینا چاہے اس کے لیے ہے کہ نمازِ تراویح میں قیام کو جتنا بھی دراز کر سکتا ہو کرے۔ رکوع و سجود اور جلسے میں جتنی زیادہ تسبیحیں اور دعائیں پڑھ سکتا ہو پڑھے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام اللیل سے متعلق پوچھنے والے سے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کی چار رکعتوں کے حسن و طول کا کچھ حال نہ پوچھ یعنی مجھ سے بیان نہیں ہوسکتا۔'' ❶

اور بعض دفعہ تمام رات نماز پڑھتے رہتے، یہاں تک کہ صبح ہوجاتی۔ سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک ایک ہی آیت تلاوت فرماتے اور رکوع و سجود کرتے رہے، اور وہ آیت کریمہ یہ ہے:

﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾﴾ (المائدہ : 118)

''اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کرے تو بلاشبہ وہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو یقیناً تو غالب حکمت والا ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: ''ہم عہد عمر رضی اللہ عنہ میں قیام اتنا لمبا کرتے کہ لاٹھیوں پر ٹیک لگانا پڑتی۔'' ❷

تراویح میں پڑھنے کے لیے اگر قرآن زیادہ یاد نہ ہو تو سورۃ اخلاص کی کثرت سے ہی قیام کی درازی کو پورا کر لیا کریں۔ اگر اُمت کی مغفرت کی غرض سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی آیت کو قیام اللیل میں بار بار پڑھتے ہوئے صبح کر دی، تو آپ سورۃ اخلاص کو ہی اخلاص کے ساتھ حسب طاقت ہر ہر رکعت میں پڑھ کر اپنے اللہ کو

---

❶ صحیح بخاری، رقم : 1147.

❷ مؤطا، کتاب الصلاۃ فی رمضان، رقم: 4.

راضی کریں اور قیام، رکوع و سجود کو دُعاؤں کے ساتھ لمبا کر کے نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کریں۔ نہ کہ رکعات کی تعداد بڑھا کر رسول اللہ ﷺ کی مخالفت مول لیں۔ فافهم!

شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ ہماری مسجد کا امام نمازِ تراویح اس قدر جلدی پڑھاتا ہے کہ اس عظیم فرصت سے استفادہ کرتے ہوئے ہم دعا مانگ سکتے ہیں نہ تسبیح پڑھ سکتے ہیں اور نہ نماز خشوع سے ادا کر سکتے ہیں۔ وہ صرف تشہد اوّل پر اکتفا کرتا یعنی ”اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.“ تک پڑھتا اور کہتا ہے کہ بس اس قدر تشہد کافی ہے۔ یعنی درود شریف نہیں پڑھتا اور کہتا ہے کہ یہ اضافہ ہے اور قراءت بھی صرف ایک یا دو آیتوں کی کرتا ہے، امید ہے آپ رہنمائی فرمائیں گے، جزاکم اللہ خیرا۔

جواب:...... ائمہ کے لیے حکم شریعت یہ ہے کہ نماز خواہ تراویح ہو یا فرض اسے نہایت اطمینان وسکون سے پڑھائیں۔ قراءت ترتیل کے ساتھ کریں۔ رکوع و سجود خشوع کے ساتھ کریں اور رکوع کے بعد اور دونوں سجدوں کے درمیان کامل اعتدال سے کام لیں اور تمام نمازیں خواہ وہ فرض ہوں یا نفل نہایت اطمینان وسکون سے پڑھائیں کیونکہ طمانینت فرض ہے اور اس کے بغیر چارہ کار ہی نہیں۔ جو شخص نماز میں طمانینت کو ترک کردے اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے [1] کیونکہ ”صحیحین“ میں حدیث موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو کہ اطمینان کے ساتھ نماز نہیں پڑھ رہا تھا تو آپ نے اسے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا اور اس کی

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: 757، صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: 397.

رہنمائی کرتے ہوئے اسے بتایا کہ رکوع وسجدہ میں طمانینت واجب ہے، نیز رکوع کے بعد اور دوسجدوں کے درمیان اعتدال واجب ہے لہٰذا ائمہ مساجد کو چاہیے کہ ترتیل اور خشوع کے ساتھ قراءت کیا کریں تاکہ قراءت سے خود بھی استفادہ کریں اور ان کی اقتداء میں نماز ادا کرنے والے مقتدی بھی استفادہ کرسکیں۔ ترتیل اور خشوع سے کی گئی قراءت سن کر ہی دلوں میں تحریک، خشوع اور اللہ تعالیٰ کی طرف انابت اور توجہ پیدا ہوتی ہے۔

امام اور مقتدیوں پر یہ بھی واجب ہے کہ تشہد میں شہادتین کے بعد سلام سے پہلے نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی پر درود ابراہیمی پڑھیں [1] کیونکہ یہ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے۔ [2] لہٰذا اہل علم کی ایک بہت بڑی جماعت نماز میں درود شریف کی فرضیت کی قائل ہے۔ امام اور مقتدیوں کے لیے یہ جائز نہیں ...... خواہ نماز کا مسئلہ ہو یا کوئی اور ...... کہ وہ شریعت مطہرہ کی مخالفت کریں۔ امام، مقتدی اور انفرادی طور پر نماز ادا کرنے والے سب لوگوں کے لیے یہ بھی حکم شریعت ہے کہ وہ نماز میں درود شریف کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے عذاب جہنم، عذابِ قبر، فتنۂ موت وحیات اور فتنۂ مسیح دجال سے پناہ بھی طلب کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا اپنا بھی یہ عمل تھا اور آپ نے امت کو دعا کے مانگنے کا حکم بھی دیا ہے۔ [3] اسی طرح سلام سے پہلے کوئی اور دُعا ساتھ ملالینا بھی مستحب ہے، مثلاً اس موقع پر وہ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: 4797، صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: 407.

[2] صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: 588.

[3] سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: 1522.

مشہور دعا بھی مانگی جاسکتی ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت فرمائی کہ وہ ہر نماز کے آخری حصہ میں یہ دعا ضرور مانگیں:

((اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ .))❶

''اے اللہ! تو اپنا ذکر کرنے اور اپنا شکر ادا کرنے پر اور اپنی بہترین عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔''❷

دلیل نمبر [1]:......سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، وَهِيَ الَّتِيْ يَدْعُوْ النَّاسُ الْعَتَمَةَ اِلَى الْفَجْرِ اِحْدَى عَشَرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ .))❸

''رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجر تک گیارہ رکعات پڑھتے تھے، اور ہر دو رکعت میں سلام پھیرتے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔ عشاء کی نماز کو لوگ ''عتمہ'' بھی کہتے ہیں۔''

فائدہ:......اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے قیام اللیل کی تعداد گیارہ رکعات تھی۔

دلیل نمبر [2]:......ابوسلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا، اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی رمضان المبارک کے مہینے میں نماز کے متعلق سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا:

---

❶ سنن ابوداؤد، کتاب الوتر، باب فی الإستغفار، رقم: 1522.

❷ فتاویٰ اسلامیہ: 2/214- 216.

((كَانَتْ صَلَاتُهُ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَكْعَةً مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ .)) ❶

''آپ کی نماز تیرہ (13) رکعات تھی، اوران میں سے دو فجر کی رکعتیں تھیں''

فائدہ:......یعنی تراویح آپ گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔ اس صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ رمضان المبارک میں آپ کا قیام گیارہ رکعت تھا، اور قیام رمضان کا معنی حنفی حضرات بھی تراویح ہی کرتے ہیں۔

دلیل نمبر [3]:......ابوسلمہ رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں رات کی نماز کیسے پڑھتے تھے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((مَاكَانَ يَزِيْدُفِيْ رَمَضَانَ وَلَافِيْ غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشَرَةَ رَكْعَةً .)) ❸

''رمضان کا مہینہ ہو یا غیر رمضان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔''

ملاحظہ ہو:......اس حدیث مبارکہ کو محدثین کرام رحمہم اللہ نے ''قیام رمضان'' کے باب میں بیان کیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حدیث کا تعلق ''نمازِ تراویح'' سے ہے۔ یادرہے کہ سائل نے رمضان المبارک کی راتوں کوادا کی جانے والی نماز کے بارے میں سوال کیا تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں رمضان المبارک کے متعلق بھی

❶ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب صلاة اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل، رقم: 736/112.

❶ صحیح ابن خزیمه: 341/3، رقم: 2213۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح البخاری، کتاب صلاة التراویح، باب فضل من قام رمضان، رقم: 2013، صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب صلاة اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل ......، رقم: 738/125، موطا امام محمد، ص: 142.

جواب دیا اور ساتھ افادہ زائدہ کے طور پر غیر رمضان کے متعلق بھی بتایا کہ غیر رمضان میں بھی نبی کریم ﷺ گیارہ رکعات ادا کرتے تھے، جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر نماز فجر تک ادا کرتے تھے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیں:

1: موطا امام محمد (شاگرد امام ابوحنیفه)، باب قیام شهر رمضان ومافیه من الفضل، ص: 142، طبع قدیمی کتب خانه، کراچی .

2: صحیح البخاری، کتاب صلاة التراویح، رقم: 2031۔ فتح الباری: 250/4 .

3: سنن الکبری، للبیهقی، باب ماروي فی عدد رکعات القیام فی شهر رمضان: 495/2۔ 496 .

4: نصب الرایة از علامہ زیلعی حنفی، فصل فی قیام شهر رمضان: 153/2 .

5: فتح القدیر شرح هدایة از علامه ابن همام حنفی، فصل فی قیام رمضان: 407/1 .

6: البحرالرائق شرح کنز الدقائق از ابن نجیم حنفی: 66/2، 67 .

7: آثار السنن از نیهموی حنفي، باب التراویح بثمان رکعات، ص: 398 . ان کتب احادیث کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ اس حدیث کا تعلق تراویح کے ساتھ ہے۔

دلیل نمبر [4]......اس مسئلہ کی تائید سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ:

((صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَالْوِتْرَ، فَلَمَّاكَانَ مِنَ الْقَابِلَةِ اجْتَمَعْنَافِی الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا أَنْ يَخْرُجَ إِلَيْنَافَلَمْ نَزَلْ فِی الْمَسْجِدِ حَتّٰى أَصْبَحْنَا فَدَخَلْنَا

عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقُلْنَا لَہُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! رَجَوْنَا أَنْ تَخْرُجَ عَلَیْنَا فَتُصَلِّيَ بِنَا فَقَالَ: کَرِھْتُ أَنْ یُکْتَبَ عَلَیْکُمُ الْوِتْرُ)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رمضان المبارک میں آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے، اگلی رات ہم مسجد میں جمع ہوئے اور امید تھی کہ آپ ہمارے پاس آئیں گے۔ ہم صبح تک مسجد میں رہے۔ پھر ہم نے رسول اللہ کے پاس جا کر عرض کی، یا رسول اللہ! ہمیں امید تھی کہ آپ آ کر ہمیں نماز پڑھائیں گے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے ناپسند کیا کہ کہیں تم پر صلوٰۃ الوتر فرض نہ ہو جائے۔''

فائدہ:......اس حدیث سے جہاں آٹھ رکعات تراویح ثابت ہوئیں، وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کی اس نماز کو''صلوۃ الوتر'' بھی کہتے ہیں۔ اس حدیث کی سند میں ''عیسی بن جاریہ'' پر اعتراض کیا جاتا ہے۔لیکن عیسیٰ بن جاریہ جمہور علماء و محدثین کے نزدیک ثقہ یا کم از کم صدوق یعنی حسن الحدیث ہے۔

دلیل نمبر [5]......سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا۔ یا رسول اللہ! میرے گھر کی عورتوں نے رمضان کی رات مجھ سے کہا: ہم قرآن نہیں جانتیں، ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گی:

((فَصَلَّیْتُ بِھِنَّ ثَمَانَ رَکَعَاتٍ وَتَرْتُ فَکَانَ شِبْہَ الرِّضَا وَلَمْ

---

[1] صحیح ابن خزیمہ: 138/2، رقم: 1070، صحیح ابن حبان: 162/5، 163، قیام اللیل، ص: 252، معجم الاوسط: 168/5۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

يَقُلْ شَيْئًا .)) ❶

''میں نے انہیں آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے۔ آپ نے اس پر کچھ نہیں کہا، یعنی اظہار رضامندی فرمایا۔''

فائدہ:...... یاد رہے کہ کسی کام کو سن کر یا دیکھ کر، اس پر خاموشی اختیار کرنا آپ ﷺ کی تقریری سنت کہلاتی ہے۔

علمائے احناف کی طرف سے گیارہ رکعات کا اعتراف:

[1]:...... جناب ابوالخلاق الحسن بن عمار شرنبلالی حنفی (متوفی 1069ھ) رقم طراز ہیں: جب یہی بات ثابت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے باجماعت گیارہ رکعات مع الوتر پڑھائی پھر اس کی سنّیت سے انحراف یقیناً نبوت سے دائمی عداوت کی دلیل ہے۔ ❷

فائدہ:...... ابوالخلاق حنفی کہ یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ نبوت و رسالت سے دائمی دشمنی کی وجہ سے لوگ مسنون گیارہ رکعات تراویح نہیں پڑھتے، حالانکہ حنفی علماء جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بیس رکعات نہیں پڑھیں اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پڑھیں اور نہ ان کا حکم دیا۔ عالم دنیا میں جو یہود و نصاریٰ بعد از تحقیق اسلام قبول کرتے ہیں وہ بھی گیارہ رکعات تراویح ہی پڑھتے ہیں، کیونکہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا کلمہ بعد از تحقیق پڑھا ہوتا ہے، اس کے باوجود بھی اگر بیس کی رٹ لگائی جائے تو یہ فرقہ بندی کی نحوست کا نتیجہ ہے۔

---

❶ مسند أبي يعلى: 336/3، رقم: 1801، مجمع الزاوئد: 77/2۔ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند حسن ہے۔

❷ مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، ص: 606.

[2]:...... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد محمد بن حسن الشیبانی اپنے مؤطا باب التراویح (ص: 93) میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صحیح بخاری و مسلم میں موجود گیارہ رکعات مع الوتر والی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: کہ ہمارا بھی اس گیارہ رکعات مع الوتر والی حدیث پر ہی عمل ہے۔

[3]:...... ملا علی قاری حنفی (المتوفی 1014ھ) مرقاۃ شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں کہ مسئلہ تراویح میں حقیقت یہی ہے کہ گیارہ رکعات مع الوتر ہی مسنون ہیں۔ جن کا اہتمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت کیا تھا۔ ❶

ملاّ علی قاری دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''اس سب کا حاصل یہ ہے کہ قیام رمضان گیارہ رکعات مع الوتر جماعت کے ساتھ سنت ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے۔'' ❷

[4]:......ابن الھمام حنفی (متوفی 861ھ) رقم طراز ہیں:

''اس سب کا حاصل یہ ہے کہ قیام رمضان گیارہ رکعات مع الوتر جماعت کے ساتھ سنت ہے۔'' ❸

[5]:......عبدالحی لکھنوی حنفی 1304ھ رقمطراز ہیں:

''آپ نے تراویح دو طرح ادا کی ہے۔

(1) بیس رکعت بے جماعت ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

(2) آٹھ رکعتیں اور تین رکعات وتر باجماعت ......'' ❹

---

❶ مرقاة شرح مشكوة: 182/1.

❷ مرقاة: 382/2.

❸ فتح القدير، باب النوافل: 460/1.

❹ مجموعه فتاویٰ عبدالحی: 1/33- 332.

[6]:......عبدالشکور حنفی متوفی 1381ھ رقمطراز ہیں: ''کہ اگرچہ نبی ﷺ سے آٹھ رکعات تراویح مسنون ہے، اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیس رکعات بھی......'' ❶

[7]:......سیّد احمد طحطاوی حنفی (متوفی 1233ھ) لکھتے ہیں:

((لِأَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمْ يُصَلِّهَا عِشْرِيْنَ ، بَلْ ثَمَانِيَ .)) ❷

''کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیس نہیں آٹھ رکعات پڑھی ہیں۔''

[8]:......محمد یوسف بنوری دیوبندی (متوفی 1397ھ) نے کہا ہے:

((فَلَا بُدَّ مِنْ تَسْلِيْمٍ أَنَّهُ ﷺ صَلَّى التَّرَاوِيْحَ أَيْضًا ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ .)) ❸

''پس یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ آپ ﷺ نے آٹھ رکعات تراویح ہی پڑھی ہیں۔''

فائدہ (1):......امام ابوحنیفہ اور قاضی ابویوسف سے بسند صحیح یہ قطعی ثابت نہیں ہے کہ بیس رکعات تراویح سنت رسول ﷺ ہیں۔ بلکہ ان کے قول ((إِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ .)) کی روشنی میں مسنون رکعات تراویح گیارہ ہی ٹھہری۔ اور ساتھ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گیارہ رکعات پڑھنے کا حکم مؤطا امام مالک میں بسند صحیح موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے مختلف عرب ممالک اور غیر عرب ممالک میں حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی لوگ گیارہ رکعات ہی پڑھتے ہیں۔ اور پاکستانی حنفی علماء نے

❶ علم الفقه، ص: 198، حاشیه.

❷ حاشية الطحطاوی علی الدر المختار: 295/1.

❸ معارف السنن: 543/5.

اقرار کرنا شروع کر دیا ہے، اور کچھ عوام الناس میں سے بھی گیارہ رکعات پڑھنا شروع ہوگئے ہیں۔ الحمد للہ علی ذلک!

فائدہ (2):...... جو بات علامہ ابن رشد نے ہدایۃ المجتہد اور قاضی خان نے فتاویٰ (112/1) میں نقل کی ہے کہ: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رمضان میں ہر رات بیس یعنی پانچ ترویحہ وتر کے علاوہ پڑھنا سنت ہے، تو یہ کئی اعتبار سے درست نہیں۔

(1)...... یہ امام صاحب سے بسند صحیح ثابت نہیں۔

(2)...... یہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ضعیف حدیث سے استدلال ہے جو کہ درست نہیں۔

(3)...... یہ صحیح احادیث کے خلاف ہے، فلیتدبر!

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گیارہ رکعات کا حکم:

دلیل نمبر [6]......امام مالک، محمد بن یوسف سے، وہ سائب بن یزید سے بیان کرتے ہیں کہ:

((أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُبَیَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيْمًا الدَّارِیَ رضی اللہ عنہما أَنْ يَّقُوْمَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشَرَةَ رَكْعَةً.)) ❶

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں۔''

❶ مؤطا امام مالك، كتاب الصلاة فى رمضان: 114/1، سنن الكبرىٰ، للبيهقى: 496/2، طحاوى معانى الآثار: 193/1، معرفة السنن والآثار: 376/2- علامہ نیموی رحمہ اللہ حنفی لکھتے ہیں: اسناده صحيح ''اس حدیث کی سند صحیح ہے۔'' آثار السنن، ص: 392، تاريخ المدينة المنورة: 713/1.

دلیل نمبر [7]......امام ابوبکر بن ابی شیبہ بواسطہ یحییٰ بن سعید از محمد بن یوسف، از سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((أَنَّ عُمَرَ جَمَعَ النَّاسَ عَلَ أُبَيٍّ وَتَمِيمٍ فَكَانَا يُصَلِّيَانِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً .)) [1]

''سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اُبی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما پر جمع کیا وہ دونوں گیارہ رکعات پڑھاتے تھے۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں گیارہ رکعات کا ثبوت:

دلیل نمبر [8]......امام سعید بن منصور، از عبدالعزیز بن محمد، از محمد بن یوسف، از سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((كُنَّا نَقُوْمُ فِي زَمَانِ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً)) [2]

''ہم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں گیارہ (11) رکعات پڑھتے تھے۔''

فائدہ:......ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک عمل بھی گیارہ رکعات تھا، اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا حکم بھی یہی تھا۔ اسی کے مطابق سیدنا اُبی بن کعب اور سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہما نے گیارہ رکعات تراویح پڑھائیں، اور ان کے پیچھے پڑھنے والوں نے بھی اس پر عمل کیا۔ پس معلوم ہوا کہ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم بھی گیارہ رکعات پر تھا۔ کسی بھی صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم

[1] مصنف ابن ابی شیبہ: 392/2.

[2] التعليق الحسن على آثار السنن، ص: 392، الحاوی فی الفتاوی 349/1، 350۔ امام سیوطی رحمہ اللہ اس سند کے بارہ میں فرماتے ہیں: ''وفی مصنف سعيد بن منصورغاية الصحة'' ''یہ روایت بہت صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔''

کا بیس رکعات پڑھنے کا عمل یا حکم موجود نہیں ہے۔

یاد رہے کہ امیر المومنین عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، ابی بن کعب اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے بیس (20) رکعات قیام اللیل کی تمام روایات سنداً ضعیف ہیں، بلکہ بعض تو موضوع درجہ کی روایات ہیں۔ ذیل کی سطور میں ہم چند ایسی روایات اور ان کی تحقیق پیش کر دیتے ہیں کہ جن سے بیس رکعات تراویح سنت نبویہ ہونے کی دلیل پکڑی جاتی ہے۔

بیس رکعت تراویح کے قائلین اور جوابات

علمائے احناف بیس رکعت تراویح کے قائل و فائل ہیں۔ چنانچہ ذیل کی سطور میں ان کے دلائل مع جوابات رقم کیے جاتے ہیں۔

دلیل نمبر [1]......سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ رمضان میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔'' ❶

جواب: ......اس حدیث میں ایک راوی ابراہیم بن عثمان ہے۔جس کے بارے میں علامہ زیلعی فرماتے ہیں:''قال احمد: منكر الحديث'' ''امام احمد نے کہا: یہ منکر الحدیث ہے۔'' ❷

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسے شعبہ نے کذاب کہا ہے، اور احمد، ابن معین، بخاری اور نسائی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے، اور ابن عدی نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں اس حدیث کو اس کی منکر روایات میں ذکر کیا ہے۔'' ❸

ابن ہمام حنفی نے فتح القدیر (333/1) اور عبدالحی لکھنوی نے اپنے فتاویٰ (354/1) میں اس حدیث پر جرح کی ہے۔

علامہ انور شاہ کاشمیری دیوبندی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اور جو بیس رکعت ہیں، تو وہ آپ علیہ السلام سے بسند ضعیف مروی ہیں، اور اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔'' ❹

---

❶ مصنف ابن ابی شیبہ: 394/2.
❷ نصب الراية : 53/1.
❸ عمدة القاری: 128/1.
❹ العرف الشذی : 166/1.

علامہ سیوطی نے کہا:

((هٰذَا حَدِيْثٌ ضَعِيفٌ جِدًّا لَا تَقُوْمُ بِهٖ حُجَّةٌ .)) ❶

''یہ حدیث سخت ضعیف ہے اس سے حجت قائم نہیں ہوتی۔''

بانی تبلیغی جماعت جناب زکریا صاحب اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک (304/2) میں فرماتے ہیں: ''کہ یقیناً محدثین کے اصولوں کے مطابق بیس رکعات نماز تراویح نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً ثابت نہیں۔ بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ والی روایت محدثین کے اصولوں کے مطابق مجروح ہے، ثابت نہیں۔''

دلیل نمبر [2]...... یزید بن رومان سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں، کہ ''لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان میں تیئس (23) رکعت پڑھتے تھے۔'' ❷

جواب:...... یہ روایت منقطع ہے۔ جیسا کہ علامہ عینی حنفی نے عمدة القاری (127/11۔ طبع دار الفکر) میں تصریح کی ہے:

''وَيَزِيْدُ لَمْ يُدْرِكْ عُمَرَ فَيَكُوْنُ مُنْقَطِعًا . ''

''اس روایت کے راوی یزید کی عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں، اس لیے یہ روایت منقطع ہے۔''

علامہ نیموی حنفی نے بھی لکھا ہے کہ ''یزید بن رومان نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔'' ❸

---

❶ الحاوی : 347/1 .

❷ مؤطا امام مالك : 15/1 .

❸ آثار السنن ، حاشيه ، ص : 253 .

دلیل نمبر [3]...... یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا۔ ❶

جواب :...... حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید بن قیس انصاری مدنی ثقہ، ثبت اور طبقہ خامسہ سے ہے۔ ❷

فائدہ :...... یاد رہے کہ اس طبقہ کی عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نیموی حنفی فرماتے ہیں: ''یحییٰ بن سعید کی عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہے۔'' ❸

فائدہ :...... علامہ نیموی تعلیق آثار السنن میں فرماتے ہیں:

''آپ پر مخفی نہ رہے کہ سائب بن یزید کی بیس رکعت والی روایت کو بعض علماء نے ان الفاظ سے ذکر کیا ہے کہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بیس رکعت پڑھتے تھے اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کے عہد مبارک میں بھی اس کی مثل، پھر بیہقی کا حوالہ دیا۔ لیکن اس کا یہ قول کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں بھی اس کی مثل مدرج قول ہے۔ امام بیہقی کی تصنیفات میں نہیں پایا جاتا۔'' ❹

دلیل نمبر [4]...... ابو عبدالرحمٰن السلمی سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا، پھر ان سے ایک کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھائے، اور آپ خود علی رضی اللہ عنہ ان کو وتر پڑھاتے تھے۔ ❺

جواب :...... یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ''حماد بن شعیب'' ہے، جسے ابن معین، نسائی اور ابوزرعہ، وغیرہم نے ضعیف کہا۔ امام

---

❶ مصنف ابن ابی شیبہ.

❷ تقریب، ص: 391.

❸ بحواله تحفة الاحوذی: 75/2.

❹ بحواله تحفة الأحوذی: 76/2.

❺ السنن الكبرى، للبيهقی: 496/2.

بخاری رحمہ اللہ نے "منكر الحديث...... تركوا حديثه" کہا۔ ❶

اور اس میں دوسرا راوی "عطاء بن السائب" مختلط ہے۔ زیلعی حنفی نے کہا ہے "لیکن اسے آخر میں اختلاط ہوگیا تھا، اور تمام جنھوں نے اس سے روایت کی ہے، اختلاط کے بعد کی ہے سوائے شعبہ اور سفیان کے۔" ❷

دلیل نمبر [5]......ابوالحسناء فرماتے ہیں کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو پانچ تراویح بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا، اور اس سند میں ضعف ہے۔" ❸

جواب :...... یہ سند بھی ضعیف ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بذات خود ہی اس مذکور بالا اثر نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اس سند میں ضعف ہے۔

مزید برآں ابوالحسناء مجہول ہے۔ ❹

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ غیر معروف ہے۔ ❺

علامہ نیموی نے بھی کہا ہے: "وَهُوَ لَا يُعْرَفُ" "وہ پہچانا نہیں جاتا۔" ❻

دلیل نمبر [6]......اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس تراویح پڑھاتے تھے۔ ❼

جواب :...... یہ سند بھی منقطع ہے۔ ❽ اور اس کی سند میں "حفص بن غياث

---

❶ لسان الميزان: 384/2. ❷ نصب الراية: 58/3.

❸ السنن الكبرى، للبيهقي : 497/2. ❹ تقريب التهذيب .

❺ ميزان الإعتدال : 515/4.

❻ حاشيه آثار السنن، ص : 255.

❼ مصنف عبد الرزاق، رقم : 7741، مصنف ابن ابى شيبه : 394/2، معجم كبير، للطبرانى، رقم : 9588، قيام الليل للمروزى، ص : 10.

❽ عمدة القارى : 127/11.

عـن الاعمش" ہے۔ پس حفص بن غیاث مدلس ہے، اور صیغہ عن سے روایت کر رہا ہے۔

دلیل نمبر [7]......سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((خَـرَجَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْـلَةٍ فِـيْ رَمَـضَـانَ فَصَلَّى النَّاسَ أَرْبَعَةً وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَأَوْتَرَ بِثَلٰثَةٍ .))❶

''نبی کریم ﷺ ایک رات نکلے، اور آپ نے لوگوں کو چوبیس رکعتیں پڑھائیں اور تین رکعات وتر پڑھائے۔''

جواب :...... یہ روایت ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ''محمد بن حمید'' ہے اس راوی پر کئی ائمہ نے جرح کی ہے۔

ذہبی کہتے ہیں: "هو ضعيف" ''وہ ضعیف راوی ہے۔''

یعقوب بن شیبہ کا کہنا ہے: "كثير المناكير"

امام بخاری کہتے ہیں: "فيه نظر" ''اس میں نظر ہے۔''

امام ابوزرعۃ نے اسے "كذاب" کہا ہے۔

اسحاق کوسج کہتے ہیں: "أشهـد أنـه كـذّاب" ''میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ "كذاب" تھا۔''

صالح جزرہ کہتے ہیں: "فى كل شئى يحدّثنا ما رأيت أجرأ على الله منه كان يأخذ أحاديث الناس يقلب بعضه على بعض ." ''وہ احادیث کے بیان میں اللہ تعالیٰ پر یہ جرأت کرتا کہ احادیث کو اُلٹ پلٹ کر کے بیان کرتا تھا۔''

ابن خراش رحمہ اللہ کہتے ہیں: "كـان والـلّـه يكذب" ''اللہ کی قسم وہ کذاب

❶ تاريخ جرجان للفهمى، ص: 142 .

راوی تھا۔‘‘

امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”لیس بثقة“ ’’وہ ثقہ نہیں ہے۔‘‘

ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی رحمہ اللہ نے بھی اس کو ضعیف گردانا ہے۔ ❶

دلیل نمبر [8]......حرم مکی میں بھی بیس رکعت تراویح ہی پڑھی جاتی ہے۔ لہٰذا تراویح بیس رکعات مسنون ہے۔

جواب :...... (1) حرم مکی میں پڑھانے والے ائمہ خود گیارہ رکعات ہی پڑھتے ہیں، کیونکہ بیس رکعات ایک امام کے بجائے دو پڑھاتے ہیں۔

(2) حرم مکی اور مدنی کے ائمہ گیارہ رکعات مسنون ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں نہ کہ بیس رکعات کا۔

(3) دنیا کے مختلف ممالک سے آنے والے لوگوں کی کثیر تعداد کی سہولت کے خاطر بیس رکعات کا اہتمام کیا گیا ہے نہ کہ بیس کو سنت سمجھ کر۔ بلکہ مکہ المکرّمۃ اور مدینۃ المنورۃ کی باقی مساجد میں ائمہ اور مقتدی حضرات آٹھ رکعات ہی پڑھتے ہیں۔

(4) حرم مکی اور مدنی کو بنیاد بنا کر بیس کا فتویٰ دینے والے لوگوں کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ وہاں کے ائمہ سینے پر ہاتھ باندھنا، رفع الیدین، فاتحہ خلف الامام اور آمین بالجہر ایسی بیسیوں سنتوں کا اہتمام کرتے ہیں جن کے قائلین بیس منکر ہیں۔ مزید برآں اُن کی مخالفت کرتے ہوئے سنتِ نبوی کے مطابق وتر بھی اُن کے پیچھے ادا نہیں کرتے بلکہ اپنے ممالک میں جب نمازِ وتر ادا کرتے ہیں تو سنتِ نبوی اور مسجد الحرام و مسجدِ نبوی کے اماموں کی مخالفت کرتے ہوئے مغرب کے مشابہ وتر ادا کرتے ہیں اور دُعائے قنوت (اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ ...... از مروی از سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما) بھی نہیں پڑھتے۔

(5) یہاں کے لوگ تو ان ائمہ کے پیچھے نماز کو جائز قرار نہیں دیتے، پھر ان کو بنیاد

❶ تجليات صفدر: 224/3.

بنا کر بیس کا فتویٰ کیوں دیتے ہیں۔ مزید برآں اگر آپ ان کو دلیل بنا کر بیس کے قائل ہیں تو وہ پکی قبریں بنانا، قبروں کو سجدہ کرنا شرک سمجھتے ہیں، اہل حدیث کہلانا اور خود کو منہج اہل حدیث پر سمجھنے میں سعادت سمجھتے ہیں، تو پھر آپ ان اُمور میں ان کا اتباع کیوں نہیں کرتے؟ فلیتدبر!

(6) شارع علیہ الصلاۃ والسلام جن پر قرآن کریم کی آیت ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ: 3) نازل ہوئی اور دین مکمل ہوگیا، ان کی سنت مبارکہ سے گیارہ رکعات ہی ثابت ہیں۔ پس بیس رکعات کو سنت قرار دینا دین میں اضافہ کے مترادف ہے۔

چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جس نے اسلام میں کوئی بدعت ایجاد کی اور اس کو وہ نیکی خیال کرتا ہے، تو تحقیق اس نے یہ گمان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت میں خیانت کی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ: 3)

''آج کے دن میں نے تم پر تمہارا دین مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت کو مکمل کر دیا اور تمھارے لیے دین اسلام پسند کیا ہے۔''[1]

امام مالک رحمہ اللہ کا اپنا منہج بھی دیکھئے کہ انھوں نے انگلیوں کے خلال کے مسئلہ میں حدیث کے مقابلہ میں اہل مدینہ کا عمل چھوڑ دیا۔ جب امام مالک رحمہ اللہ حدیث کے مقابلہ میں عمل اہل المدینہ کو حیثیت نہیں دے رہے تو پھر حدیث کے مقابلہ میں اہل مکہ اور اہل کوفہ کے عمل کی کیا حیثیت باقی رہتی ہے؟ وفی هذا كفاية لمن له دراية!

[1] كتاب الإعتصام للشاطبی: 49/1.

وتر کا بیان

اب ہم نماز وتر کی سنیت اوراس کی کم از کم تعداد کو بیان کیے دیتے ہیں:

وتر سنت مؤکدہ ہے:

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وتر فرض نماز کی طرح واجب اور لازم نہیں، لیکن سنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار فرمایا ہے۔ ❶

وتر کی فضیلت:

سیّدنا خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ، وَهِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، وَهِيَ الْوِتْرُ فَجَعَلَهَا لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ.)) ❷

''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمھیں ایک اضافی نماز عنایت فرمائی ہے جو تمھارے لیے سرخ اونٹوں سے بڑھ کر قیمتی ہے اور وہ نماز وتر ہے جس کا وقت تمھارے لیے اس نے نمازِ عشاء سے لے کر طلوعِ فجر تک مقرر کیا ہے۔''

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الوتر، رقم: 454، سنن نسائی، قیام اللیل، رقم: 1677۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❷ سنن أبوداؤد، کتاب الوتر، رقم: 1418، سنن ترمذی، کتاب الوتر، رقم: 452، سلسلة الصحيحة، رقم: 108، 1411، الإرواء، رقم: 423.

وتر کا وقت نمازِ عشاء کے بعد ساری رات ہے:

اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے سب اوقات میں وتر پڑھے ہیں۔ آپ کے وتر کا آخری وقت سحر تک پہنچا ہے۔ ❶

اور سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جسے اندیشہ ہو کہ پچھلی رات نہیں اٹھ سکے گا، اسے چاہیے کہ وتر پڑھ کر سو جائے اور جسے یقین ہو کہ پچھلی رات اٹھ جائے گا تو اسے چاہیے کہ پچھلی رات ہی وتر پڑھے، بلاشبہ پچھلی رات کی قراءت میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔'' ❷

رکعات کی تعداد:

❶: ایک وتر۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے صرف ایک وتر پڑھا، اور آپ نے فرمایا: ''أَيْ وِتْرِيْ'' یعنی یہ میرا وتر ہے۔ ❸

❷: تین وتر۔ ❹

❸: پانچ وتر۔ درمیان میں کوئی تشہد نہیں۔ ❺

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الوتر، رقم: 996، صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: 745.

❷ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: 755.

❸ صحیح بخاری، ابواب الوتر، رقم: 990، صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: 1748، السنن الکبریٰ للبیھقی: 25/3.

❹ صحیح بخاری، کتاب صلاۃ التراویح، رقم: 2013، صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: 1723.

❺ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: 1720.

4: سات وتر۔ چھ رکعات کے بعد درمیانہ تشہد ہوگا۔ [1]

5: نو وتر۔ آٹھویں رکعت کے بعد درمیانہ تشہد ہوگا۔ [2]

وتر پڑھنے کا طریقہ:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تین وتر نہ پڑھو، پانچ یا سات وتر پڑھو اور تین پڑھ کر نمازِ مغرب کی مشابہت نہ کرو۔'' [3]

معلوم ہوا کہ تین وتر یا تو ایک تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھے جائیں یا پھر دو سلام کے ساتھ۔ ان ہر دو صورتوں میں نماز وتر کی مشابہت نمازِ مغرب کے ساتھ ہرگز نہیں رہتی۔

تین رکعات وتر میں مسنون قراءت:

سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتروں میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى﴾، ﴿قُلْ يَاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی قراءت فرمایا کرتے تھے۔ [4]

دعائے قنوت:

سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ کلمات

---

[1] صحیح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم: 746.

[2] صحیح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم: 746.

[3] سنن نسائی، قيام الليل، رقم: 1730 و 1731، سنن ابن ماجه، إقامة الصلوٰات، رقم: 1171۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

[4] سنن دار قطنی: 24/2، رقم: 1632، 1633، مستدرك حاكم: 204/1، سنن الكبرىٰ بيهقی: 31/3، معرفة السنن والآثار، رقم: 55091، صحيح ابن حبان، رقم: 2429۔ ابن حبان اور حاکم نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

سکھائے ہیں کہ میں انھیں قنوتِ وتر میں پڑھا کروں:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ ، وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ ، وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ ، وَقِنِيْ شَرَّمَا قَضَيْتَ ، إِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ [وَلَا يَعِزُّمَنْ عَادَيْتَ] تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ .))[1]

"اے اللہ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں کے زمرے میں شامل فرما جنہیں تو نے ہدایت دی۔ اور مجھے اپنا دوست بنا کر ان لوگوں میں شامل کر دے جنہیں تو نے اپنا دوست بنایا، اور جو کچھ تو نے مجھے عطا کیا اس میں برکت ڈال دے۔ اور جس شر کا تو نے فیصلہ کیا ہے مجھے اس سے محفوظ فرما۔ بے شک تو ہی فیصلہ صادر کرتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جا سکتا اور جس کا تو والی بنا وہ کبھی ذلیل وخوار نہیں ہو سکتا اور وہ شخص عزت نہیں پا سکتا جس سے تو دشمنی کرے۔ اے ہمارے رب! تو برکت والا اور بلند و بالا ہے۔"

فائدہ:...... اہل بیت سے محبت، رسول اللہ ﷺ سے محبت ہے، بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت کا تقاضا ہے کہ آپ کے اہل بیت سے محبت کی جائے، ان کے طریقے کو اپنایا جائے۔ مذکورہ دعا پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدنا حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو سکھائی تھی کہ وہ نمازِ وتر میں پڑھیں۔ اب ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اس دُعا کو عملی زندگی میں لائیں اور رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت سے محبت کا اظہار کریں تاکہ کل روزِ محشر رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے حق دار ٹھہریں۔

---

[1] سنن الكبرىٰ بيهقي: 290/2، سنن ابوداؤد، باب القنوت في الوتر، رقم: 1425۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

احکام ومسائل:

1: مروجہ دُعا: ((اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ......)) کو قنوتِ وتر قرار دینا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قطعی ثابت نہیں ہے۔

2: وتروں کے بعد تین دفعہ یہ ذکر کیا جائے۔((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ)) ❶ ''پاک ہے وہ بادشاہ، نہایت پاک۔''

قنوتِ نازلہ:

وتروں میں دُعائے قنوت رکوع سے قبل اور بعد دونوں طرح جائز ہے۔ سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكُوْعِ .)) ❷

''بے شک رسول اللہ ﷺ وتر میں دُعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے۔''

محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دُعائے قنوت کے بارے میں پوچھا کہ کب مانگی جائے تو انہوں نے کہا: ((قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الرَّكُوْعِ)) ''رسول اللہ ﷺ دعا قنوت رکوع سے بعد پڑھتے۔'' ❸

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے ستر صحابہ کرام جب شہید ہوگئے، تو آپ ﷺ نے ایک ماہ صبح کی نماز میں قنوت کیا تھا۔ ❹

---

❶ سنن ابوداؤد، باب في الدعاء بعد الوتر ، رقم: 1430۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابن ماجه ، كتاب إقامة الصلوٰت وا لسنة فيها ، رقم: 1182۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ابن ماجه ، كتاب إقامة الصلوٰة والسنة فيها ، رقم: 1184۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ صحيح بخارى، كتاب المغازى، رقم: 4090.

قنوت میں ہاتھ اٹھانا:

قنوت وتر میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یقیناً میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز پڑھتے، دونوں ہاتھ اٹھاتے، اور کفار پر بددعا فرماتے۔ ❶

امام اہل سنت والجماعت، امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راھویہ رحمہما اللہ دونوں قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کے قائل تھے۔ ❷

شیخ ابن باز رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''شریعت کا حکم ہے کہ قنوت وتر میں بھی رفع الیدین کیا جائے کیونکہ یہ قنوت بھی قنوت نازلہ ہی کے جنس میں سے ہے، اور یہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ:

((أَنَّهُ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دُعَائِهِ فِيْ قُنُوْتِ النَّوَازِلِ .))❸

''آپ نے قنوت نازلہ میں دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے تھے۔'' (امام بیہقی نے اس حدیث کو صحیح سند کے ساتھ بیان فرمایا ہے) ❹

امام بیہقی نے السنن الکبریٰ (3/39، تحت الحدیث: 4809) میں رقم کیا ہے:

((وَقَدْ رَوَيْنَا فِيْ قُنُوْتِ صَلَاةِ الصُّبْحِ بَعْدَ الرُّكُوْعِ مَا يُوْجِبُ الاعْتِمَادَ عَلَيْهِ وَقُنُوْتُ الْوِتْرِ قِيَاسٌ عَلَيْهِ .))

''اور ہم نے صبح کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت کے بارے قابل اعتماد روایات ذکر کی ہیں اور قنوت وتر اس پر قیاس ہے۔''

---

❶ مسند ابوعوانة، رقم: 5913. ❷ مسائل أبوداؤد، ص : 66.

❸ السنن الكبرىٰ للبيهقى، كتاب الصلاة، باب رفع اليدين في القنوت، رقم : 3229. .

❹ فتاویٰ اسلامیہ: 1/451- 452، طبع دار السلام، لاهور۔

قیام اللیل میں گریہ کے نمونے

آخر میں ہم یہ بات بطور ترغیب ذکر کر رہے ہیں تا کہ ہر شخص کے دل میں نمازِ تہجد اور قیام اللیل فی رمضان کا جذبہ پیدا ہو جائے، اور بلکہ قیام اللیل میں گریہ کرنے کا جذبہ پیدا ہو جائے، اور وہ اس دنیا میں بارگاہِ ایزدی میں رات کی آخری گھڑیوں میں گریہ کر کے جہنم کے عذابوں سے بچ سکے۔

(1)...... جناب عطاء بن رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور عبید بن عمیر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جناب عبید بن عمر نے درخواست کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ہمیں کوئی ایسا واقعہ سنائیں جو آپ کو سب سے زیادہ بھلا لگتا ہو۔ یہ بات سن کر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور ارشاد فرمایا:

''ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے عائشہ! آج مجھے اپنے رب کی عبادت کرنے دو۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! آپ کا قرب مجھے بڑا پسند ہے اور جو چیز آپ کو خوش کرے وہ بھی پسند ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے، وضو کیا اور پھر نمازِ تہجد کی ادائیگی کے لیے کھڑے ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل گریہ کرتے رہے، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک تر ہوگئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا روئے کہ آپ کی قمیص کا اگلا حصہ تر ہوگیا، اور پھر (سجدوں میں) اتنا روئے کہ زمین بھی نم دار ہوگئی۔ اس دوران سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ

آپ ﷺ کو نماز کا کہنے آ گئے۔ دیکھا کہ آپ ﷺ رو رہے ہیں۔ بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ رو رہے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی سب لغزشیں معاف کر دی ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَفَلا اَكُونُ عَبْدًا شَكُوْرًا؟ لَقَدْ نَزَلَتْ عَلَىَّ اللَّيْلَةَ آيَاتٌ، وَيْلٌ لِمَنْ قَرَئَهَا وَلَمْ يَتَفَكَّرْ فِيْهَا .))

''کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ آج رات مجھ پر چند قرآنی آیات نازل ہوئی ہیں کہ اُس آدمی کی تباہی و بربادی ہو جو ان کو پڑھے مگر ان میں غور و فکر نہ کرے، اور وہ آیات ہیں۔''

﴿ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴾ (آل عمران: 190)

''بے شک آسمان و زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری آنے میں عقلمندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔'' [1]

(2)...... سیّدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ ایک رات تہجد کے لیے کھڑے ہوئے تو صرف ایک آیت:

﴿ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴾

(الجاثیه:21)

''کیا جو لوگ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں، ہم انھیں اُن کی طرح کر دیں گے

[1] صحیح ابن حبان: 386/2، 387، رقم: 620.

جو ایمان لائے اور انھوں نے عمل صالح کیا، ان دونوں جماعتوں کا جینا اور
مرنا ایک جیسا ہو، وہ لوگ بہت ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔''

کی قرأت میں صبح کردی اس کو بار بار پڑھتے تھے، رکوع کرتے تھے، سجدے میں جاتے تھے اور روتے تھے۔ ❶

(3)...... جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ قیام اللیل میں اتنا زیادہ روتے تھے کہ وہ چُندھے ہوگئے۔ ❷

(4)......سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ایک رات نماز پڑھ رہے تھے، جب اس آیت پر پہنچے:

﴿ إِذِ الْأَغْلَٰلُ فِيٓ أَعْنَٰقِهِمْ وَالسَّلَٰسِلُ يُسْحَبُونَ ۝ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ۝ ﴾ (المومن: 71 تا 72)

''جب طوق اور زنجیریں ان کی گردنوں میں ہوں گی جن سے پکڑ کر وہ
کھولتے پانی کی طرف گھسیٹے جائیں گے اور پھر جہنم کی آگ میں جھونک
دیے جائیں گے۔''

تو بار بار اسی آیت کو پڑھتے رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔ ❸

(5)...... جناب مروان بن رباب الاسدی رحمہ اللہ رات کو تہجد کے لیے کھڑے ہوتے اور کبھی کبھی یہی آیت صبح تک دہراتے رہتے اور روتے۔

﴿ فَقَالُوا يَٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِـَٔايَٰتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ ﴾

(الانعام: 27)

---

❶ أسد الغابة، تذكرة تميم داري.

❷ سير أعلام النبلاء: 333/4، الحلية: 272/4.

❸ تنبيه الغافلين، ص: 440، حلية الأولياء: 51/1، إحياء العلوم: 355/1.

''اس وقت کہیں گے: کاش! کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم دنیا میں پھر واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔''❶

(6)......حسن بن عرفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے یزید بن ہارون رحمہ اللہ کو دیکھا کہ تمام لوگوں میں سے ان کی آنکھیں بہت زیادہ خوبصورت تھیں، ایک زمانہ کے بعد دیکھا تو ان کی ایک آنکھ ختم ہوگئی تھی۔ پھر کچھ عرصہ بعد دیکھا تو دوسری آنکھ بھی ختم ہوچکی تھی، میں نے پوچھا: اے ابوخالد! تمہاری خوبصورت آنکھوں کو کیا ہوا؟ کہنے لگے قیام اللیل میں رونے سے میری آنکھیں ختم ہوگئی ہیں۔❷

---

❶ الصلاة والتهجد للأشبيلى، ص: 277.

❷ صفة الصفوة: 18/3، تذكرة الحفاظ: 790/3.

باب 4

رمضان المبارک اور آخری عشرہ

رمضان کے آخری عشرہ کا ایک ایک لمحہ بہت ہی زیادہ بابرکت ہے، یہی وجہ ہے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کے معمولات یکسر تبدیل ہو جاتے۔

((قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَالَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ.)) ❶

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں باقی دنوں کی نسبت عبادت میں زیادہ کوشش فرماتے تھے۔''

اس جدوجہد اور کوشش کے تعلق سے کچھ امور صحیح بخاری ومسلم کی ایک حدیث میں مذکور ہیں:

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ، وَأَحْيٰ لَيْلَهُ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ.)) ❷

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''جب رمضان کے آخری دس دن شروع ہوتے تو رسول اللہ ﷺ (عبادت کے لیے) کمربستہ ہو جاتے، راتوں کو جاگتے اور اپنے اہل وعیال کو بھی جگاتے۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الإعتكاف، رقم: 2788.

❷ صحيح بخارى، كتاب فضل ليلة القدر، رقم: 2024، صحيح مسلم، كتاب الإعتكاف، رقم: 2787.

واضح ہو کہ رمضان کے آخری عشرہ میں رسول اللہ ﷺ کے کچھ ایسے امور مذکور ہیں جو بقیہ مہینہ میں نہیں ملتے، ہم اختصار کے ساتھ ان امور کا تذکرہ ترغیباً کیے دیتے ہیں تاکہ کوئی بھی شخص اُس کی زندگی میں جب بھی رمضان کا مہینہ اور اس کا آخری عشرہ آئے تو وہ ان مقدس اور بابرکت ایام میں سے کماحقہٗ استفادہ کرنے کے لیے ان ایام کی برکتیں اور سعادتیں سمیٹنے کے لیے کمربستہ ہو جایا کرے جس کے عوض میں آخرت میں وہ ہر دکھ، ہر غم، ہر مصیبت، ہر خجالت، ہر شرمندگی اور ہر عذاب سے محفوظ ہوگا۔

(1) رات بھر جاگنا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''نبی ﷺ رمضان کے شروع کے بیس دنوں کی راتیں کچھ نماز پڑھ کر اور کچھ سو کر گزارتے لیکن جب عشرِ اخیر شروع ہو جاتا (تو مکمل شب بیداری کے لیے) کمر کس لیتے اور مستعد ہو جاتے۔''[1]

(2) اپنے اہل کو جگانا:

یہ معاملہ بھی عشرِ اخیر کے خصائص میں سے ہے، طبرانی کی ایک حدیث کے مطابق نبی ﷺ اہل کے ساتھ ساتھ ہر چھوٹے بڑے جو نماز کی طاقت رکھتے کو جگایا کرتے تھے، ایک حدیث میں بالخصوص طاق راتوں میں جگانے کا ذکر ہے۔

(3) کمر کس لینا:

اس سے مراد عبادت میں شدید جدوجہد ہے، دوسرا معنی یہ کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ اپنا بستر لپیٹ کر بیویوں سے الگ ہو جاتے تھے، یہ معنی سفیان ثوری اور دیگر ائمہ حدیث سے منقول ہے، اس معنی پر مشتمل انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک مرفوع حدیث بھی مروی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے عشرِ اخیر میں بستر لپیٹ کر اپنی

[1] مسند احمد: 146/6۔ شیخ حمزہ زین نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

بیویوں سے الگ ہو جانے کا ایک محمل یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ عشرِ اخیر میں باقاعدگی سے اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور معتکف کے لیے بیویوں کے قریب جانا نصِ قرآنی اور اجماعِ امت سے ممنوع ہے۔

(4) وصالِ صوم:

بعض روایات سے عشرِ اخیر میں نبی ﷺ کا وصالِ صوم بھی ثابت ہے۔ وصال سے مراد سحری تک کھانے پینے سے پرہیز کرنا ہے۔ وصال نبی ﷺ کے ساتھ خاص ہے، ہمارے لیے ممنوع ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ: إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَ أَيُّكُمْ مِّثْلِيْ؟ إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَ يَسْقِيْنِيْ ...... الحديث.)) ❶

"رسول اللہ ﷺ نے روزہ میں وصال سے منع فرمایا ہے، ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! آپ تو وصال کرتے ہیں؟ فرمایا: "تم میں سے کون مجھ جیسا ہے؟ میں تو اس طرح رات گزارتا ہوں کہ میرا پروردگار مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔" ❷

(5) اعتکاف:

اعتکاف کے لغوی معنی ہیں ٹھہرنا اور رکنا ❸ یا کسی چیز کو اپنے لیے لازم کر لینا اور

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الصوم، رقم: 1965.

❷ روزہ، حقیقت اور ثمرات از عبداللہ ناصر رحمانی، ص: 63-65۔

❸ لسان العرب: 252/9، مصباح المنير: 424/2.

اپنے نفس کو اس پر مقید کر دینا۔ ❶

جبکہ شرعی اصطلاح میں کوئی شخص اللہ کا تقرب حاصل کرنے، اس کی عبادت ذکر و اذکار کرنے کی نیت سے مسجد میں ایک خاص مدت کے لیے قیام کرے تو اسے اعتکاف کہتے ہیں۔ ❷

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ اپنی معروف کتاب زاد المعاد میں لکھتے ہیں:

''اعتکاف کی روح اور اس سے مقصود یہ ہے کہ قلب اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو جائے اور اس کے ساتھ جمعیتِ باطنی حاصل ہو۔ اشتغال بالخلق سے رہائی حاصل ہو اور اشتغال بالحق کی نعمت میسر آ سکے اور یہ حال ہو جائے کہ تمام افکار وتردّدات اور ہموم و وساوس کی جگہ اللہ کا ذکر اور اس کی محبت لے لے، ہر فکر اس کی فکر میں ڈھل جائے اور احساس و خیال اس کے ذکر و فکر اور اس کی رضا و قرب کے حصول کی کوشش کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے۔ مخلوق سے انس کی بجائے اللہ سے انس پیدا ہو اور قبر کی وحشت میں جب کوئی اس کا غم خوار نہ ہو گا، یہ انس اس کا زادِ سفر بنے گا، یہ ہے اعتکاف کا مقصد جو رمضان کے افضل ترین دنوں یعنی آخری عشرہ کے ساتھ مخصوص ہے۔'' ❸

مزید فرماتے ہیں:

---

❶ فتح الباری: 18/4، بلوغ الامانی: 238/10.

❷ المحلی لابن حزم: 179/5، المفردات فی غریب القرآن، ص: 259، فتح الباری: 318/4، طرح التثریب للعراقی: 166/4، بلوغ الأمانی: 238/10، السلسبیل فی معرفة الدلیل: 200/2.

❸ زاد المعاد: 178/1.

’’قلب کی اصلاح و استقامت اللہ کی طرف لے جانے والی راہ، ذاتِ الٰہی پر اعتمادِ کلی سے حاصل ہوتی ہے، اللہ کی طرف رغبت ہی دل کی بے کلی کو دُور کر سکتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف میلان ہی دل کے روگ کا تنہا اور شافعی علاج ہے اور چونکہ خور و نوش میں زیادتی، لوگوں سے بیکار ملنا جلنا، لغو گئی اور زیادہ سونا ایسے افعال ہیں جن سے (قلب) کی پریشانی بڑھتی اور تشت و افتراق واقع ہوتا ہے۔ یہ چیزیں اللہ کے راستے میں آڑ بنتی یا اس میں ضعف و کجی پیدا کرتی ہیں، اسی لیے پروردگار عزیز و رحیم نے بندوں پر اپنی رحمت کے باعث روزہ فرض کر دیا کہ کثرت خور و نوش میں کمی ہو جائے اور قلب سے شہوانی اخلاط ہٹ جائیں جو اللہ کی طرف رغبت کرنے میں مارج ثابت ہوتے ہیں، یہ چیزیں بندے پر خود اسی کی بھلائی، فائدے اور مصلحت کے لیے فرض کیں کہ وہ دنیا و آخرت میں ان سے متمتع ہو۔

نیز اعتکاف مشروع فرمایا جو اصل مقصد ہے جس سے آدمی کا دل خود بخود اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہوتا ہے، وہ اس پر بھروسہ کرتا ہے اور مخلوقات کی مصروفیات سے علیحدہ ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کی (عبادت میں) مشغول ہو جاتا ہے۔ اس طرح کہ قلب گہوارہ افکار و آلام نہیں رہتا، ذکر و محبت الٰہی کا نشیمن بن جاتا ہے، پھر یادِ الٰہی کے سوا کوئی اور یاد باقی نہیں رہ جاتی، بس یہی خیال رہتا ہے کہ اللہ کی رضا اور قرب حاصل ہو، چنانچہ وہ مخلوق کی بجائے اللہ تعالیٰ سے انس حاصل کرتا ہے اور اللہ بھی اسی سے اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ جس دن قبر میں وحشت ہو گی اور کوئی انیس نہ ہو گا اور نہ سامان فرحت ہو گا وہاں پر وہ اس کا انیس ہو گا۔

دراصل اعتکاف کا سب سے بڑا مقصود یہی ہے اور چونکہ یہ مقصد اسی طرح حاصل ہوسکتا ہے کہ اعتکاف روزے کے ساتھ ہو۔ اسی لیے اعتکاف کو بھی رمضان کے آخری عشرے میں شروع کیا گیا جو روزے کے باقی تمام ایام سے افضل ہے۔'' ❶

اعتکاف کی مشروعیت وفضیلت:

اعتکاف بڑی عظیم عبادت ہے، چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کو حج وعمرہ، طواف کرنے اور اس کے پاس اعتکاف اور نماز ادا کرنے کے لیے تعمیر کیا تھا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ؕ وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی ؕ وَ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤی اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآىِٕفِیْنَ وَ الْعٰكِفِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝۱۲۵﴾ (البقرة : 125)

''اور جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لیے لوٹ کر آنے کی جگہ اور سراسر امن بنایا، اور تم ابراہیم کی جائے قیام کو نماز کی جگہ بناؤ۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکیدی حکم دیا کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو۔''

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ.)) ❷

---

❶ زاد المعاد: 435/1، 436، صوم النبی، ص: 189، 190.

❷ صحیح مسلم، کتاب الإعتکاف، رقم: 2784.

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک کا آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دے دی، پھر آپ ﷺ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے اعتکاف کیا۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فِيْ كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ اِعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ يَوْمًا.)) ❶

''نبی کریم ﷺ ہر رمضان میں دس دن کا اعتکاف فرماتے تھے پس جس سال آپ نے رحلت فرمائی اس سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ پیارے رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف کیا کرتے تھے۔ ❷

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ: میں نے زمانہ جاہلیت میں نظر مانی تھی کہ میں مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنی نذر پوری کرو۔ ❸

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے پیارے رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الإعتکاف، رقم: 2044.

❷ صحیح بخاری، کتاب الإعتکاف، رقم: 2025، صحیح مسلم، کتاب الإعتکاف، رقم: 1171.

❸ صحیح بخاری، کتاب الإعتکاف، رقم: 2032، صحیح مسلم، کتاب الإعتکاف، رقم: 1656.

بیٹھنے کا ارادہ فرماتے تھے تو نماز فجر ادا فرماتے پھر اپنی اعتکاف گاہ میں داخل ہوتے۔ ❶

اعتکاف کرنے کا طریقہ اور ایام کی تعداد:

اعتکاف کے طریقے میں اہل علم کے دو اقوال ہیں:

❶ ایک قول یہ ہے کہ اعتکاف مسنون آخری عشرے کا ہے اور آخری عشرے کا آغاز بیس رمضان کا سورج غروب ہوتے ہی ہو جاتا ہے لہٰذا معتکف کو چاہیے کہ وہ اکیسویں رات شروع ہوتے ہی مسجد میں آ جائے۔ رات بھر تلاوتِ قرآن، ذکر الٰہی اور تسبیح و تہلیل و قیام میں مصروف رہے اور نمازِ فجر ادا کر کے اپنے اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جائے۔

❷ دوسرا موقف یہ ہے کہ ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے آخری عشرے کا اعتکاف کیا اور دوسری حدیث میں یہ ہے: اعتکاف کی جگہ میں آپ ﷺ فجر پڑھ کر داخل ہو جاتے لیکن اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ وہ اکیس یا بیس کی صبح ہے۔ بہتر یہ ہے کہ معتکف بیس رمضان کی فجر پڑھ کر اعتکاف کا آغاز کرے تا کہ آخری عشرے کی اکیسویں (21) کی طاق رات جائے اعتکاف میں گزارے کیونکہ اعتکاف لیلۃ القدر کی تلاش کا ایک ذریعہ ہے جیسا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے واضح ہوتا ہے۔ جب آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ درمیانے عشرے کا اعتکاف کیا، کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ اعتکاف کر کے اپنا بوریا باندھ کر گھروں کو چلے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے ساتھ

---

❶ سنن أبو داود، كتاب الصيام، باب الإعتكاف، رقم: 2464، سنن ابن ماجة، كتاب الصيام، رقم: 1771، صحيح ابن خزيمة، رقم: 2224۔ ابن خزیمہ اور محدث البانی نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

اعتکاف کیا ہے وہ آخری عشرے کا بھی اعتکاف کرے اور یہ بیس رمضان کو فرمایا
تھا۔غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ آخری عشرے کی اکیسویں رات بعد از غروبِ
آفتاب شروع ہوتی ہے۔آپ ﷺ نے بیسویں کے دن کا صحابہ رضی اللہ عنہم سے
اعتکاف کروایا حالانکہ آپ ﷺ انہیں رات کو بھی بلا سکتے تھے اور کہہ دیتے کہ تم
نے اعتکاف توڑ پھوڑ دیا ہے اب رات مسجد میں گزارو اور صبح فجر پڑھ کر اپنے
اعتکاف کے مقام پر داخل ہونا۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر بیس کی صبح کو مسجد میں
آجائے تو ذہنی طور پر لیلۃ القدر کی تلاش کے لیے تیار ہو جائے گا اور جائے
اعتکاف سے مانوس بھی ہو جائے گا اس طرح اس کی اکیسویں رات جائے
اعتکاف سے باہر گزرے گی جو ایک نقص بھی ہے لہٰذا زیادہ مناسب اور موزوں یہ
ہے کہ بیسویں کی صبح کو مسجد میں آئے اور نماز کی ادائیگی کے بعد اپنے معتکف میں
تیار ہو کر بیٹھے۔اس صورت میں دونوں احادیث پر عمل ہو جائے گا۔صرف آخری
عشرے سے 12 گھنٹوں کا اضافہ ہوگا اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔واللہ اعلم۔
موقف ثانی مبنی بر احتیاط ہے وگرنہ اعتکاف تو ایک دن یا رات کا بھی ہو سکتا ہے۔
جیسا کہ حدیث میں ہے:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ عُمَرَ سَاَلَ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: كُنْتُ نَذَرْتُ فِی الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، قَالَ: اَوْفِ بِنَذْرِكَ.))[1]

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ سے
سوال کیا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف کی

[1] صحيح بخاري، رقم: 2032.

نذر مانی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذروں کو پورا کرلو۔"

معلوم ہوا کہ اعتکاف ایک عشرے سے کم کا بھی ہوسکتا ہے۔

اعتکاف کرنے کا ثواب:

اعتکاف کی فضیلت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے طبرانی اور مستدرک حاکم میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے:

((مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ كُلَّ خَنْدَقٍ أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ.)) [1]

"جو شخص اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ایک دن کا اعتکاف کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں تیار کروا دے گا ہر خندق کی چوڑائی مشرق ومغرب کے فاصلے سے بھی زیادہ ہوگی۔"

اعتکاف مسجد میں خلوت کا نام ہے:

اعتکاف مسجد میں خلوت اختیار کرنے کا نام ہے، نبی کریم ﷺ اعتکاف کے دوران ایک چٹائی کی مکمل آڑ میں بیٹھا کرتے۔ پس عورتیں بھی اگر اعتکاف بیٹھنا چاہیں تو وہ بھی مسجد میں ہی اعتکاف بیٹھیں گی۔ گھر میں اعتکاف کرنے کی کوئی دلیل شرعی موجود نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ﴾ (البقرة: 187)

"اور تم ان عورتوں سے جماع نہ کرو اس حال میں کہ تم مسجدوں میں

---

[1] مستدرك حاكم: 270/4، المتجر الرابح: 370/1، رقم: 740۔ امام حاکم نے اسے "صحیح الإسناد" قرار دیا ہے۔

اعتکاف کرنے والے ہو۔''

اس آیت کریمہ کا عموم اس بات پر دال ہے کہ اعتکاف مسجد میں کیا جاتا ہے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مسجد میں اعتکاف کرنے کی حدیث سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا تَوَطَّنَ رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَتَبَشْبَشُ الْمَسَاجِدَ لِلصَّلاةِ وَ الذِّكْرِ إِلَّا تَبَشْبَشَ اللّٰهُ لَهُ كَمَا يَتَبَشْبَشُ اَهْلُ الْغَائِبِ بِغَائِبِهِمْ إِذَا قَدِمَ عَلَيْهِمْ .))[1]

''جو مسلمان نماز اور ذکر کے لیے مسجدوں میں پابندی سے حاضر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ایسا خوش ہوتا ہے، جس طرح مسافر کے گھر والے اس کے گھر آنے پر خوش ہوتے ہیں۔''

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَرَادَ اَنْ يَّعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَكَفَهُ .))[2]

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف بیٹھنے کا ارادہ فرماتے تو فجر کی نماز پڑھ کر معتکف میں داخل ہوتے۔''

سیّدنا نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے مسجد کی وہ جگہ

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب المساجد و الجماعة، رقم: 800، صحيح ابن خزيمة: 379/2، صحيح ابن حبان (الموارد الظمآن، ص: 99، رقم: 309، صحيح الترغيب و الترهيب، رقم: 325.

[2] سنن ابو داود، كتاب الصيام، رقم: 2464، سنن ابن ماجة، كتاب الصيام، رقم: 1771، صحيح ابن خزيمة، رقم: 2224۔ ابن خزیمہ اور محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

دکھائی جہاں رسول اللہ ﷺ اعتکاف کرتے تھے۔ ❶

صحابی رسول اللہ ﷺ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اِنِّیْ لَاَمْکُثُ فِی الْمَسْجِدِ سَاعَةً وَ مَا اَمْکُثُ اِلَّا لِاَعْتَکِفَ .)) ❷

''میں ایک گھڑی مسجد میں بیٹھتا ہوں مگر میری نیت اعتکاف کی ہوتی ہے۔''

اسی طرح تابعی کبیر سیّدنا سوید بن غفلہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

((مَنْ جَلَسَ فِی الْمَسْجِدِ وَ هُوَ طَاهِرٌ فَهُوَ عَاكِفٌ فِيْهِ مَالَمْ يُحْدِثْ .)) ❸

''جو شخص مسجد میں بیٹھے اور وہ حالت طہارت میں ہو پس وہ حالتِ اعتکاف ہی میں ہے جب تک اس کا وضوٹوٹ نہ جائے۔''

نیز عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص ثواب کی نیت سے ایک گھڑی ہی مسجد میں بیٹھا وہ اعتکاف میں ہے۔'' ❹

حالت اعتکاف میں ممنوع اعمال:

ان امور کی تفصیل آئندہ کی سطور میں پیشِ خدمتِ قارئین ہے۔

(1) انتہائی ضروری کام کے بغیر مسجد سے نکلنا:

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ: أَلسُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ أَنْ لَّا يَعُوْدَ مَرِيْضًا ، وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً ، وَلَا يَمَسَّ امْرَأَةً ، وَلَا

❶ صحیح ابو داؤد، رقم: 2154، سنن ابن ماجه، کتاب الصیام، رقم: 1773.
❷ المحلی لابن حزم: 180/5. ❸ المحلی لابن حزم: 179/5.
❹ المحلی: 179/5.

يُبَاشِرُهَا ، وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ إِلَّا لِمَا لَابُدَّ مِنْهُ ، وَلَا اِعْتِكَافَ إِلَّا بِصَوْمٍ ، وَلَا اِعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ جَامِعٍ .))❶

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''اعتکاف کرنے والے کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ بیمار پرسی کو نہ جائے، جنازے میں شریک نہ ہو، بیوی کو نہ چھوئے اور نہ اس کے ساتھ مجامعت کرے، اعتکاف کی جگہ سے ایسے ضروری کام کے بغیر نہ نکلے، جس کے بغیر چارہ ہی نہ ہو، اعتکاف روزے کے ساتھ ہی ہوتا ہے اور جامع مسجد میں ہوتا ہے۔''

(2) تیمارداری کے لیے مسجد سے نکلنا اور جنازے میں شرکت:

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اعتکاف کرنے والے کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ نہ کسی مریض کی عیادت کرے، نہ جنازے میں شرکت کرے اور نہ عورت کو چھوئے اور نہ ہی اس سے مباشرت کرے۔ ❷

(3) بیوی سے ہم بستری کرنا:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ۭ ﴾ (البقرة: 187)

''جب تم مسجدوں میں اعتکاف بیٹھے ہو تو اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو۔''

---

❶ سنن ابو داود، کتاب الصیام، باب المعتكف یعود المریض، رقم: 2473۔ محدث البانی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح ابو داؤد، کتاب الصیام، باب المعتكف یعود المریض، رقم: 2473۔ محدث البانی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

اور مذکورہ روایت میں بھی موجود ہے کہ معتکف عورت کو نہ چھوئے اور نہ ہی اس سے ہم بستری کرے۔

(6) لیلۃ القدر کی فضیلت:

ماہِ رمضان کے عشرِ اخیر میں ایک رات آتی ہے جسے لیلۃ القدر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، یہ عظیم الشان رات، اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم الشان انعام ہے، کیونکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿ إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ۝ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلَٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ ٱلْفَجْرِ ۝ ﴾ (القدر: 1، 5)

''یقیناً ہم نے اس قرآن کو قدر والی رات میں نازل کیا۔ آپ کیا سمجھے کہ شب قدر کیا ہے؟ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں ہر کام کے سرانجام دینے کو اللہ کے حکم سے فرشتے اور روح الامین اترتے ہیں۔ یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةٍ مُّبَٰرَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ۝ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۝ أَمْرًا مِّنْ عِندِنَآ إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝ ﴾ (الدخان: 3-5)

''یقیناً ہم نے اس قرآن کو بابرکت رات میں نازل کیا۔ بے شک ہم ڈرانے والے ہیں اس رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ معاملہ ہماری جانب سے ہے اور ہم بھیجنے والے ہیں۔''

یہ بابرکت رات رمضان المبارک میں ہی ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ (البقرة: 185)

''ماہِ رمضان وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔''

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ

1: قرآن کا نزول ماہِ رمضان میں ہوا۔

2: وہ اس ماہ کی اُس رات میں نازل ہوا جسے شب قدر کہتے ہیں۔

3: یہ رات بڑی بابرکت ہے، کیونکہ اس میں قرآن جیسی کتاب ہدایت کا نزول ہوا۔ دوسرے اس میں فرشتوں اور روح الامین علیہ السلام کا نزول، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس رات زمین پر فرشتوں کی تعداد زمین پر موجود کنکریوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ❶

4: اور چوتھی بات یہ ہے کہ اس میں سارے سال میں ہونے والے واقعات کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

5: پانچویں بات یہ ہے کہ اس کی عبادت ہزار مہینے (83 سال چار ماہ) کی عبادت سے بہتر قرار دی گئی ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"أَنَّهُ سَمِعَ مَنْ يَّثِقُ بِهِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُرِيَ أَعْمَارَ النَّاس قَبْلَهُ، أَوْ مَاشَاءَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ، فَكَأَنَّهُ تَقَاصَرَ فِي طُوْلِ الْعُمُرِ، فَأَعْطَاهُ اللّٰهُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ." ❷

---

❶ سلسلة الاحاديث الصحيحة، رقم: 2205.

❷ موطا إمام مالك، كتاب الاعتكاف، باب ما جاء فى ليلة القدر: 321/1، طبع مصر.

''انہوں نے بعض معتمد علماء سے یہ بات سنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو آپ سے پہلے لوگوں کی عمریں دکھلائیں گئیں تو آپ کو ایسا محسوس ہوا کہ آپ کی امت کی عمریں ان سے کم ہیں اور اس وجہ سے وہ ان لوگوں سے عمل میں پیچھے رہ جائے گی، جن کو لمبی عمریں دیں گئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ازالہ اس طرح فرما دیا کہ امت محمدیہ کے لیے لیلۃ القدر عطا فرما دی۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ ، وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ، مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ .)) ❶

''یہ ماہ مبارک تمہارے پاس آ گیا ہے، اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا، وہ ہر طرح کی خیر سے محروم رہا اور اس کی خیر سے بالکل محروم القسمت شخص ہی محروم رہتا ہے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمہارے پاس رمضان المبارک آیا ہے یہ بڑی برکت والا ماہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں تم پر روزے فرض کیے ہیں۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اللہ نے اس میں ایک رات رکھی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے جو اس کی خیر سے محروم ہوا وہ بہت بڑی خیر سے محروم ہوا۔ ❷

---

❶ سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، باب ما جاء في فضل شهر رمضان، رقم: 1644۔ محدث البانی نے اسے "حسن الإسناد" قرار دیا ہے۔

❷ سنن نسائی، كتاب الصيام، باب ذكر الاختلاف على معمر فيه، رقم: 2108، مسند احمد: 230/2۔ 385، مشكوة: 612/1۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ لیلۃ القدر اور شبِ معراج میں سے کون سی رات افضل ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں شبِ معراج افضل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے حق میں لیلۃ القدر افضل ہے کیونکہ شبِ معراج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس حظِّ وافر سے نوازے گئے وہ لیلۃ القدر میں ملنے والے حظ ونصیب سے اکمل و زیادہ ہے اگرچہ شبِ معراج میں بھی امت کے لیے بڑے فضائل وحظوظ ہیں لیکن جو فضل وشرف اور رتبہ علیا اس رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوا جنہیں معراج کرائی گئی وہ صرف انہی کا ہی حصہ ہے۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ عشرہ اولیٰ ذوالحج کے دن رمضان کے اس عشرۂ اخیرہ کے دنوں سے افضل ہیں اور اس عشرۂ رمضان کی راتیں عشرۂ ذوالحجہ کی راتوں سے افضل ہیں اور ہفتہ کے دنوں میں سے جمعہ افضل ہے اور سال کے ایام میں سے یوم النحر یعنی قربانی کا دن افضل ہے۔ [1]

لیلۃ القدر کا قیام:

((عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَا حَضرَ رَمَضَانُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : قَدْ جَاءَ كُمْ رَمَضَانُ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ، افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، تُفْتَحُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغْلَقُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْجَحِيْمِ، وَتُغْلَقُ فِيْهِ الشَّيَاطِيْنُ، فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ .)) [2]

[1] فتاوی ابن تیمیه: 287/25، 288.

[2] مسند احمد، رقم: 9493۔ شیخ شعیب اور احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ماہِ رمضان آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ماہِ رمضان شروع ہو چکا ہے، یہ ایک بابرکت مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس ماہ کے روزے فرض کئے ہیں، اس مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے تمام دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو بھی قید کر دیا جاتا ہے، اس مہینے میں ایک ایسی رات ہے کہ وہ ایک ہزار مہینوں سے بھی افضل ہے، جو اس رات کی برکت سے محروم رہا، وہ محروم قرار پائے گا۔''

((عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .))❶

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر کا قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

شب قدر کی تلاش:

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: تَحَرَّوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ .))❷

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رمضان کے آخری عشرے (دس دن) کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔''

❶ صحیح بخاری، کتاب فضل لیلة القدر، رقم: 2014.

❷ صحیح بخاری، کتاب فضل لیلة القدر، رقم: 2017.

شب قدر کی علامات:

امام نخعی رحمہ اللہ آخری عشرے کی ہر رات کو غسل کرتے۔ اسلاف میں سے بعض وہ تھے جو ان راتوں میں غسل کرتے اور خوشبو لگاتے جن راتوں کے متعلق یہ زیادہ امید ہوتی کہ شاید وہ لیلۃ القدر ہو۔ ❶

شیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

''واضح ہو کہ لیلۃ القدر کے تعلق سے رات کا آخری حصہ زیادہ قابل توجہ اور قابل اہتمام ہونا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴾ (القدر: 5)

یعنی ''شب قدر سراسر سلامتی والی رات ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔''

لیلۃ القدر میں زیادہ اہمیت کے ساتھ جن امور پر توجہ دینی چاہیے ان میں قیام اللیل، تلاوتِ قرآن اور دعا (بالخصوص استغفار) زیادہ قابل ذکر ہیں۔'' ❷

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''شب قدر آسان اور معتدل رات ہے جس میں نہ گرمی ہوتی ہے اور نہ ہی سردی۔ اس صبح کا سورج اس طرح طلوع ہوتا ہے کہ اس کی سرخی مدہم ہوتی ہے۔'' ❸

---

❶ لطائف المعارف، ص: 269. ❷ روزہ، حقیقت اور ثمرات، ص: 69۔

❸ مسند بزار: 486/6، صحیح ابن خزیمہ: 231/3۔ شیخ سلیم ہلالی نے اسے ''صفة صوم النبی'' میں ''حسن'' کہا ہے۔

پیارے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: شب قدر کی صبح کو سورج کے بلند ہونے تک اس کی شعاع نہیں ہوتی وہ ایسے ہوتا ہے جیسا کہ تھالی (پلیٹ) ہو۔ ❶

لیلۃ القدر کی دعا:

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ اَىُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا أَقُوْلُ فِيْهَا؟ قَالَ: قُوْلِىْ: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّىْ.)) ❷

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں نے پوچھا: ''یا رسول اللہ! اگر میں لیلۃ القدر کو پالوں تو میں کیا کہوں؟'' فرمایا: ((اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّىْ)) کہنا۔'' جس کا ترجمہ یہ ہے: ''یا اللہ! تو معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے، لہٰذا مجھے معاف فرما دے۔''

---

❶ صحیح مسلم، رقم: 762.

❷ سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم: 3513، سنن ابن ماجه، رقم: 385، مسند احمد: 171/6، مشکوة، رقم: 2091۔ محدث البانی اور شیخ حمزہ زین نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

باب 5

احکام عید الفطر

ہلالِ شوال کی رؤیت رمضان کو الوداع کرتی اور پیامِ عید لاتی ہے۔ اس عید کو عید الفطر کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو وہاں سال میں دو تہوار منائے جاتے تھے۔ ان تہواروں میں رقص و سرود اور لہو ولعب ہوتا تھا اور شراب کے خم کے خم لنڈھائے جاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے جہاں ان لوگوں کو پیغام اسلام پہنچا دیا، وہاں انہیں یہ حکم بھی سنایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو تہواروں کو دو اسلامی تہواروں عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بدل دیا ہے۔

((اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَبْدَلَكُمْ فِيْهِمَا خَيْرًا مِّنْهُمَا يَوْمَ الْاَضْحٰى وَ يَوْمَ الْفِطْرِ .)) [1]

عید! خوشی میں اظہارِ بندگی:

دنیا کی قوموں کا یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنے تہوار اور خوشی کے دنوں میں لہو ولعب، ناچ گانے، شراب نوشی اور تفریحات کو پسند کرتے ہیں۔ اگلے پچھلے رنج وغم اور مصائب کو بھول کر وقتی خوشی میں ایسے سرشار ہو جاتے ہیں کہ انہیں اپنی سدھ ہی نہیں رہتی۔ ہم اپنے برادرانِ وطن میں ہولی اور دیوالی کے موقع پر ایسے مناظر بکثرت دیکھتے رہتے ہیں۔ اسی طرح عیسائیوں کے یہاں جب کرسمس کا دن آتا ہے تو وہ ہر طرح کے معاصی

---

[1] سنن ابو داود، کتاب صلاۃ العیدین، رقم: 1134۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

اور منکرات میں مبتلا ہو کر اظہارِ مسرت کرتے ہیں۔ یہی دستور زمانۂ جاہلیت میں بھی رائج تھا۔

حضور اکرم ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ کے لوگ سال میں دو دن خوشی کے مناتے تھے۔ ان دونوں دنوں میں خوب کھیل کود ہوتا تھا اور گانے باجے کی مجلسیں جمتی تھیں۔ مگر حضور اکرم ﷺ نے ان سب سلسلوں کو ختم فرما کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان دو دنوں کے بجائے دو خوشی کے دن (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) مقرر فرمائے۔ [1] اور ان دنوں میں اظہار مسرت کا مظاہرہ کھیل کود، لہو ولعب اور تفریحات کے ذریعہ نہیں کرایا گیا بلکہ اسلام کے ماننے والوں کو حکم ہوا کہ وہ مسرت کا اظہار اس انداز میں کریں کہ وہ خوشی ان کے ظاہر اور باطن سے نمایاں ہو سکے۔ دلوں کی گہرائیوں سے سرور کی خوشبوئیں اٹھیں، ذہن و دماغ کے گوشوں سے عطر بیز ہوائیں پھیلیں اور بدن کا رگ وریشہ اور رواں رواں اظہار مسرت میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوششیں کرنے لگے۔

ایسی لازوال خوشی کے حصول اور اس کے اظہار کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان جس رب کائنات کا بندہ ہے وہ اس بندہ نواز کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار کر کے اس کی خوشنودی کا مستحق بن جائے۔ ظاہر ہے کہ جس بندہ کا آقا اس سے خوش ہو جائے اس بندہ کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے؟ اسی لیے قرآن کریم میں فرمایا گیا: وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ''اور اللہ کی طرف سے خوشنودی سب سے بڑی نعمت ہے۔'' اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لیے خوشی کے دنوں میں اظہار بندگی کا حکم دے کر شکرانہ کے طور پر دوگانہ ادا کرنے کی تاکید

[1] سنن ابو داود: 161/1.

فرمائی ہے۔ یہی عید کی اصل روح ہے۔ بقیہ جو لوازمات ہیں (مثلاً نہانا دھونا، خوشبو لگانا، نئے کپڑے پہننا، بشاشت ظاہر کرنا وغیرہ) وہ سب ضمنی ہیں۔ آج کے دن کا اصل کام یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل سے یہ ظاہر کردے کہ وہ واقعی اپنے رب کا فرمانبردار اور اطاعت گزار ہے اور ایسے ہی بندہ کو درحقیقت آج خوشی منانے کا حق ہے۔ اسی مضمون کے اظہار کے لیے بعض علماء نے درج ذیل اقوالِ حکمت نقل فرمائے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

1: لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِيْدَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ اٰمِنَ مِنَ الْوَعِيْدِ .
"اصل عید اس کی نہیں جو محض نئے کپڑے پہنے، بلکہ عید اس کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی وعید سے محفوظ ہو جائے۔" یعنی منکرات اور معاصی سے بچے اور اپنے آقا کو راضی کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے برخلاف اگر گناہوں میں مست ہے اور محض ظاہری طور پر نئے کپڑے پہن کر عید کی خوشی میں شریک ہونا چاہتا ہے تو اسے حقیقی مسرت حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔

2: لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ تَبَخَّرَ بِالْعُوْدِ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِلتَّائِبِ الَّذِىْ لَا يَعُوْدُ .
"اصل عید اس کی نہیں ہے جو عود کی خوشبو استعمال کرے بلکہ عید تو اس توبہ کرنے والے کے لیے ہے جو یہ عزم کرلے کہ اب کبھی گناہ نہ کرے گا۔" یعنی توبہ بھی محض وقتی نہ ہو بلکہ سچی اور پختہ توبہ کرنے والا ہی حقیقی مسرت سے مالا مال ہوسکتا ہے۔

3: لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ تَزَيَّنَ بِزِيْنَةِ الدُّنْيَا اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ تَزَوَّدَ بِزَادِ التَّقْوٰى . "عید اس کی نہیں ہے جو دنیا کی زیب وزینت اختیار کرے بلکہ عید تو اس کی ہے جو تقویٰ کے توشہ کو مہیا کرے۔" بالخصوص رمضان المبارک کا مہینہ تو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے حصول کا بہترین سبب بنا کر امت محمدیہ کو مرحمت فرمایا

ہے۔ روزوں کی فرضیت کا خاص مقصد بھی قرآن کریم میں یہی بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے رمضان میں جو لوگ تقویٰ سے اپنے آپ کو آراستہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں بٹھاتے ہیں وہی درحقیقت عید کی مسرتوں کے حقدار ہیں۔

4: لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ رَكِبَ الْمَطَايَا اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ تَرَكَ الْخَطَايَا .

''عید اس کی نہیں ہے جو سواریوں پر سوار ہو بلکہ عید اس کی ہے جو گناہوں اور غلطیوں کو چھوڑ دے۔'' کیونکہ اگر گناہ رہیں گے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف اور خطرہ بھی رہے گا۔ اس خطرہ کی موجودگی میں حقیقی خوشی حاصل نہیں ہوسکتی۔

5: لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ بَسَطَ الْبِسَاطَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ جَاوَزَ الصِّرَاطَ .

''عید اس کی نہیں ہے جو فرش اور گدے بچھا لے بلکہ عید تو اس کی ہے جو اپنے لیے پل صراط سے گزرنے کا انتظام کرلے۔[1]

آج افسوس کا مقام ہے کہ دیگر قوموں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی عید کو محض ایک تہوار سمجھ لیا ہے اور اظہار بندگی کا جذبہ ذہنوں سے بالکل محو ہوتا چلا جارہا ہے۔ جیسے ہی عید کا چاند نظر آتا ہے نوجوان لڑکے لڑکیوں کی ٹولیاں بازاروں میں نکل پڑتی ہیں۔ دکانوں پر مردوں عورتوں کا ہجوم ہو جاتا ہے۔ گانے بجانے کی آوازوں سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ عید کی مبارک رات مٹر گشتیوں میں ضائع کر دی جاتی ہے اور پھر عید کے دن بھی دوگانہ کی ادائیگی کے بعد انہی لغویات کا سلسلہ کئی روز تک جاری رہتا ہے۔ سینما ہالوں اور تفریح گاہوں کی رونقیں بڑھ جاتی ہیں۔ یہ صورتِ حال اہلِ اسلام کی اسلامی شان کے بالکل خلاف ہے۔ اگر ہم بھی یہی طریقہ اپنانے لگیں گے تو ہم میں اور غیروں میں آخر کیا فرق باقی رہے گا؟ اس لیے ضروری ہے کہ عید کو اسلامی شان و

[1] مظاهر حق: 492/1.

شوکت کے ساتھ منایا جائے اور یہ شان وشوکت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب کہ ہم اپنی عید کو ہر گناہ اور معصیت سے محفوظ رکھیں اور بندگی کے اظہار میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ صحیح معنی میں ہمیں اپنی بندگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

چاند دیکھنے کی دعا:

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو کہتے:

((اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيْمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ.))❶

''اے اللہ یہ چاند ہم پر امن وایمان اور سلامتی اور سلام کے ساتھ نکال جس طرح ہمارا رب پسند کرتا ہے اور راضی ہو میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔''

صدقۃ الفطر:

صدقۃ الفطر فرض ہے اس سے رمضان کی کوتاہیاں اور لغزشیں معاف ہونے کے ساتھ غرباء اور مساکین کے خورو ونوش کا انتظام بھی ہوتا ہے۔ اسلام کا تقاضا ہے کہ امراء زندگی کے سفر میں غرباء کو ساتھ لے کر چلیں بالخصوص خوشی کے موقع پر کمزور لوگوں کو یاد رکھنا دین کی روح ہے۔

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ، وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ

❶ صحيح بخاری، رقم: 1914، صحيح مسلم، رقم: 2514، سنن دارمی، رقم: 1729، طبع انصار السنة پبلی کیشنز، لاهور۔

الصَّلَاةِ فَهِیَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ .)) ❶

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر، روزے دار کو بیہودگی اور فحش باتوں سے پاک کرنے کے لیے نیز محتاجوں کے کھانے کا انتظام کرنے کے لیے فرض کیا ہے۔ جس نے نماز عید سے پہلے ادا کیا اس کا صدقہ فطر مقبول ہو گیا اور جس نے نماز عید کے بعد ادا کیا اس کا صدقہ فطر عام صدقات میں شمار ہوگا۔''

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ ، عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ ، وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى ، وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ، وَ أَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلَاةِ)) ❷

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو، غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے، بڑے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے اور لوگوں کے نمازِ عید کی طرف نکلنے سے پہلے اس کی ادائیگی کا حکم فرمایا۔''

((عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يُعْطِىْ عَنِ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ حَتّٰى اِنْ كَانَ يُعْطِىَ عَنْ بَنِيَّ ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما

❶ سنن ابو داود، کتاب الزکوة، رقم: 1609، سنن الکبری للبیهقی: 163/2، مستدرك حاكم: 409/1، سنن دارقطنی: 138/2۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

❷ صحيح بخاری، کتاب الزکاة، رقم: 1503، صحيح مسلم، کتاب الزکاة، رقم: 984، مشکوة، رقم: 1805.

يُعْطِيْهَا لِلَّذِيْنَ يَقْبَلُوْنَهَا وَكَانُوْا يُعْطُوْنَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ .))❶

''امام نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما گھر کے چھوٹے، بڑے تمام افراد کی طرف سے صدقہ فطر دیتے تھے حتیٰ کہ میرے بیٹوں کی طرف سے بھی دیتے تھے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما ان لوگوں کو دیتے تھے جو قبول کرتے اور عید الفطر سے ایک یا دو دن پہلے دیتے تھے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرانہ ہر چھوٹے، بڑے، آزاد و غلام ہر اس شخص کی طرف سے نکالنے کا حکم دیا ہے جس کی کفالت کے تم ذمہ دار ہو۔❷

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر صرف مساکین کے لیے مخصوص فرمایا تھا، زکوٰۃ کے آٹھوں مصارف پر اسے تقسیم نہیں کیا۔❸

صدقہ فطر کتنا دینا چاہیے؟

((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ مِنْ زَبِيْبٍ .))❹

''حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم صدقہ فطر ایک صاع غلہ یا ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع منقہ نکالا

❶ صحیح بخاری، ابواب صدقة الفطر، رقم: 1511.
❷ إرواء الغليل، رقم، 835.
❸ زاد المعاد: 151/1.
❹ صحیح بخاری، كتاب الزكاة، رقم: 1506، صحیح مسلم، كتاب الزكاة، رقم: 985، مشكوة، رقم: 1816.

کرتے تھے۔''

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

((فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ.)) ❶

''پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ الفطر مقرر فرمائی ہے، ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو، غلام ہو یا آزاد، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا، یہ ہر مسلمان پر فرض ہے اور آپ نے یہ بھی حکم دیا کہ اسے نمازِ عید کے لیے نکلنے سے پہلے ادا کیا جائے۔''

نمازِ عید الفطر:

عید الفطر کے موقع پر طلوعِ آفتاب کے بعد کھلے میدان میں پڑھی جانے والی نماز کو ''صلاۃ العیدین'' کہا جاتا ہے۔ دو رکعت نماز جہری قراءت کے ساتھ باجماعت ادا کی جائے، پہلی اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے بالترتیب سات اور پانچ تکبیرات کہی جائیں، جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں حدیث مروی ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی نمازِ عیدین میں بارہ بارہ تکبیرات کہتے تھے۔ ❷

❶ صحيح البخاری، كتاب الزكاة، باب فرض صدقة الفطر، رقم: 1503، صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، رقم: 974.

❷ مؤطا مالك، كتاب الصلاة، باب ما جاء فی التكبير والقراءة في صلاة العيدن، رقم: 9، مصنف ابن ابی شیبة 79/2، سنن الكبرىٰ للبيهقی: 288/3۔ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے۔

نمازِ عید کا حکم:

نمازِ عید واجب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی ہمیشہ پابندی فرمائی اور ساتھ ساتھ اس کے لیے نکلنے کا حکم بھی دیا۔

اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نوجوان اور ماہواری والی عورتوں اور پردے میں بیٹھی دوشیزاؤں کو بھی ساتھ نکال لے چلیں، البتہ ماہواری والی نماز سے (اور دوسری روایت کے لفظ ہیں: عید گاہ سے) دُور رہیں مگر اس موقع پر مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی کے پاس پردے کی چادر نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: چاہیے اس کی بہن اسے اپنی چادر اوڑھا کر لے جائے۔'' [1]

عیدین میں قراءت:

عبید اللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ نے بتایا: کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے عید کے دن کیا قراءت کی تھی؟ میں نے بتایا کہ: ﴿ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ﴾ اور ﴿ قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ﴾.

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعے میں ﴿ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴾ اور ﴿ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ﴾ سورتوں کی تلاوت کیا کرتے تھے اور جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جاتے تب بھی دونوں نمازوں میں انھی کی قراءت کرتے تھے۔ [2]

---

[1] صحيح بخاری ، كتاب العيدين ، رقم: 974، صحيح مسلم ، كتاب صلاة العيدين ، رقم: 890.

[2] صحيح مسلم ، كتاب الجمعة ، رقم: 878.

عید الفطر کے احکام ومسائل:

1: نماز کے بعد امام خطبۂ عیدین دے گا۔ ❶

2: نمازِ عیدین میں زائد تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کرنا چاہیے، سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، نبی کریم ﷺ ہر رکعت میں اور ان تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے جو آپ ﷺ رکوع سے پہلے کہتے تھے۔ ❷

3: عید کے دن ملاقات کرتے ہوئے قبولیت عمل اور برکت کی دعا دینا سلف وخلف علماء سے ثابت ہے۔ چنانچہ امام علی بن ثابت الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے ''تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ'' کے متعلق سوال کیا، جو کلمہ لوگ عید کے دن ایک دوسرے سے کہتے ہیں، تو انہوں نے جواب دیا: ''ہمارے ہاں (مدینہ میں) لوگ ہمیشہ ہی ایسا کرتے آرہے ہیں اور ہم اس میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے۔'' ❸

اور امام مکحول رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ عید والے دن جب کوئی شخص ان سے ملتا تو وہ اسے یہ دعا دیتے: ''بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ۔'' ❹

4: عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے اور وہاں پہنچ کر امام کے آنے تک تکبیرات کہنی چاہئیں اور پھر عید نماز سے فارغ ہو کر گھر آ کر بھی تکبیرات کہتے رہیے۔ ❺

---

❶ صحیح بخاری ، کتاب العیدین ، رقم: 963 .

❷ سنن ابوداؤد، ابواب تفریع استفتاح الصلاۃ ، رقم: 772۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ الثقات لابن حبان: 90/9، ترجمه رقم: 15348 .

❹ تاریخ ابن معین براوية الرواى: 236/2، ترجمه: 5167 .

❺ السنن الکبرٰی للبیهقی: 279/3، رقم: 56169، السنن للدار قطنی: 44/2، رقم: 1698 .

5: حضرت علی رضی اللہ عنہ عید الاضحیٰ کے موقع پر فجر سے لے کر 13 ذی الحج کی عصر تک تکبیرات کہتے۔ ❶

6: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر کے دن گھر سے لے کر عید گاہ تک تکبیریں کہتے جاتے۔ ❷

7: تکبیرات کے مختلف الفاظ ثابت ہیں:

((اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ .)) ❸

''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔''

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ الفاظ کہتے:

((اَللّٰـہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَاَجَلُّ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ .))❹

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے اس طرح تکبیرات کے الفاظ آتے ہیں:

((اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا .))❺

---

❶ سنن الکبریٰ للبیہقی : 279/3 .

❷ سنن الکبریٰ للبیہقی : 279/3 .

❸ مصنف ابن ابی شیبہ: 67/2، رقم: 5649 .

❹ مصنف ابن ابی شیبة : 489/1، 490 .

❺ سنن الکبریٰ للبیہقی : 316/3 .

صحیح مسلم میں یہی الفاظ بھی وارد ہیں:

((اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُلِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا .)) ❶

8: عیدگاہ میں عورتوں کی شرکت لازمی ہے، اگرچہ وہ حیض یا نفاس کے دن گزار رہی ہوں۔ حیض ونفاس والی عورتیں نماز سے علیحدہ رہیں لیکن دعا، تکبیرات اور خطبہ میں ضرور شرکت کریں۔ ❷

9: نمازعید سے پہلے یا بعد عیدگاہ میں نوافل پڑھنا جائز نہیں۔ ❸

10: عیدالفطر کے لیے جانے سے پہلے کچھ کھانا مسنون ہے۔ ❹

11: عیدالاضحیٰ کے دن نمازعید کے بعد کھانا سنت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ قربانی کے گوشت سے کھائیں۔ ❺

12: جب عید جمعے کے دن آجائے تو جس شخص نے عید پڑھ لی ہو، اس پر جمعہ واجب نہیں

---

❶ صحیح مسلم، رقم: 1358.

❶ صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم: 351، صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: 883/12.

❷ صحیح بخاری، کتاب العیدین، رقم: 989، صحیح مسلم، کتاب صلاۃ العیدین، رقم: 884.

❸ صحیح بخاری، کتاب العیدین، رقم: 953.

❹ سنن ترمذی، کتاب العیدین، رقم: 542، سنن ابن ماجۃ، رقم: 1756، صحیح ابن خزیمہ: 610/2، 611، رقم: 1426، صحیح ابن حبان، رقم: 2812- ابن خزیمہ، ابن حبان، علامہ البانی اور شعیب الارناؤط نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❺ سنن أبوداؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: 1073، سنن ابن ماجہ، کتاب إقامۃ الصلوٰت، رقم: 1311- محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

رہتا۔ وہ جمعے کی بجائے تنہا نمازِ ظہر پڑھ سکتا ہے۔ ❶

13: رسول اللہ ﷺ عید کے دن راستہ بدل کے آتے جاتے تھے۔ ❷

نوٹ :......حنفیہ کے نزدیک چھ تکبیرات زائد ہیں، تین پہلی رکعت میں، تکبیر تحریمہ کے بعد اور تین دوسری رکعت میں، لیکن ان کی دلیل والا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی اثر سخت ضعیف ہے۔ ❷

---

❶ صحیح بخاری ، کتاب العیدین ، رقم: 986.

❷ معالم السنن: 252/1، نیل الأوطار: 356/3، محلّی ابن حزم: 296/3.

آخری گزارشات

رمضان اور ہمارا معاشرہ:

ماہ رمضان المبارک کی آمد آمد کا غلغلہ اہل ایمان کی زبانوں پر ہے۔ جذبہ عبادت واطاعت سے لبریز قلوب رحمت باری تعالیٰ کی برسات کے بے چینی سے منتظر ہیں۔ مسلمان بچے رمضان کے مبارک چاند کے طلوع کا انتظار کر رہے ہیں تو مسلم گھرانوں کی عورتیں ابھی سے سحر وافطار کے لیے تیاریاں کر رہی ہیں۔ دکان داروں کے لیے بھی ماہ مبارک مادی خوشحالی کا پیغام بن کر آ رہا ہے۔ حفاظ کرام اگر قرآن کریم کی گردان میں مشغول ہیں تو قرآن سننے کا شوق رکھنے والے لوگ حافظوں کی تلاش میں سرگرداں نظر آ رہے ہیں اور بہت سے مال دار نعمت باری تعالیٰ کے قدرداں اپنی زکاۃ کے حساب وکتاب میں مشغول ہیں تاکہ ماہِ مبارک شروع ہوتے ہی اپنے فریضہ سے سبکدوش ہوں اور ستر گنا ثواب حاصل کریں۔ الغرض ہر سطح پر ماہ مبارک کے استقبال کا شعور معاشرہ میں وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ بڑھتا جا رہا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے انتظار کی گھڑیاں اختتام کو پہنچتی ہیں۔

تراویح:

آج چاند رات ہے ماہ مبارک کے اعزاز میں شہروں اور دیہاتوں کی فضا گولوں اور سائرنوں کی آوازوں سے معمور ہے۔ بچوں کے شور وشغب سے کانوں پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی۔ مسجدوں، مکانوں اور کارخانوں میں تراویح کی تیاریاں زور وشور

سے جاری ہیں۔ کہیں اطمینان سے ایک ایک پارہ پڑھا جائے گا۔ بہت سی جگہوں پر تین تین پاروں کی گردان ہوگی اور کسی کسی جگہ صرف ایک ڈیڑھ گھنٹے میں پانچ پانچ پارے پڑھنے کا باقاعدہ اعلان کیا جائے گا۔ یہاں الفاظ کی سرعت دیکھ کر آبشاروں کی روانی بھی شرمائے گی اور رکوع وسجدہ کے آداب کی برسرعام پامالی شیطان کو بھی شاباشی دینے پر مجبور کر دے گی۔ ان جگہوں پر سینکڑوں نہیں ہزاروں کا مجمع ہوگا۔ ایسی مساجد و مقامات پر تل رکھنے کی جگہ نہ ملے گی۔ حتیٰ کہ لاؤڈ اسپیکر بھی اپنے سامعین تک آواز پہنچانے میں ناکام نظر آئیں گے۔ اس عظیم مجمع کا مقصد عبادت کم، تماشہ اور نام ونمود زیادہ ہوگا اور ہر ایک یہ چاہے گا کہ جلد از جلد تراویح کی بیگار ٹال کر چائے اور کھانے کے ہوٹلوں کی راہ لے اور میوزک کے ساتھ بجنے والی نظموں اور قوالیوں کے درمیان خوش گپیاں کرتے ہوئے رات گزار دے۔

کسی کو اس ''تیز گام'' تراویح کو دیکھ کر یہ احساس تک نہ ہوگا کہ اس نے اپنے سب سے بڑے محسن ''قرآنِ کریم'' کی توہین میں کہاں تک حصہ لیا ہے؟ اور کتاب اللہ کے دل کو کس قدر ٹھیس پہنچائی ہے؟ دوسروں کو چھوڑیئے خود حافظ بھی اپنی تیزی پر فخر کرتا دکھائی دے گا اور اس کے دل پر قطعاً یہ بات نہ گزرے گی کہ اس نے الفاظ قرآنی کا گلا گھونٹ کر کتنی بڑی زیادتی کی ہے اور قرآن کو اپنے سے ناراض کر کے کتنی بڑی محرومی مول لی ہے؟

قرآن کریم کو زیادہ سے زیادہ پڑھنا اور سننا، سنانا یقیناً باعثِ اجر عظیم ہے لیکن اسی وقت جب کہ اس کا حق ادا کر کے پڑھا جائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نصیحت فرماتے ہیں:

''اس قرآن کریم کو شعر کی طرح جلدی جلدی نہ پڑھو اور سوکھی ہوئی کھجوروں کی

طرح اسے مت گراؤ۔ بلکہ اس کے عجائب پر توقف کرو اور اس سے دلوں کو جھنجھوڑو اور تم میں سے کسی کا یہ ارادہ نہ ہو کہ (بہر حال) سورت ختمی کرنی ہے۔"❶

موجودہ زمانہ کے "سپر فاسٹ" حفاظ کو اللہ سے ڈرنا چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ وہ اپنی عظیم نعمت کو کس طرح پامال کر رہے ہیں؟ کاش ہمیں قرآن کی عظمت کا احساس ہوتا۔ کاش ہمارے دلوں میں بہتر قرآن سننے اور سنانے کی خواہش انگڑائیاں لیتی اور ہم قرآن کا واقعی حق ادا کرنے والے بن جاتے۔

راتوں کی بے قدری:

یہ تہجد کا وقت ہے۔ رمضان کی رحمتیں ٹوٹ کر بندگانِ اللہ العالمین پر برس رہی ہیں۔ فرشتے صدا لگا رہے ہیں:

((يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ اَكْثِرْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ اَقْصِرْ .))❷

"اے بھلائی کے طالب آگے بڑھ اور اے برائی کا ارادہ کرنے والے اپنے ارادے سے باز آ۔"

اللہ رب العالمین اپنے بندوں کا شوق عبادت دیکھ کر فرشتوں سے فخر فرما رہا ہے۔❸

گویا رحمت کا دروازہ کھلا ہے اور شفقت و رحمت کا دریا جوش مار رہا ہے، ایسے میں کوئی خوش نصیب اپنے گرم گرم بستر کو چھوڑ کر رحمت کے حصول کی امید میں وضو کی مشقت اٹھاتا ہے اور پھر بارگاہ ایزدی میں دست بستہ کھڑے ہو کر راز و نیاز میں مشغول ہونا چاہتا ہے، مگر یہ کیا؟ وہ پڑھنا چاہتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔ وہ آگے بڑھتا ہے تو نسیان و ذہول کا غلبہ اس کے قلبی اطمینان وسکون کے تار و پود بکھیر دیتا ہے۔ اس لیے

---

❶ زاد المعاد: 340/1. ❷ مشكوة: 173/1.

❸ الترغيب و الترهيب: 60/2.

کہ قوالیوں اور گانوں کی آواز سے فضا پرشور ہے، سکون مفقود ہے، عبادت جس سکون کو چاہتی ہے اس کا دور دور تک پتا نہیں ہے۔ کیا یہ میوزک اور گانے غیر مسلم بجا رہے ہیں تاکہ مسلمانوں کی عبادت کو غارت کیا جا سکے؟ نہیں نہیں! یہ رمضانی ہوٹلوں اور ''محبین رسول'' کے گھروں سے نکلنے والی آوازیں ہیں جنہوں نے مسلم محلوں میں تہجد کے وقت عبادت کا مزا کرکرا کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ وہی گانے ہیں جن کے بارے میں ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ گانا دل میں اس طرح نفاق کی آبیاری کرتا ہے جیسے پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔ [1]

یہ گانے اللہ کی رحمت کے بجائے اس کے غضب کے نزول کا سبب ہیں۔ رمضان کی متبرک راتوں میں شیطان نے ہمیں ان خرافات میں مبتلا کر کے اللہ کی رحمت سے دور کر دیا ہے۔ ہے کوئی اللہ کا بندہ جو اس لعنت سے قوم کو نجات دلا کر اپنے لیے اخروی سعادت کی ضمانت لے؟ اور عبادت گزاروں کی دعاؤں میں اپنا حصہ مقرر کرا لے؟

دنوں کی بے حرمتی:

ایک خالص مسلم آبادی کا محلّہ ہے، لوگوں کی چہل پہل قابلِ دید ہے، بچوں کے کھیل کود کا انداز بھی مسلم قومیت پر پوری طرح شاہد عدل ہے۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ یہاں رمضان کے مبارک زمانہ میں کھانے پینے کی دکانوں پر دن میں ''ہو'' کا عالم ہوتا، ہوٹلوں اور چائے خانوں کے دروازوں پر پڑے ہوئے تالے ببانگ دہل مسلم معاشرہ کی اسلامیت کا ثبوت فراہم کرتے، مگر افسوس! یہاں سے دن میں بھی پلیٹوں اور پیالیوں کی کھنکھناہٹ کا شور سنائی دیتا ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ رمضان سے پہلے کوئی پردہ نہیں تھا اور اب لوگوں کو بے وقوف بنانے یا روزہ خوروں کو مکمل پناہ دینے کی غرض سے

[1] مظاہر حق: 91/4، شعب الایمان: 279/4.

ہوٹل کے دروازے پر میلا سا پردہ ڈال دیا گیا ہے۔ اگر کوئی اللہ کا بندہ ان رمضان کی عظمت سے کھلواڑ کرنے والوں سے اہانتِ دین کی شکایت کرتا ہے تو یہ ''ہوٹل کے مسلمان مالک'' الٹا اسے ہی خطاوار ٹھہراتے ہیں کہ یہ شخص ہماری روزی پر لات مارنا چاہتا ہے۔ انہیں اللہ کی ناراضگی کی فکر نہیں رہتی بلکہ صرف اپنی کمائی اور ذاتی مفاد پیشِ نظر رہتا ہے۔

ذرا سوچیے! کیا اس کھلی ہوئی بے حرمتی پر خاموش رہ کر ہم اللہ کے غضب کو دعوت نہیں دے رہے؟

یہ سنت کا مذاق:

یہ ایک نائی کی دکان ہے، صبح ہی سے دکان پر شیو بنوانے والوں کی بھیڑ ہے۔ نائی بھی حیران ہے کہ آج بیک وقت اتنے سارے شیو بڑھے ہوئے لوگوں نے کیوں اچانک میری دکان پر ہلہ بول دیا ہے؟ تحقیق سے پتا چلا کہ یہ بھیڑ ان بدنصیب حفاظ کی ہے جو سال بھر ڈاڑھی جیسی عظیم سنتِ اسلام سے محروم رہتے ہیں اور جو صرف قرآن سنانے کا حق حاصل کرنے کے لیے رمضان سے چند روز قبل شیو بنانا چھوڑ دیتے ہیں اور جب دسویں شب کو ختم قرآن کے بعد ان کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے تو یہ پھر اپنی سابقہ شیطانی ڈگر پر آ جاتے ہیں اور شیطان نے ان کے نفس کو اس محرومی کا ایسا عادی بنا دیا ہے کہ رمضان میں شیطانوں کی بندش کے باوجود ان کا اپنا نفس شیطان کی قائم مقامی کا کام انجام دیتا ہے ان کی اس جسارت کو دیکھ کر سچے صاحبِ ایمان کا کلیجہ منہ کو آ رہتا ہے۔ کیا اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اس بے ہودہ مذاق سے ہم نے بچنے کا کوئی راستہ نکالا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ایسے بے غیرت اور تارکِ سنت حفاظ کا قرآن کریم سن کر ہم بھی ایک سنت کے مذاق میں جان بوجھ کر شریک ہو

رہے ہیں۔ کیا اس استہزا کو روکنے کے لیے ہماری اسلامی غیرت کچھ انگڑائی لے گی؟

افطار پارٹیاں:

شامیانے، سجاوٹ، میز کرسیاں اور چکا چوند روشنی دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی بڑی ''خلاف شرع شادی'' ہونے والی ہے۔ پوچھنے پر پتا چلتا ہے کہ یہ شادی نہیں ہے بلکہ ''افطار پارٹی'' کا اہتمام ہے۔ یہ پارٹیاں نئے زمانہ کے رمضان کا فیشن اور سیاست اور ڈپلومیسی کا پلیٹ فارم بن گئی ہیں۔ نام ونمود اور سستی شہرت کے لیے بھی اس عنوان کا سہارا لیا جانے لگا ہے۔ ان پارٹیوں میں غریبوں اور دینداروں کے بجائے عموماً ایسے لوگ مدعو ہوتے ہیں جو ماہِ مبارک کے مقصد اور روح سے نا آشنا ہیں۔ ان تقریبات کی نحوست سے بہت سی جگہ شرکاء مغرب کی نماز تک سے محروم ہو جاتے ہیں اور تراویح بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ ان تقریبات کی تصویر کشی اور ویڈیو گرافی کر کے روزہ کا ثواب برسرِ عام غارت کیا جاتا ہے اور کہیں کہیں تو پارٹیوں میں مردوں اور عورتوں کا بے محابا اختلاط شرم وحیا کی چادر کو تار تار کر دیتا ہے۔

درحقیقت اس طرح کی اجتماعی افطار پارٹیاں ماہ مبارک کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ بنتی جا رہی ہیں اور ہمیں رمضان کی اس بے ادبی کا قطعاً احساس نہیں ہے، ذرا غور کریں کیا ان منکرات ومعاصی کے باوجود افطار کی یہ رسم ہمارے لیے باعث اجر وثواب بن سکتی ہے؟ آج ضرورت ہے ان مسرفانہ تقریبات پر بند لگانے اور بڑھتی ہوئی نام ونمود کی وبا پر روک لگانے کی۔ تاکہ صحیح معنی میں ہم رمضان کی برکتوں سے مالا مال ہوسکیں۔

اعتکاف سے بے رغبتی:

آخری عشرہ شروع ہو چکا ہے۔ رمضان کی مقدس ومبارک ساعتیں تیزی سے اختتام کو پہنچ رہی ہیں۔ رات کے وقت مسجد میں جائیں تو عموماً مسجدیں خالی نظر آئیں

گی اور اگر کوئی دکھائی بھی دے گا تو ایسا بوڑھا شخص جو اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہو۔ ایسا کیوں؟ کیا ان دنوں میں اعتکاف سنت موکدہ بالکفایہ نہیں؟ کیا شہنشاہِ عالم کے دربار میں برابر حاضری اہلِ ایمان کو محبوب نہیں؟ کیا ماہ مبارک کی برکتیں لوٹنے کا ان میں ولولہ نہیں؟ ہاں! ضرور ہے۔ مگر صرف زبان کی حد تک۔ جب بات وقت کی قربانی اور عیش و آرام کو چھوڑنے کی آتی ہے تو یہ ولولہ اور جذبہ یکسر کافور ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ اعتکاف کا مطلب دوسرے لفظوں میں کاروبار کا نقصان اور دنیوی مصروفیتوں میں دخل اندازی بھی ہے جسے برداشت کرنے کا ہم حوصلہ نہیں رکھتے۔ اللہ اکبر! کاروبار چھوڑنے پر نقصان کا احساس اس قدر اور رزاق حقیقی پروردگار عالم کی رحمتوں سے محرومی پر نہ کوئی افسوس اور نہ اس کی تلافی کا کوئی جذبہ؟ آخر اس بے حسی کی کوئی حد ہے؟

اعتکاف کی وہ عبادت جس کا ہمارے محبوب سرور کائنات فخر دو عالم ﷺ نے حکم ملنے کے بعد کبھی ناغہ نہیں فرمایا اور جس کے متعلق کتب حدیث میں آپ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ:

> ''جس شخص نے رمضان کے دس دن کا اعتکاف کیا اس کو دو حج اور دو عمرہ کا ثواب عطا کیا جائے گا۔''[1]

ایسی مہتم بالشان عبادت آج ہمارے اوپر بوجھ بن چکی ہے۔ کتنی ہی مسجدیں اور بستیاں اس اہم سنت سے محروم رہتی ہیں اور پورا علاقہ سنت کفایہ چھوڑنے کا گناہ اپنے سر لیتا ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں اس عظیم عبادت کی انجام دہی کی سعادت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین

---

[1] الترغیب و الترهیب: 96/2، شعب الایمان: 425/3.

اُف یہ برتاؤ:

رمضان کا زمانہ ہے۔ ایک مال دار اپنی فرم کے ''کیبن'' میں پورے امیرانہ غرور کے ساتھ موجود ہے۔ گھنٹی بجتی ہے۔ چپڑاسی اندر آتا ہے اور خبر دیتا ہے۔ سر! ایک مولوی صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں، مال دار کی پیشانی پر تکدر کی سلوٹیں پڑ جاتی ہیں، کچھ سوچ کر اور کچھ بڑبڑا کر، نہایت ترش انداز میں کہتا ہے: ''بلا لو'' مولوی صاحب ہاتھ میں بیگ لیے ہوئے کیبن میں پہنچتے ہیں۔ ابھی وہ اپنے حواس بجا نہیں کر پاتے کہ مال دار کی کرخت آواز بلند ہوتی ہے۔ ''آپ لوگوں کو کسی کے وقت کی قیمت کا قطعاً احساس نہیں۔ جب چاہا منہ اٹھا کر چلے آئے۔ چندہ کے علاوہ آپ لوگوں کا کوئی کام بھی ہے؟ مجھے اس وقت بات کرنے کی فرصت نہیں ہے۔ کسی اور وقت آیئے گا۔'' مولوی صاحب اِنّا لِلّٰہ پڑھ کر واپس ہو جاتے ہیں۔ دوسرے وقت پھر حاضر ہوتے ہیں۔ مگر محرومی ہی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ تیسری اور چوتھی مرتبہ میں زکاۃ کی معمولی رقم دے کر ان پر ''احسان'' کیا جاتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر یہ چندہ اپنی ذات کے لیے مانگا جاتا تو اس ذلت آمیز سلوک پر مولوی صاحب قیامت کی چوتھی تک بھی اس کے سامنے دوبارہ ہاتھ پھیلا کر اپنی ذلت و رسوائی مول نہ لیتے۔ لیکن آج ایک نہیں سینکڑوں مولوی محض اللہ کے دین کی بقا اور رسول اکرم ﷺ کی علمی و روحانی امانت کی حفاظت کے لیے اپنی انا کو قربان کر چکے ہیں اور اس کے برخلاف جو مال دار انہیں حقیر یا ذلیل سمجھتے ہیں۔ یا بار بار چکر کٹوا کر انہیں ہراساں اور پریشان کرتے ہیں وہ علم کی بے قدری کر کے اپنی عاقبت خود خراب کرتے ہیں۔

مال داروں کو تو ان مدارس اور ان کے نمائندوں کا احسان مند ہونا چاہیے کہ یہ ان

کے لیے خیرات میں حصہ لینے کا ذریعہ اور آخرت کی فلاح کا وسیلہ بنتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

''صدقہ خیرات کیا کرو۔ اس لیے کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ ایک شخص اپنی زکاۃ لے کر نکلے گا تو جسے زکاۃ دی جائے گی وہ کہے گا کہ اگر آپ کل گزشتہ یہ رقم لاتے تو میں قبول کر لیتا اب تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے تو وہ مال دار کسی ایسے شخص کو نہ پائے گا جو اس کے صدقے کو قبول کر لے۔''[1]

معلوم ہوا کہ چندہ دینا مدرسہ یا مولوی پر احسان نہیں بلکہ درحقیقت یہ اپنی ذات پر احسان ہے۔ کاش ہمیں اس حقیقت کے اعتراف کی توفیق ہو سکے۔

ختم قرآن:

مسجد دلہن بن رہی ہے۔ اوپر سے نیچے تک لائٹوں اور رنگ برنگے قمقموں سے فضا پرنور ہے۔ آج یہاں ختم قرآن ہوگا۔ روزانہ تراویح میں زیادہ سے زیادہ ایک صف ہوتی تھی۔ مگر آج اذان کے وقت ہی سے مسجد باوجود وسعت دامانی کے تنگ ہو گئی ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ تراویح کے بعد آج مٹھائی کی تقسیم کا بھی پلان ہے۔ جس کے لیے کئی دنوں سے چندہ کی تحریک چل رہی تھی۔ اللہ اللہ کر کے حافظ صاحب نے وتر کا سلام پھیرا۔ دعائیں مانگی گئیں۔ مٹھائیں تقسیم ہوئیں۔ ادھر حافظ صاحب کو پھولوں سے لاد دیا گیا اور ساتھ میں طے شدہ یا بلا طے شدہ قرآن سنانے کا معاوضہ بنام ''نذرانہ'' پیش کیا گیا۔ حافظ صاحب کی دلی مراد پوری ہوئی تو دینے والوں نے بھی شکر کا سانس لیا کہ چندہ کی محنت ٹھکانے لگ گئی۔ مگر دینے والوں اور لینے والے کسی کو یہ خیال بھی نہ گزرا

[1] صحیح مسلم: 325/1.

کہ قرآن جیسی عبادت پر یہ ''لین دین'' کیسا؟ کسی کو توفیق نہ ہوئی کہ اس بارے میں حکم شریعت سے باخبر ہوتا کہ یہ ''لینا دینا'' جائز بھی ہے یا نہیں؟

چند ٹکوں کے لیے قرآن کی اس خرید وفروخت نے آج حفاظ کرام کی حیثیت عرفی مجروح کر کے رکھ دی ہے ہماری غیرت اس حد تک گر چکی ہے کہ ہم نے قرآن کریم سنانے تک کو ذریعہ معاش بنا لیا ہے۔ اللہ کی قسم! راج مزدوری کر کے حلال روزی کمانا قرآن کریم کو کمائی کا وسیلہ بنانے کے مقابلہ میں لاکھ درجہ بہتر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

> ''جو شخص قرآن کریم کو اس لیے پڑھے تا کہ اس کے ذریعہ سے لوگوں سے روزی اور کھانے پینے کی چیزیں حاصل کرے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے چہرہ پر صرف ہڈی ہی ہڈی ہوگی۔ گوشت موجود نہ ہوگا۔''[1]

ذرا غور فرمائیں اللہ کی نظر میں یہ کتنا بھیانک جرم ہے جس میں ہم مبتلا ہیں اور اس رواج کو ختم کرنے کے لیے ہم اپنی شرعی ذمہ داری کہاں تک نبھا رہے ہیں؟

بازاروں کی گہما گہمی:

دکان کی چمک دمک قابل دید ہے، خاص کر جوتے اور کپڑے کی دکانیں خریداروں سے پٹی پڑی ہیں۔ اس پر مستزاد طرہ یہ کہ یہاں ہر طرف ''صنف نازک'' کی حکمرانی ہے۔ کوئی حیادار مرد اپنے دامن حیا کو ٹھیس پہنچائے بغیر اس مجمع سے گزرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ جوں جوں رمضان المبارک کی مبارک ساعتیں قیمتی ہوتی جائیں گی اور عید مبارک کا فاصلہ کم ہوتا جائے گا، بازاروں کی رونق بھی بڑھتی جائے گی۔ جو

---

[1] مشکوۃ: 193/1.

مسلمان دکاندار تہجد کے نام پر دو رکعت نماز پڑھنے پر کبھی اپنے کو تیار نہ کر سکے وہ اب پوری پوری رات دکان پر جاگ کر گزار دیں گے، وہ عورتیں جنہیں پورے رمضان ایک جگہ بیٹھ کر ایک دو پارہ قرآن پڑھنے کی توفیق نہ ہوسکی وہ آج کل رات دن بے پردہ دکانوں پر مٹر گشتی کرتی ہوئی دکھائی دیں گی۔ ان راتوں میں تراویح پڑھنے اور قرآن سننے کا تو گویا تصور ہی نہیں۔ بہت ہوگا تو ﴿ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ﴾ سے پڑھ کر احسان جتایا جائے گا۔ جیسے جیسے عید قریب آتی جائے گی مسجدیں خالی اور بازار بھرتے چلے جائیں گے۔

افسوس! جو زمانہ سب سے زیادہ برکت کا تھا اور جو متبرک ساعتیں سارے رمضان کا خلاصہ اور مکھن کی حیثیت رکھتی تھیں، انہیں ہم اپنے ہی ہاتھوں گنوانے کے عادی بن گئے ہیں۔ ہمارے اندر سے آخرت کی فکر نکل چکی ہے اور دنیا کی زیب و زینت نے ہماری آنکھیں خیرہ کر دی ہیں۔ انہی سب خرافات کی بدولت ہم شب قدر جیسی عظیم الشان رات کی کما حقہ عبادت سے بھی محروم رہ جاتے ہیں اور اس مبارک رات میں بھی معاصی و منکرات میں مبتلا رہ کر اپنے کو جہنم کا ایندھن بناتے ہیں۔ ہمارے دن ٹیلی ویژن دیکھتے ہوئے، جھوٹ بولتے ہوئے، غیبت کرتے ہوئے اور راتیں خوش گپیاں کرتے ہوئے گزرتی ہیں۔ اس لیے آیئے عہد کریں کہ رمضان کی جو نعمت ہمیں نصیب ہوئی ہے یا ہونے والی ہے ہم اس کی پوری طرح قدر کریں گے اور ان تمام خرابیوں سے خود بچیں گے دوسروں کو بھی بچائیں گے جو آج رمضان کے پرنور زمانہ میں رائج ہوگئی ہیں۔

اے اللہ ہماری حالت بدل دے اور اپنی ذات پر سچا یقین پیدا فرما کر ہمیں اپنے عبادت گزار اور آخرت کی فکر کرنے والے بندوں میں شامل فرما دے۔ آمین [1]

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

---

[1] ندائے شاہی، فروری 1994ء بتعدیل۔